هدية الوحيد

فى

علم التجويد

www.KitaboSunnat.com

مؤلف

استاذ القراء و المجودين القارى المقرى محمد عبد الوحيد صاحبؒ

معه حواشى منفرده

استاذ القراء الشيخ القارى المقرى اظهار احمد التهانویؒ

قرأت اکیڈمی لاهور

۲۳۵
ب د ـ هـ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب وسنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے

کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی

کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے

درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

هدية الوحيد
في
علم التجويد

مولف

استاذ القراء و المجودين القاری المقری محمد عبد الوحید صاحبؒ

معہ حواشی منفردہ

استاذ القراء الشیخ القاری المقری اظہار احمد التھانویؒ

قرأت اکیڈمی
28-الفضل مارکیٹ 17- اُردو بازار۔لاھور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نام کتاب	----------	ھدیۃ الوحید
مؤلف	----------	حضرت قاری عبدالوحید صاحبؒ
حواشی	----------	حواشی منفردہ
محشی	----------	قاری اظہار احمد التھانویؒ
کمپوزنگ و	----------	یونیک گرافکس
سرورق ڈیزائن		الفضل مارکیٹ اُردو بازار لاہور
ناشر	----------	قرآءت کیڈمی اردو بازار لاہور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

عرض ناشر

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ وَ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الۡمُرۡسَلِیۡنَ وَ عَلٰی اٰلِہٖ وَ اَصۡحَابِہٖ وَ اَزۡوَاجِہٖ اَجۡمَعِیۡنَ — امابعد

ھدیۃ الوحید فی علم التجوید مؤلفہ حضرت قاری المقری محمد عبدالوحید الہ آبادیؒ برصغیر پاک و ہند میں ایک نہایت اعلیٰ پائے کی تجوید کی کتاب ہے-حکیم الامت حضرت مولانا قاری اشرف علی صاحب تھانویؒ نے اپنے جمال القرآن میں اس سے بہت استفادہ فرمایا ہے-ھدیۃ الوحید میں جو مسائل بیان کئے گئے ہیں وہ نہایت علمی نوعیت کے حامل ہیں- فوائد مکیہ کے مقابلہ میں بیان کچھ مفصل ہوا ہے مگر مبتدی طلبہ کے لیے ہنوز بہت سے مقامات اس کتاب کے وضاحت طلب تھے-

قرآءت اکیڈمی کا انتظام میرے سپرد ہوا تو میں نے محسوس کیا کہ ھدیۃ الوحید کو شایان شان طریقے سے چھاپا جائے- اور اگر قبلہ والد صاحب حضرت القاری المقری اظہار احمد التھانوی نور اللہ مرقدہ کے حواشی بھی اس پر لگ جائیں تو کتاب افادہ عام کے لیے نہایت معاون ہوگی-حضرت قبلہ والد صاحبؒ سے عرض کیا تو انہوں نے ہامی بھر لی-مگر حواشی سے مزین کتاب عنایت نہیں فرمائی-

بعد از وفات ان کی کتابوں اور دیگر مسودہ جات میں سے ھدیۃ الوحید کا ایک نسخہ حواشی والا ملا جو کہ اب آپ کے سامنے ہے-کوشش کی ہے کہ ھدیۃ الوحید کی پرانی اردو بھی درست ہو جائے-چونکہ حضرت قبلہ والد صاحبؒ کے جمال القرآن کے حواشی کا نام حواشی جدیدہ اور تیسیر التجوید کے حواشی کا نام حواشی مفیدہ تھا-انہی سے ملا کر ھدیۃ الوحید کے حواشی کا نام حواشی منفردہ رکھا گیا ہے-

اللہ تعالیٰ کے حضور دعا ہے کہ وہ اس کام کو حضرت مؤلفؒ حضرت محشی یعنی قبلہ والد صاحبؒ اور آپ دونوں حضرات کے اساتذہ و والدین کے لیے توشہ آخرت بنائے-اور ہم سے اسی طرح خدمت قرآن لیتا رہے-

والسلام علیکم

عزیز احمد التھانوی

مدیر قرآءت اکیڈمی لاہور

رمضان ۱۴۲۱ھ

مطابق: دسمبر ۲۰۰۰ء

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مختصر سوانحی حالات حضرت مولفؒ

آپ کا نام محمد عبدالوحید اور تاریخی نام سعادت علی خاں تھا- آپ کی ولادت ۷ ربیع الاول ۱۲۹۶ھ مطابق ۱۸۷۹ء یکم مارچ بروز اتوار بوقت دس بجے دن ہوئی- ابتدائی تعلیم الٰہ آباد اپنے آبائی شہر میں ہی حاصل کی- بعد ازاں ۱۳۱۳ھ میں متداول علوم ابتدائیہ اور حفظ قرآن سے فراغت پائی- ۱۳۱۴ھ میں جب مدرسہ احیاء العلوم الٰہ آباد کا آغاز عبداللہ کی جامع مسجد نزد ریلوے اسٹیشن الٰہ آباد میں ہوا اور وہاں کانپور سے حضرت استاذ الاساتذہ وخاتمۃ القراء فی الہند القاری المقری محمد عبدالرحمٰن صاحب مکیؒ تشریف لائے تو حضرت قاری عبدالوحید صاحبؒ اولین جماعت طلبہ میں شامل تھے-

اس وقت سے ۱۳۲۰ھ تک آپ نے علوم تجوید وقرآءت کے علاوہ کتب عربیہ درسیہ بھی پڑھیں- ۱۳۱۹ھ میں روایت حفص کی سند حضرت قاری عبدالرحمٰن صاحبؒ نے عنایت فرمائی- پھر ۱۳۲۰ھ میں قراءات سبعہ قراءات عشرہ کی بھی سند واجازت حضرت قاری عبدالرحمٰن مکی صاحبؒ نے عنایت فرمائی-

۱۳۲۱ھ کے آغاز میں حضرت قاری عبدالرحمٰن مکیؒ کے فرمان اور حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانویؒ کی سعی سے عظیم درس گاہ دارالعلوم دیوبند میں بطور صدر مدرس تجوید وقرآءات آپ کی تقرری ہوئی-

اسی دوران حضرت قاری صاحب نے تجوید و قرآءت کی تدریس کے علاوہ درس نظامی کا نصاب بھی تکمیل فرمایا- آپ کے اساتذہ میں شیخ الہند حضرت مولانا محمود الحسن صاحب نور اللہ مرقدہ اسیر مالٹا جیسی نہایت علمی شخصیات شامل ہیں-

۱۳۲۸ھ میں جب دارالعلوم دیوبند کا شاندار تاریخی جلسہ دستار بندی ہوا تو حضرت قاری عبدالوحید صاحبؒ کو بھی سند فراغ ودستار فضیلت حضرات اکابرین دارالعلوم نے مرحمت فرمائی-

۱۳۲۹ھ میں حرمین شریفین کی حاضری اور قیام کی سعادت حاصل ہوئی تو فخر العجم ومسند العرب شیخ القراء والمجودین حضرت قاری عبداللہ صاحب مہاجر مکیؒ سے بھی شرف تلمذ حاصل ہوا اور انہوں نے بھی آپ کو قراءات سبعہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وعشرہ کی اسناد مرحمت فرمائیں۔

تقریباً پینتالیس سال دارالعلوم دیوبند میں خدمت تجوید وقرآءت میں مصروف رہ کر ۱۳۶۵ھ میں انتقال فرمایا۔

آپ کے تلامذہ میں بے شمار حضرات ہوئے قابل ذکر شیخ الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب سابق مہتمم دارالعلوم دیوبند اور آپ کے چھوٹے بھائی حضرت مولانا قاری محمد طاہر صاحب قابل ذکر ہیں۔

آپ کی کتاب ھدیۃ الوحید کو برصغیر پاک و ہند میں بے پناہ شہرت حاصل ہوئی۔علمی حلقوں میں یہ کتاب نہایت وقعت کی نگاہ سے دیکھی جاتی ہے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے ھدیۃ الوحید کے علاوہ بھی تجوید سے متعلق کتب تحریر فرمائیں کیونکہ ھدیۃ الوحید مطبوعہ دیوبند کے اختتام پر آپ کے صاحبزادے قاری محمد عبدالحفیظ الہ آبادی نے ایک اشتہار میں ان کے نام فرائدالتجوید۔ ادب القرآن اور فیض الوحید تحریر کیے ہیں۔

واللہ اعلم بالصواب

رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

مرتبہ از: قاری نجم الصبیح التھانوی

بن الشیخ المقری اظہار احمد التھانوی نور اللہ مرقدہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مقدمہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَ الصَّلٰوةُ وَ السَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ وَ عَلٰى اٰلِهٖ وَ اَصْحَابِهٖ وَ اَتْبَاعِهٖ اَجْمَعِيْنَ۔

ضرورت تجوید

امابعد! ہر مسلمان عاقل بالغ کو جاننا چاہیے کہ قرآن شریف کو تجوید سے پڑھنا یعنی صحیح پڑھنا ہر شخص کو نہایت ہی ضروری [1] ہے اگر قرآن شریف نماز [2] یا غیر نماز میں صحیح صحیح نہ پڑھا جائے گا تو پڑھنے والا بے شک خطاوار کہلائے گا۔ کیونکہ اگر ایسی غلطی ہوئی کہ جس سے ایک حرف دوسرے حرف سے بدل گیا۔ یا کوئی حرف مدہ یا غیر مدہ گھٹا بڑھا دیا اور وہ گھٹانا بڑھانا کسی روایت اور قراءت سبعہ یا عشرہ میں آیا ہوا نہیں ہے [3] جیسے اَلْحَمْدُ کو اَلْهَمْدُ اور

---

[1] ارشاد الٰہی ہے وَرَتَّلْنٰهُ تَرْتِيْلًا یعنی اور ہم نے اس کو واضح ادائیگی کے ساتھ اتارا ہے (تفسیر جمل) حدیث میں حضرت زید بن ثابتؓ سے روایت ہے اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ اَنْ يُّقْرَأَ الْقُرْاٰنَ كَمَا اُنْزِلَ (رواہ ابن خزیمہ فی صحیحہ) یعنی اللہ تعالیٰ کو پسند یہ ہے کہ قرآن ٹھیک اسی طرح پڑھا جائے جس طرح وہ اتارا گیا ہے اسی لیے محقق بیضاوی رحمہ اللہ وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِيْلًا کے معنی بیان فرماتے ہیں جَوِّدْهُ تَجْوِيْدًا یعنی قرآن شریف کو بہترین ادا کے ساتھ پڑھو۔

[2] صرف حرف کی تبدیلی سے نماز میں بگاڑ نہیں آتا گو گناہ ہوتا ہے نماز میں فساد اس وقت ہوتا ہے جب لحن جلی کی وجہ سے قران کے معنی میں بگاڑ آجائے۔

[3] اور جیسے لفظ مُلْكِ کو مَلِكِ یا برعکس پڑھا اور قُلْ سُبْحَانَ اور لفظ الصِّرَاطَ اور صِرَاطَ اور بِمُصَيْطِرٍ وغیرہ میں بجائے صاد کے سین پڑھ دیا یا فَتَلَقّٰٓى اٰدَمُ مِنْ رَّبِّهٖ كَلِمٰتٍ میں میم کو زبر۔ تاء کو پیش اور وَاتَّخِذُوْا کو وَاتَّخَذُوْا اور وَلَا تُسْئَلُ کو وَلَا تَسْئَلْ پڑھ دینے میں اور ان کے مانند پڑھنے میں عوام کے لیے ایک حد تک چنداں مضائقہ نہیں کیونکہ یہ سب قراءات متواترہ سبعہ اور عشرہ میں ثابت اور مروی ہیں گو ایسے بھی تغیر و ابدال اور گھٹانے بڑھانے سے کذب فی الروایۃ لازم آئے گا اور اہل علم اور ماہر کو جائز و زیبا نہیں ہے کہ اس خلط فی الروایۃ میں مبتلا ہو۔ ہاں عوام کے لیے ایک حد تک ضرورتاً توسع ہے بوجہ عموم بلوی وغیرہ کے واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب (منہ)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عَلِمَ کو اَلِمَ اور حَمَّالَةَ الْحَطَبِ کو هَمَّالَةَ الْحَتَبِ اور وَانْحَرْ کو وَانْهَرْ اور فَتَرْضٰی کو فَتَرْدٰی پڑھ دیا۔

اور مثلاً اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ کو اَلْحَمْدُ وَ لِلّٰهِی ۔ اِیَّاکَ کو اِیَّاکَا اور اِیَّاکَاُ اور اِیَّاکَھُ اور نَسْتَعِیْنُ کو نَسْتَعِیْنُ اور فَعَلَ رَبُّکَ کو فَعَلَا رَبُّکَ اور لَا یُکَلِّفُ اللّٰهُ کو لَیُکَلِّفُ اللّٰهُ اور قُلْنَا اور اَنْ طَهِّرَا کو قُلْنَ اور اَنْ طَهِّرَ وغیرہ پڑھا گیا۔

اور ایسا ہی حرکات میں غلطی کرنا یا ساکن کو متحرک اور متحرک کو ساکن پڑھ دینا جیسے اِیَّاکَ کو اِیَّاکِ ۔ اِهْدِنَا کو اَهْدِنَا ۔ اَنْعَمْتَ کو اَنْعَمْتُ ۔ قَتَلَ دَاوٗدُ جَالُوْتَ کو برعکس یعنی دال ثانی کا زبر اور تاء ثانی کا پیش پڑھ گیا ۔ اَلَّذِیْ جَمَعَ کو جَمْعَ ۔ فَعَلْنَا کو فَعُلْنَا پڑھ دیا ۔ اور اسی طرح کی تغییر اور ابدال حرکات میں یا کسی حروف میں کرے تو اس طرح پڑھنے والا بے شک گناہ گار ہوگا کیونکہ یہ موٹی موٹی غلطیاں تحریف صریح ہیں اور حرام [۴] ہیں ۔ اکثر تغییر معنی یا اہمال سے خالی نہیں ہیں اور اہمال تغییر معنی سے زیادہ اقبح واشد ہے ۔ [۵]

---

۴ ماحصل یہ کہ لحن جلی کی چار صورتیں ہیں (۱) تبدیل حرف بہ حرف (۲) حرکات کو بڑھا کر پڑھنا (۳) حروف مدہ کو گرا کر پڑھنا (۴) حرکات وسکنات میں غلطی کرنا ۔ ایک حرف کا دوسرے حرف سے بدلنا کبھی مخرج بدلنے سے ہوتا ہے جیسے حاء کی جگہ ھاء یا خاء پڑھنا اور کبھی صفات لازمہ ممیزہ میں تبدیلی کی وجہ سے ۔ جیسے ص کا س سے بدل جانا ۔ لحن جلی کی دوسری اور تیسری صورتوں کا حاصل یہ ہوا کہ اضافہ اور کمی دونوں لحن جلی ہیں ۔ اسی میں داخل ہوگا کسی مشدد کو مخفف پڑھنا کہ یہ کمی ہے یا کسی مخفف کو مشدد پڑھنا کہ یہ اضافہ ہے ۔

۵ یعنی مفہوم مراد الٰہی کے برخلاف ہو جائے یا مطلب مہمل ہو جائے یہ امام صاحبؒ وامام محمدؒ کا مذہب ہے اور امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے نزدیک معنی کے بگاڑ سے نہیں بلکہ لفظ کے بگاڑ سے نماز فاسد ہوتی ہے اگر کلمہ اس طرح پڑھا جو تمام قرآن میں کہیں بھی نہ پایا جاتا ہو مثلاً وَالصّٰٓفّٰتِ صَفًّا میں صاد کی بجائے سین پڑھا جائے تو نماز فاسد ہو جائے گی کیونکہ لفظ سافات تمام قرآن میں کہیں بھی نہیں، وغیر ذلک اور معنی کا بگاڑ کبھی تو حرف کی ذات وصفات دونوں کے متغیر ہونے کی وجہ سے ہوتا ہے اور کبھی صرف صفت کے تغیر سے ہوتا ہے مثلاً صفت میں استعلاء کو استفال سے بدل لیا ۔ چنانچہ منية المصلي میں ہے ''اگر کسی نے حَمَّالَةَ الْحَطَبِ میں طاء کی صفت کو بگاڑ کر تاء پڑھا تو نماز فاسد ہو جائے گی'' اسی طرح مثلاً وَنُدْخِلُهُمْ ظِلًّا ظَلِيْلًا میں ظاء کی بجائے ذال پڑھا تو نماز کا فاسد ہونا بالکل ظاہر ہے کیونکہ ظاء سے معنی ہیں کہ ''ہم اہل جنت کو گھنے سائے میں داخل کریں گے'' اور ذال پڑھنے میں معنی (معاذ اللہ) یہ ہوتے ہیں کہ ''ہم ان کو بڑی ذلت میں داخل کریں گے۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور اگر دوسری قسم کی غلطی ہو کہ جس سے لفظ کا ہر حرف مع حرکت اور سکون کے ثابت رہے صرف بعض صفات جو تحسین حرف ٦ سے تعلق رکھتے ہیں اور مزینہ ہیں۔ یہ اگر ادا نہ ہوں تو خوف تہدید اور عقاب کا ہے کیونکہ یہ ان پہلی غلطیوں سے ذرا خفیف اور دقیق و باریک ہیں جیسے اظہار کی جگہ اخفاء یا غنہ کرتا اور اخفاء کی جگہ میں اظہار یا ادغام وغیرہ پڑھ دینا اور یا مد اور توسط کی جگہ قصر اور قصر کی جگہ طول یا توسط۔ پُر کی جگہ باریک اور باریک کی جگہ پُر۔ اور معروف حرکات کو مجہول پڑھنا۔ ان سے بھی بچنا ضروری ہے کہ مکروہ ہیں ان سے قرآن شریف کا جمال وکمال جاتا رہتا ہے ے

پہلی قسم کی غلطیوں کو اصطلاح قراء میں لحن جلی اور دوسری قسم کی غلطیوں کو لحن خفی کہتے ہیں۔ اکثر لحن جلی مفسد صلوۃ بھی ہیں جیسا کہ کتب فقہ میں مسائل زلۃ القاری کے دیکھنے سے مفصل معلوم ہو سکتے ہیں۔

تجوید کے معنی ہیں ہر حرف کو اس کے مخرج سے ادا کرنا اور جو جو صفت ذاتی اور محلی رکھتا ہے اس کو ادا کرنا ٨۔ موضوع لہ اس کا حروف تہجی قرآن شریف ٩ اور غایت تصحیح حروف اور تحسین حروف ہے ١٠ اور لہجہ اور خوش آوازی

---

٦ اس سے مراد صفات عارضہ ہیں جن کا بیان آگے آئے گا۔

ے ملا علی قاری فرماتے ہیں "لحن خفی وہ غلطی ہے جو خوبصورت ادا میں مخل ہو مثلاً اخفاء۔ قلب اظہار۔ ادغام۔ غنہ چھوڑ دینا اور مثلاً مفخم کو باریک یا اس کے برعکس پڑھنا۔ قصر کو مد سے۔ اور مد کو قصر سے پڑھنا۔ وغیر ذالک من الصفات العارضۃ۔

٨ تجوید کے لغوی معنی ہیں تحسین اور اصطلاح میں "علم یبحث فیه عن مخارج الحروف و صفاتها" یعنی وہ علم جس میں حرفوں کے مخارج وصفات سے بحث ہو۔ (جہد المقل)

٩ علم تجوید کا موضوع کہا جاتا ہے کہ "حروف کلمات قرآنیہ" ہیں مگر بہتر یہ ہے کہ یوں کہا جائے کہ علم تجوید کا موضوع ہے "احوال حروف" اور احوال حروف مخارج وصفات ہیں لہذا تجوید کا موضوع ہوا "مخارج وصفات حروف" (جہد المقل)

١٠ علامہ جزری نے غایت کے متعلق یہ فرمایا "لِيَلْفِظُوْا بِاَفْصَحِ اللُّغَاتِ" یعنی تاکہ وہ حروف کو فصیح ترین زبان عربی میں ادا کریں۔ یعنی قرآن پڑھنے والے کو مخارج وصفات کا جاننا ضروری ہے تاکہ افصح اللغات یعنی عرب کے مطابق ان کا تلفظ ہو جائے عربی تلفظ وادا آجائے عجمیت کا لب ولہجہ نہ ہو۔ چنانچہ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا غَيْرَ ذِيْ عِوَجٍ میں اشارہ ہے کہ قرآن نہ صرف یہ کہ عربی ہے بلکہ خالص عربی ہے۔ یاد رہے کہ خالص عربی سے وہ امر مراد ہے جو بزرگوں اور سلف صالحین سے منقول ہے آج کل کے عرب لوگ مراد نہیں جو عربی زبان میں غیر عربی الفاظ کی بکثرت آمیزش (بقیہ آئندہ صفحہ پر)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علیحدہ خارجاً ایک شئے محمود اور مستحسن ہے۔!!۔

اگر اس سے قواعد تجوید کے نہ بگڑیں اور اگر اس سے لحن خفی لازم آئے تو مکروہ ہے اور لحن جلی لازم آئے تو حرام اور ممنوع ہے۔!۲! آج کل یہ بلا بہت پھیل رہی ہے کہ صرف لہجہ اور آواز ہی کو تجوید اور قرآءت سمجھتے ہیں اور اسی میں غلو کرتے ہیں اور جو اصل مقصود ہے تصحیح حروف اور ادائیگی قواعد اس کی طرف توجہ نہیں کرتے۔ نہایت قلق اور افسوس کا موقع ہے کہ قرآن شریف کی صحت الفاظی کی طرف سے اہل علم اور غیر اہل علم عموماً سب ہی لوگوں کا تساہل اور تغافل اس درجہ بڑھ گیا ہے کہ جس سے اس کو ضروریات دین سے سمجھا جانے میں بھی تامل اور تردد ہونے لگا۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ۔

(گزشتہ سے پیوستہ) کرتے ہیں۔ حاصل یہ کہ ارکان تجوید چار ہیں: (۱) مخارج الحروف کا جاننا۔ (۲) صفات الحروف کا پہچاننا۔ (۳) حروف کے تمام احکامات کو جاننا (۴) زبان کو حروف کی صحیح ادائیگی کا عادی بنانا۔

!ا! خوش آوازی سے پڑھنا دراصل آداب قرآنی میں سے ہے۔ خوش آوازی سے پڑھنا نہ تو بالکل منع ہے اور نہ مقصود اصلی اس باب میں افراط وتفریط دونوں صحیح نہیں۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ تجوید کے مقاصد سے ایک زائد وخارج چیز ہے۔ خوش آوازی اللہ تعالیٰ کا عطیہ ہے جس کو حاصل ہو اسے چاہیے کہ اپنی خوش آوازی کو اہل عرب کی خوش آوازی کے تابع رکھتے ہوئے بے تکلف اور سادہ پڑھے مگر عربی لہجوں کے اندر غرق ومحو ہو جانا کہ مقصود وہی ہو کر رہ جائیں نہایت معیوب ہے۔

!۲! آداب قرآنی کے درجے میں حسن صوت مستحب ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات حسن صوت کی ترغیب پر دال ہیں۔ ان میں سے کچھ ذکر کئے جاتے ہیں۔ (۱) زَیِّنُوا الْقُرْاٰنَ بِاَصْوَاتِکُمْ یعنی اپنی آوازوں کے ساتھ قرآن کو زینت دو (رواہ احمد وابوداؤد وابن ماجہ والدارمی) (۲) حَسِّنُوا الْقُرْآنَ بِاَصْوَاتِکُمْ فَاِنَّ الصَّوْتَ الْحَسَنَ یَزِیْدُ الْقُرْآنَ حَسَنًا یعنی قرآن کو اپنی آوازوں سے آراستہ کرو کیونکہ اچھی آواز سے قرآن کے حسن میں اضافہ ہوتا ہے (رواہ الدارمی) (۳) لَیْسَ مِنَّا مَنْ لَّمْ یَتَغَنَّ بِالْقُرْاٰنِ یعنی وہ شخص ہم میں سے نہیں جو قرآن پڑھنے میں عمدہ آواز نہ بنائے۔ (احیاء العلوم ومنح الفکریہ) پھر تمام محاسن کا خلاصہ اور عطر یہ حدیث ہے (۴) لَایَسْمَعُ الْقُرْاٰنَ مِنْ اَحَدٍ اَشْهٰی مِمَّنْ یَّخْشَی اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ یعنی جو شخص خشیت الٰہی کے ساتھ قرآن پڑھے اس سے زیادہ مزے دار قرآن ہو نہیں سکتا (رواہ حاکم وابوالقاسم الغافقی فی کتاب فضائل القرآن) اللہ تعالیٰ ہم سب کو توفیق بخشے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فصل بیان احکام استعاذہ وبسملہ

قرآن شریف شروع کرنے سے پہلے استعاذہ ضروری ہے[۱۳] اور الفاظ اس کے یہ ہیں۔ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم گو اور طرح سے بھی روایتوں میں آیا ہے مثل اَعُوْذُ بِاللّٰہِ السَّمِیْعِ الْعَلِیْمِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم اور اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم وَاسْتَفْتِحُ اللّٰہَ وَھُوَ خَیْرُ الْفَاتِحِیْن اور اَعُوْذُ بِاللّٰہِ الْعَظِیْم وَبِوَجْھِہِ الْکَرِیْم وَسُلْطَانِہِ الْقَدِیْم مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم اور اَعُوْذُ بِاللّٰہِ الْقَوِیِّ مِنَ الشَّیْطٰنِ الْغَوِیِّ اور اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ مِنْ اِبْلِیْسَ وَ جُنُوْدِہٖ وغیرہ مگر بہتر یہی ہے کہ انہیں الفاظ سے جو پہلے ذکر ہوئے استعاذہ کیا کرے کیونکہ اس کو استعاذہ رسول کہا گیا ہے۔[۱۴]

اور جب سورہ سے قرآءت حقیقی شروع کی جائے تو بسم اللہ کا پڑھنا بھی ضروری ہے[۱۵]۔

ماسوا سورہ براءۃ[۱۶] اور اوساط اور اجزاء سور میں قاری کو اختیار ہے چاہے بسم اللہ برکت کے واسطے پڑھے

---

۱۳ ضروری عرف وعادت قراء کرام یا آداب قرآنی کے لحاظ سے ہے شرعاً نہیں ہے۔ شرعاً مستحب ہے۔

۱۴ ثعلبی اور واحدی نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے ایک روایت بیان کی ہے کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پڑھا اَعُوْذُ بِاللّٰہِ السَّمِیْعِ الْعَلِیْمِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم آپؐ نے فرمایا یہ نہیں بلکہ کہو اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم مجھ سے جبرئیلؑ نے لوح وقلم سے اسی طرح نقل کیا ہے۔ (تفسیر مظہری)

امام احمد نے حضرت ابوامامہؓ سے روایت بیان کی، اس میں بھی اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم ہی ہے۔ ابوداؤد کی مرسل روایات میں حسن بصریؒ سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم پڑھتے تھے۔

۱۵ جس طرح ابتدائے تلاوت میں استعاذہ ضروری ہے خواہ ابتداء سورت سے ہو یا درمیان سورت سے اسی طرح ابتدائے سورت میں بسملہ ضروری ہے خواہ یہ ابتداء سورت ابتداء تلاوت میں ہو یا درمیان تلاوت میں۔

۱۶ اس مسئلہ پر قریب قریب سلف وخلف کا اجماع ہے کہ ابتدائے براءت میں بسملہ نہیں پڑھی جائے گی خواہ ابتدائے تلاوت ہو یا درمیان تلاوت۔ بسم اللہ کے ممنوع ہونے کی یہ وجہ بیان کی جاتی ہے کہ سورۃ براءۃ میں جہاد وقتال کا حکم نازل ہونا جو غضب الٰہی کی علامت ہے ایسے موقع پر بسم اللہ جو سراسر مضمون رحمت کو شامل ہے مناسب نہیں۔ دور صحابہؓ سے برابر یہی عمل ہے کہ یہاں بسم اللہ نہیں پڑھی پڑھائی جاتی ہے۔

انفال اور براءت کے درمیان بسم اللہ پڑھے بغیر وصل۔ وقف اور سکتہ تین وجوہ صحیح ہیں۔

اوساط براءت میں ابتداء تلاوت کے وقت بسم اللہ پڑھنا جمہور کے نزدیک دیگر سورتوں کی طرح جائز ہے۔ البتہ علامہ جعبری نے ابتداء براءت کی طرح اجزاء براءت میں بھی بسم اللہ پڑھنے سے منع کیا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چاہے نہ پڑھے اور جب شروع قراءت شروع سورہ سے ہوتو چار صورتیں جائز ہیں (۱) وصل اعوذ اور بسم اللہ کا اوائل سورسے اس کا نام وصل کل ہے اور وصل وصل بھی کہتے ہیں (۲) فصل ہر ایک کا اس کا نام فصل کل ہے اور وقف وقف بھی کہتے ہیں (۳) فصل اعوذ اور وصل بسم اللہ کا اوائل سورسے اس کا نام فصل اول وصل ثانی ہے اس کو وقف وصل بھی کہتے ہیں۔ (۴) وصل اعوذ فصل بسم اللہ کا اوائل سورسے اس کا نام وصل اول فصل ثانی ہے اس کو وصل وقف بھی کہتے ہیں اور جب شروع سورت درمیان قرآءت کے ہو یعنی کسی سورت یا آیت کو ختم کر کے دوسری سورت یا وہی سورت شروع کی جائے تو اس صورت میں بھی بسم اللہ ضرور پڑھنی چاہیے عام ہے کہ دونوں سورتوں کے درمیان وقف کیا جائے یا وصل تو اس وقت میں تین صورتیں جائز ہوں گی وصل کل اور فصل کل اور فصل اول وصل ثانی چوتھی صورت وصل اول فصل ثانی اس میں جائز نہیں ہے[۱۷]۔

[۱۷] مجموعی طور پر ابتداء کی تین قسمیں ہوئیں (۱) ابتدائے تلاوت ابتداء سورت اس میں استعاذہ و بسملہ دونوں ضروری ہیں (۲) ابتدائے تلاوت درمیان سورت اس میں استعاذہ ضروری ہے بسملہ مستحب ہے جمہور عراقیین کا یہی مسلک ہے اور جمہور مغاربہ کے یہاں اوساط میں بسملہ کا نہ پڑھنا ہی مستحب ہے (۳) ابتدائے سورت درمیان تلاوت اس میں صرف بسملہ ضروری ہے۔

مذکورہ تین صورتوں میں سے پہلی صورت میں وصل کل۔ فصل کل۔ وصل اول فصل ثانی۔ فصل اول وصل ثانی چاروں صورتیں باجماع جائز ہیں۔ دوسری صورت میں اگر استعاذہ کے ساتھ بسملہ بھی پڑھی جائے تو محققین کے کلام میں یہاں مذکورہ چاروں صورتوں کا جواز ہے۔

صاحب غیث النفع یہ چاروں صورتیں مطلقاً جائز لکھتے ہیں۔ خواہ ابتداء تلاوت اول سورت سے ہو یا اوساط سے۔

حضرت قاری عبدالرحمن صاحب مکی الہ بادیؒ کا بھی ان کی مشہور کتاب فوائد مکیہ کے مقدمہ میں یہی رجحان نظر آتا ہے۔

بغیر کسی تعین صورت کے فرماتے ہیں اعوذ اور بسم اللہ پڑھنے میں چار صورتیں ہیں۔

مگر بعض محققین نے بسم اللہ کو اوساط کے ساتھ وصل کرنے سے سختی سے منع کیا ہے ہمارے دور میں مشائخ و اساتذہ کا بھی اسی پر عمل ہے یعنی اس صورت میں فصل کل اور وصل اول فصل ثانی جائز ہے اور وصل کل یا فصل اول وصل ثانی ناجائز ہے۔

ابتداء کی تیسری صورت یعنی ابتداء سورت درمیان تلاوت میں بسم اللہ کا پڑھنا ضروری ہے مگر یہاں وصل اول فصل ثانی جائز نہیں باقی تین صورتیں جائز ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیونکہ بسم اللہ کو شروع سورہ سے تعلق ہے اور اس صورت میں بسم اللہ کو جس سے ملا کر پڑھا جائے گا اس سے بسم اللہ کا تعلق معلوم ہوگا اور ایسا نہ ہونا چاہیے اور اگر کسی سورہ کو ختم کر کے سورہ توبہ شروع کی جائے تو وصل- وقف اور سکتہ یہ تینوں وجہ جائز ہیں جو چاہے کر لے-۱۸

اور تیسری صورت یہ ہے کہ جب شروع قرآءت درمیان اور اوساط سور سے ہو اور قاری اعوذ کے ساتھ بسم اللہ بھی پڑھے تو صرف دو وجہ جائز ہیں فصل کل اور وصل اول فصل ثانی اور اس میں وصل کل اور فصل اول وصل ثانی بھی جائز ہیں بشرطیکہ ان جیسی آیتوں سے قرآءت اور تلاوت شروع نہ ہو مانند قَالَ اَنۡظِرۡنِیۡ اور قَالَ اٰمَنۡتُمۡ لَهٗ وغیرہ جیسے موقعوں سے شروع نہ ہو اور بعض ان دونوں کو یعنی وصل کل اور فصل اول وصل ثانی کو اوساط سور میں کسی موقع میں بھی جائز نہیں کہتے ہیں اور یہ ہی مروج ہے اور اگر بسم اللہ نہ پڑھی جائے تو اعوذ کو فصل کر کے پڑھنا چاہیے اور اس میں وصل بھی جائز ہے بشرطیکہ شروع آیت میں اللہ پاک کا کوئی نام نہ ہو مثل هُوَ اللّٰهُ الَّذِیۡ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ وغیرہ کے ۱۹

فائدہ: اگر درمیان قرآءت کے کوئی کلام اجنبی ہو گیا گو کہ سلام کا جواب ہی کسی کو دیا ہو تو استعاذہ پڑھنا دوہرانا ضروری ہے چاہے جتنی مرتبہ قرآن شریف سے نکلنا ہو اتنی ہی مرتبہ استعاذہ پڑھا جانا ضروری ہے-۲۰

کیونکہ یہی استعاذہ فارق ہے درمیان کلام اللہ شریف اور غیر کلام اللہ میں اسی لئے کسی اور کتاب کے شروع کرنے میں استعاذہ پڑھنے کی اجازت مروی نہیں استعاذہ جہر کے ساتھ ہونا چاہیے قرآءت جہریہ میں اور اگر آہستہ سے بھی استعاذہ پڑھا قرآءۃ جہریہ میں تب بھی جائز ہے اور اسی طرح قراءۃ سریہ میں استعاذہ سرا ہونا چاہیے اور اگر

---

۱۸ جیسا کہ ہم پہلے وضاحت کر آئے ہیں-

۱۹ اوساط سور میں اگر بغیر بسملہ کے صرف استعاذہ پڑھے تو اس کا آیت قرآنی سے وصل کرنا بھی صحیح ہے- البتہ ادباً اس موقع پر وصل نہ کرے جہاں اللہ کے کسی نام سے آیت شروع ہو رہی ہو جیسے اَللّٰهُ یَعۡلَمُ (النشر- اتحاف)

۲۰ قراء کے ہاں ہر ابتدائے تلاوت میں استعاذہ واجب ہے- اور انہوں نے استدلال کیا ہے آیت فَاِذَا قَرَاۡتَ الۡقُرۡاٰنَ فَاسۡتَعِذۡ بِاللّٰهِ سے مگر صحیحین کی متعدد روایات میں قرآءت نبوی ﷺ سے پہلے تعوذ مروی نہیں-

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جہراً پڑھ لیا خارج از نماز میں تو بھی کچھ حرج نہیں ۲۱ وَاللّٰهُ تَعَالٰی اَعْلَمُ وَعِلْمُهٗ اَتَمّ۔

باب (۱) در بیان مخارج حرف

بیان مخارج حروف:

جن موقعوں سے حروف ادا ہوتے ہیں ان کو مخارج کہتے ہیں ۲۲۔

کل حروف سترہ مخرج سے نکلتے ہیں یہ بنا قول حضرت امام جزری رحمہ اللہ کہا گیا ہے۔ ورنہ مجودین کے اس میں مذاہب مختلف ہیں بعض کم بعض زیادہ کر کے بیان فرماتے ہیں ۲۳ مگر **مُعَنْوَنْ** اور **مَاحَصَلْ** سب کا ایک ہی ہے صرف بیان اور تعبیرات کا فرق ہے۔

---

۲۱ بہتر یہ ہے کہ تلاوت جہر سے کرنا ہو تو استعاذہ بھی جہراً کرے ورنہ آہستہ اور نماز میں آئمہ اربعہ کی تفصیل یہ ہے کہ امام شافعیؒ کے دو قول ہیں ایک یہ کہ جہر و سر دونوں صحیح ہیں کسی کو ترجیح نہیں امام موصوف کا یہ قول کتاب الام میں ہے دوسرا قول یہ کہ جہراً مسنون ہے جیسا کہ کتاب الاملاء میں ہے امام ابوحنیفہؒ و امام احمدؒ استعاذہ کو خارج تلاوت ہونے کی بناء پر سراً پڑھنے کا حکم فرماتے ہیں۔ امام مالکؒ کے نزدیک صرف قیام رمضان میں پڑھنا سراً مسنون ہے۔ (النشر)

۲۲ یعنی وہ معین جگہ جس سے حرف پیدا ہوتا ہے۔ حضرت مصنفؒ نے اصول مخارج یعنی مخارج کے مواقع ذکر نہیں فرمائے۔ اصول مخارج پانچ ہیں۔ (۱) حلق جس میں تین مخرج ہیں اور جن سے چھ حروف ادا ہوتے ہیں (۲) لسان جس میں دس مخارج ہیں اور اٹھارہ حروف ادا ہوتے ہیں (۳) ہونٹ جس میں دو مخرج ہیں اور ان سے چار حروف ادا ہوتے ہیں (۴) جوف دہن ایک مخرج ہے جس سے تین حروف مدہ ادا ہوتے ہیں (۵) خیشوم جس سے نون و میم بحالت غنہ ادا ہوتے ہیں۔

۲۳ مخارج کی تعداد میں اختلاف ہے استاذ الکل خلیل بن احمد فراہیدی اور جمہور کے یہاں راجح ہے کہ مخارج سترہ ہیں۔ سیبویہ کی رائے میں مخارج سولہ ہیں۔ الف کا مخرج اقصی حلق اور واؤ مدہ کا مخرج انضمام شفتین اور یاء مدہ کا وسط لسان و تالو۔ فراء وغیرہ کی رائے ہے کہ مخارج کل چودہ ہیں وہ حروف مدہ کے مخرج کو مثل سیبویہ کے حذف کرتے ہیں اور لام۔ نون۔ راء کا ایک مخرج کلی قرار دیتے ہیں۔ علامہ جزریؒ نشر میں سترہ مخارج کے قول کو ترجیح دیتے ہوئے فرماتے ہیں "اختیار و ترجیح کے لحاظ سے زیادہ ظاہر یہ ہے کہ مخارج سترہ ہیں اور شیخ ابو علی سینا نے ایک رسالہ میں جو کہ مخارج و صفات پر لکھا ہے مخارج کا سترہ ہونا ہی ثابت کیا ہے۔"

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اول مخرج جوف دھن ہے یعنی منہ کے اندر کا خلاء- اس سے حروف مدہ یعنی الف ۲۴ سے پہلے زبر- واوٗ سے پہلے پیش- یاء سے پہلے زیر ہو اور یہ تینوں ساکن بے ضغطہ ہوں نکلتے ہیں ۲۵-

اور یہ حروف ہوا پر تمام ہوتے ہیں اس واسطے ان کو حروف ہوائیہ بھی کہتے ہیں ۲۶-

دوسرا مخرج اقصیٰ حلق ہے سینہ کے متصل اس سے ہمزہ محققہ اور ھاء ھوز نکلتی ہے- تیسرا مخرج وسط حلق ہے اس میں سے عین اور حاء حطی نکلتے ہیں- چوتھا مخرج ادنیٰ حلق ہے اس سے غین اور خاء معجمہ نکلتی ہے- ان چھ حرفوں کو حروف حلقیہ کہا جاتا ہے-

پانچواں مخرج قاف کا ہے یہ لہات ۲۷ یعنی کوے کے متصل زبان کی جڑ اوپر کے تالو سے ٹکر کھائے تو قاف نکلتا ہے- چھٹا مخرج کاف کا ہے اور یہ قاف کے مخرج کے متصل ہی منہ کی جانب ذرا نیچے ۲۸ ہٹ کر ہے اور ان

---

۲۴ اَ اِ اُ اسی طرح بَاْ- بِیْٔ- بُؤْ متحرک اور ساکن دونوں ہمزہ ہیں اگرچہ لکھنے میں واوٗ- الف اور یاء کی سی شکل پر ہیں لیکن مخارج کا مدار لکھائی پر نہیں بلکہ حرف کی آواز پر ہے فرق یہ ہوا کہ ہمزہ جھٹکے سے ادا ہوتا ہے خواہ ساکن ہو یا متحرک اور الف ہمیشہ نرمی سے ادا ہوتا ہے اور ہمیشہ ساکن ماقبل مفتوح ہوتا ہے- با تا ثا جا حا خا الی اخرہ میں الف ہے- لکھائی سے بھی فرق ہوسکتا ہے کہ الف پر سکون بنا ہوا نہیں ہوتا اور ہمزہ اگر ساکن ہو تو اس پر سکون اور اگر متحرک ہو تو اس پر زبر- زیر- پیش لکھا ہوا ہوتا ہے-

۲۵ واوٗ اور یاء کی تین تین حالتیں ہوئیں متحرک وَ- وِ- وُ- یَ- یِ- یُ لین یعنی ساکن ماقبل مفتوح جیسے اَوْ- بَوْ- تَوْ- ثَوْ- یَوْ وغیرہ اور اَیْ- بَیْ- تَیْ- ثَیْ- غَیْ وغیرہ اور واوٗ مدہ یعنی واوٗ ساکن ماقبل مضموم جیسے اُوْ- بُوْ- تُوْ- ثُوْ وغیرہ اور یاء ساکن ماقبل مکسور جیسے اِیْ- بِیْ- تِیْ- ثِیْ- جِیْ وغیرہ- واوٗ اور یاء کی تین تین حالتیں ہوئیں مگر ہر ایک کے مخرج دو دو ہی ہیں مدہ ہونے کی حالت میں مخرج جوف دھن بتایا گیا ہے متحرک اور لین ہونے کی حالت میں دونوں کے لیے علیحدہ علیحدہ ایک ایک مخرج آگے بیان میں آتا ہے-

۲۶ ان تین حرفوں کو مدہ- ہوائیہ- جوفیہ اور حروف مدولین کے ناموں سے موسوم کیا جاتا ہے-

۲۷ لہات لام کے زبر کے ساتھ یہ وہ نرم سا بغیر ہڈی کے گوشت ہے جو ہڈی دار تالو کے آخر میں زبان کی جڑ پر لٹکا ہوا ہے اردو میں اس کو کوا کہتے ہیں-

۲۸ قؔ اور کؔ کا مخرج اس طرح یاد کرلیں زبان کی جڑ اور اوپر کا تالو اس سے قاف ادا ہوتا ہے اور قاف کے مخرج سے ذرا ہٹ کر منہ کی طرف زبان کی جڑ اور اوپر کے تالو سے کاف ادا ہوتا ہے-

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دونوں حرفوں کو لہاتیہ کہتے ہیں ۲۹۔

ساتواں مخرج وسط زبان اور اس کے محاذی یعنی مقابل اوپر کا تالو ہے اس سے جیم اور شین اور یاء غیر مدہ نکلتے ہیں۔ ان کو حروف شجریہ کہتے ہیں ۳۰۔

فائدہ (۱): اگلے مخارج میں دانتوں اور ڈاڑھ کو دخل ہے اس لئے ان کو پہلے بتلا دینا ضروری ہے یہ معلوم ہونا چاہیے کہ اکثر آدمی کے بتیس دانت ہوا کرتے ہیں اگلے چار دانتوں کو ثنایا کہتے ہیں دو اوپر دو نیچے اوپر والوں کو ثنایا علیا اور نیچے والوں کو ثنایا سفلیٰ کہتے ہیں۔ اور چاروں کے پہلوؤں میں چار دانت ملے ہوئے ہیں ان کو رباعیات ۳۱ اور قواطع بھی کہتے ہیں پھر ان کے چار طرف چار دانت نوکیلے سے ہیں جن کو انیاب اور کواسر بھی کہتے ہیں پھر چار اسی انیاب سے دہرے دہرے ملے ہوئے ہیں ان کو ضواحک کہتے ہیں۔ اور اسی ضواحک کے گردا گرد بارہ دانت اور ہیں۔ تین تین داہنے بائیں اوپر نیچے ان کو طواحن کہتے ہیں۔ پھر ان کی بغل میں بالکل کنارہ کی طرف ہر جانب اکثر ایک ایک دانت اور ہوا کرتا ہے جن کو نواجز کہتے ہیں۔ ضواحک اور طواحن اور نواجز ان سب کو اضراس ۳۲ کہتے ہیں اور اردو میں ان کو داڑھ کہتے ہیں ۳۳ مخرج ض کو انہیں اضراس سے تعلق ہے بائیں ہو یا داہنے مگر علیا ہی سے ادا ہوگا اور اس حرف کو حافیہ کہتے ہیں۔

ہے تعداد دانتوں کی کل تیس اور دو — ثنایا ہیں چار اور رباعی ہیں دو دو
ہیں انیاب چار اور باقی رہے بیس — کہ کہتے ہیں قرا اضراس انہیں کو
ضواحک ہیں چار اور طواحن ہیں بارہ — نواجذ بھی ہیں ان کے بازو میں دو دو

۲۹ ان دونوں حرفوں کو لھویہ یا لہاتیہ کہتے ہیں۔

۳۰ شَجْرِیہ شین کے زبر اور جیم کے سکون سے بولنا چاہیے وسط زبان اور تالو کے درمیان کشادہ حصہ کو عربی میں شجر کہتے ہیں اور اردو میں اس کے ہم معنی کوئی لفظ نہیں۔

۳۱ رَبَاعِیَات۔ راء کے زبر کے ساتھ بولنا چاہیے۔ پیش کے ساتھ بولنا صحیح نہیں۔

۳۲ اَضْرَاس۔ ہمزہ پر زبر ہے اور ضاد ساکن ہے۔ ضِرس (بکسر ضاد) بمعنی ڈاڑھ کی جمع ہے۔

۳۳ بتیس دانتوں کے کل چھ نام ہوئے ثنایا۔ رَبَاعیات۔ انیاب۔ ضواحک۔ طواحن۔ نواجذ۔ ان میں سے سوائے طواحن کے سب چار چار ہے۔ اور طواحن بارہ ہیں۔ پہلے تین نام دانتوں کے اور باقی تین داڑھوں کے ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نقشہ مخارج

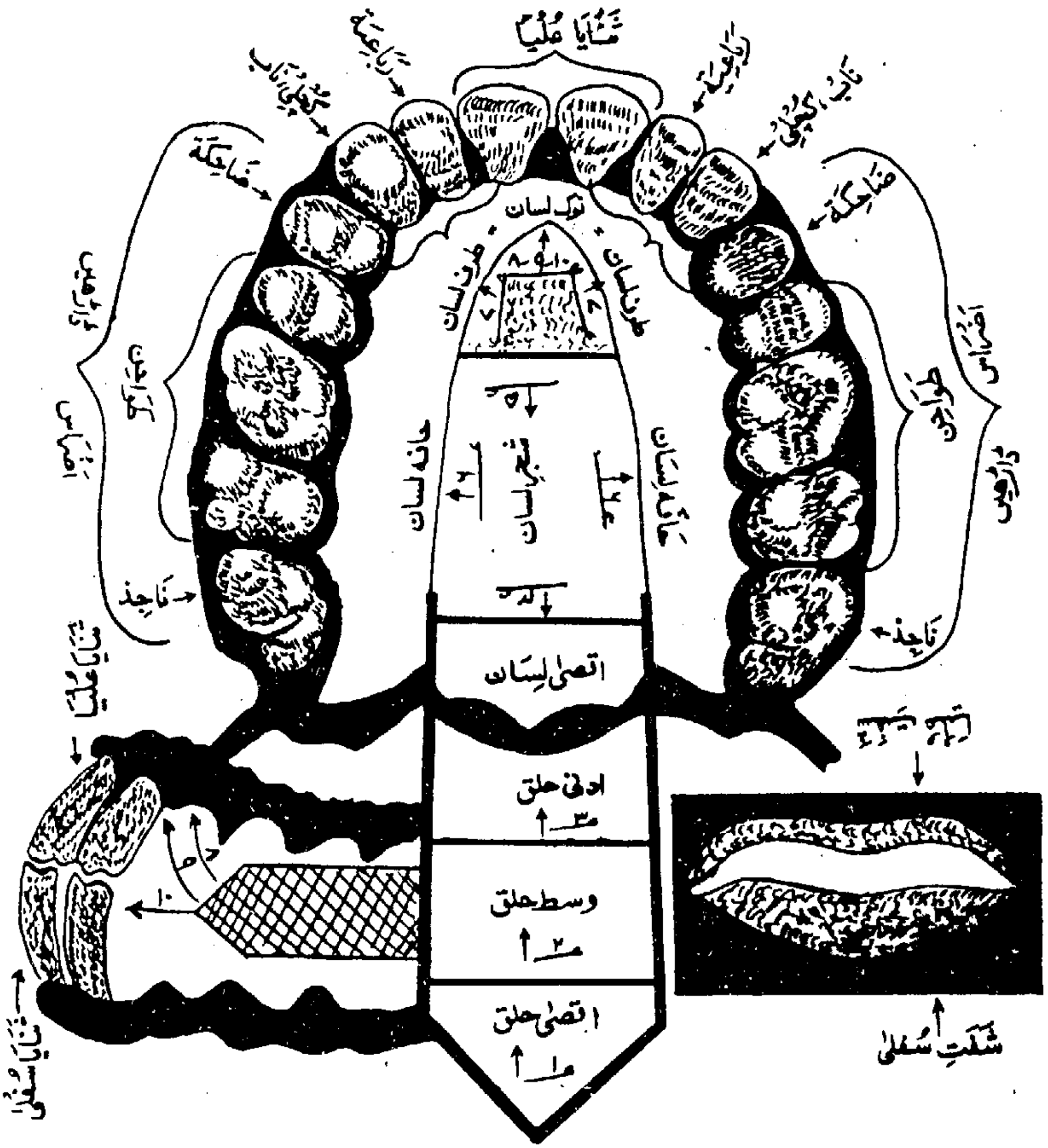

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اعضائے صوت

ک	کوّا		
س ت	سخت تالو		
ن ت	نرم تالو	پ ح	(زبان کا) پچھلا حصّہ
د	دانت	ج	(زبان کی) جڑ
ہ	ہونٹ	خ ن	خوراک کی نالی
ن	(زبان کی) نوک	ا و	آواز کے وتر
ا ح	(زبان کا) اگلا حصّہ	ہ ن	ہوا کی نالی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

آٹھواں مخرج ضاد معجمہ کا ہے اور وہ حافہ ۳۴؎ لسان کو جب اوپر کی یعنی زبان کی کروٹ کو داڑھ کی جڑ سے ٹکرائیں تو ضاد نکلتا ہے چاہے داہنی طرف یا بائیں طرف اور اکثر بائیں طرف سے زیادہ لوگوں سے نکلا کرتا ہے اور دونوں طرف سے معاً ایک ض کو نکالنا نہایت دشوار ہے اور یہ شاذ و نادر ہے یہ مختصات سے حضرت سیدنا عمرؓ کے ہے۔

فائدہ (۲): اس حرف ضاد کو مشابہ دال یا دال پر پڑھنا یا ظاء منقوطہ یا غیر منقوطہ وغیرہ پڑھنے کے متعلق کوئی مضمون نہیں لکھا جاتا۔ ۳۵؎ کیونکہ زبانی لکھنے پڑھنے سے بلا مشق و مشاقی کے مقصود حاصل نہیں ہوسکتا۔ طالب صحت حروف اہل فہم کو ضروری ہے کہ کسی مستند محقق کامل قاری سے بالمشافہ اکتساب و مشاقی حاصل کرے یہ حرف ضاد عرب کے سوا دوسری زبان میں نہیں ہے اور ادائیگی حروف نقلی چیز ہے وہ محض عقل سے نہیں حاصل ہوسکتی ہاں اس فن تجوید اور قرآءت کی بھی حاصل کرنے میں کتابوں سے مدد ضرور ملتی ہے۔ ۳۶؎ لیکن بلا استاد ماہر مشاق سے بے مشق کئے صرف کتابوں سے حاصل ہونا غیر معقول اور غیر معتبر ہے۔

۳۴؎ حافہ لسان زبان کے خاص اس کنارے کو کہتے ہیں جو زبان کی دائیں یا بائیں طرف گالوں کے اندر ہوتا ہے حضرت مؤلفؒ نے اسی کو زبان کی کروٹ سے تعبیر کیا ہے اور زبان کا جو سامنے والا کنارہ ہے جو سامنے والے دانتوں سے لگتا ہے وہ طرف لسان یعنی زبان کا کنارہ کہلاتا ہے۔ ضاد کے مخرج میں اس طرف لسان کو کوئی دخل نہیں ہے لیکن چونکہ عموماً زبان کے اس کنارے کو تالو پر لگانا بمقابلہ حافہ لسان کو داڑھوں پر لگانے کے آسان ہے۔ اس لیے عموماً لوگ طرف لسان اور تالو ہی سے ضاد کو ادا کر لیتے ہیں۔

۳۵؎ حرف ضاد کی صحیح ادا میں کوشش کی بجائے اس کی مختلف غلط ادائیگیوں کو لوگوں نے اپنا لیا ہے کوئی خالص دال کوئی دال مفخم اور کوئی زا یا تو کوئی ظاء پڑھتا ہے۔ بعض علاقوں کے لوگ ضاد کی جگہ لام بھی پڑھتے ہیں اور اب تو کہیں ڈال بھی سنتے ہیں اور کہیں غین اور دال کا مرکب پڑھا جاتا ہے یعنی وَلَا غَدَالِیْن غرض گمراہی کے بہت سے راستے ہیں لیکن حق ایک ہی ہوتا ہے اس لیے ضروری ہے کہ آدمی تعصب سے ہٹ کر مشاق قاری سے اس حرف کی خوب مشق کرے اور اپنی فہم یا تحقیق پر ہرگز اعتماد نہ کرے۔

۳۶؎ حافہ لسان اور ڈاڑھیں ضاد کا مخرج ہیں رخاوت یعنی نرمی سے ادا ہونا چاہیے۔ دال کی طرح شدت یعنی سختی نہ ہو مشدد یا ساکن ہونے کی حالت میں اس بات کا صاف پتہ لگ سکتا ہے کہ نرمی سے ادائیگی ہوئی یا سختی سے نرم ادائیگی کی پہچان یہ ہے کہ آواز جاری ہوگی اور یہی صحیح ہے اور ایسی سخت ادائیگی کہ دال کی طرح آواز بند ہو جائے غلط ہے۔ لیکن ضاد کو ظاء کے مخرج سے ہرگز ادا نہ کیا جائے ورنہ تبدیل حرف بحرف ہو کر لحن جلی ہو جائے گی جیسا کہ دال وغیرہ پڑھنا بھی لحن جلی ہے۔ مزید کچھ وضاحت صفت استطالت کے ذیل میں آتی ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نواں مخرج لام کا ہے- زبان کا کنارہ مع کچھ حصہ حافہ ۳۷ے جب ضاحک اور ناب اور رباعی اور ثنیہ کے مسوڑوں سے کسی قدر مائل تالو کی طرف ہو کر ٹکر کھائے تو لام نکلتا ہے- یہ حرف بھی ایک ہی جانب سے نکلتا ہے داہنے ہو یا بائیں اور اس سے زیادہ کوئی حرف اوسع المخرج نہیں ہے- ۳۸ے

دسواں مخرج نون کا ہے وہ بھی زبان کا کنارہ ہی ہے مگر لام کے مخرج سے کم ہو کر یعنی ضاحک کو اس میں دخل نہیں ہے اور یہ نون ساکنہ مظہرہ اور متحرکہ کا مخرج ہے-

---

۳۷ے اسی کو اصطلاح میں ادنیٰ حافہ بھی کہتے ہیں- ہمارے خیال میں حافہ صرف وہ حصہ ہے جو اضراس سے لگے گو بعض مصنفین نے توسعاً یا مجاز لغوی کے طور پر حافہ کے مفہوم میں دائیں بائیں زبان کی پوری کروٹ والے حصہ کو حافہ کہا ہے مگر حضرت مؤلف کے بیان میں غور کرنا چاہیے (الف) ض کے مخرج میں فرمایا کہ وہ حافہ لسان اور اضراس علیا ہے (ب) صفت استطالت میں فرماتے ہیں کہ اس کے ادا میں شروع مخرج سے آخر تک یعنی حافہ زبان کے شروع سے حافہ زبان کے آخر تک آواز کو امتداد رہتا ہے- (ج) حافہ زبان کا آخر وہ حصہ ہوا جو آخری داڑھ یعنی ضاحک سے لگے کیونکہ اضراس ضاحک پر ختم ہو جاتی ہیں لہذا حافہ بھی ضاحک کے مقابل تک ختم ہو جانا چاہیے ورنہ صفت استطالت کی تعریف میں شروع مخرج سے آخر تک کا مطلب یہ بتلانا کہ حافہ زبان کے شروع سے حافہ زبان کے آخر تک بے معنی بات ہو جائے گی اور جب یہ طے ہو گیا کہ حافہ صرف اضراس کے مقابل کا نام ہے تو لامحالہ ثنایا- رباعی- انیاب کا مقابل طرف لسان یعنی زبان کا کنارہ ہو جاتا ہے (نوٹ) واضح ہو کہ علامہ جزریؒ کا کلام ع وَاللَّامُ اَدْنَاھَا لِمُنْتَھَاھَا میں اَدْنَاھَا کی ضمیر مرجع حافہ اور مُنْتَھَاھَا کی ضمیر مرجع لسان ہے (وَاللِّسَان تُذَکَّر وَ تُؤَنَّثُ) علامہ شاطبیؒ فرماتے ہیں ع وَحَرْفٌ بِاَدْنَاھَا اِلٰی مُنْتَھَاہُ یعنی ایک حرف (لام) ادنیٰ حافہ سے منتہائے لسان تک ہے- حافہ کا وہ حصہ جو کل اضراس کے مقابل ہے اگر اقصیٰ حافہ ہے تو ضاحک کے مقابل حافہ کا نام ادنیٰ حافہ کیوں ہے؟ کیا ضاحک اضراس میں داخل نہیں اور اگر رباعی انیاب کے مقابل کنارہ زبان' ادنیٰ حافہ ہے تو پھر نون کا مخرج اگر اس طرح کہا جائے تو کیا حرج کی بات ہے کہ ''نوک زبان اور ادنیٰ حافہ'' حالانکہ فن کی کسی بھی کتاب میں نون کا مخرج ادنیٰ حافہ نہیں کہا گیا ہے بلکہ تمام کتابوں میں طرف لسان ہی ہے-

۳۸ے قول مذکور پر مخرج کا طویل ہونا تو ظاہر ہے لیکن یہ طوالت مقوس ہے لہذا مخرج کی طوالت جریان صوت کی سمت میں نہیں بلکہ اس کے عرض میں ہے اسی لیے طوالت مخرج' طول صوت کو مستلزم نہیں ہوئی- یعنی ضاد کے طول مخرج کی وجہ سے صفت استطالت ضاد میں تو ہے لام میں نہیں ہے- (جہد المقل)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گیارہواں مخرج راء کا ہے اور وہ نون کے مخرج کے قریب ہی ہے-مگر اس میں ظہر لسان کو بھی دخل ہے اور ان تینوں حرفوں کو طرفیہ اور ذَوْلَقِیَّہ ۳۹ کہتے ہیں-

بارہواں مخرج طاء اور دال اور تاء کا ہے نوک زبان اور ثنایا علیا کی جڑ ہے- ان تینوں حرفوں کو نِطَعِیَہ کہتے ہیں-۴۰

تیرہواں مخرج ظاء اور ذال اور ثاء کا ہے اور یہ زبان کا کنارہ اور ثنایا علیا کے سرے سے نکلتے ہیں اور ان کو لثویہ کہتے ہیں-۴۱

چودہواں مخرج حروف صفیریہ کا ہے یعنی صاد- زاء اور سین اور یہ زبان کا سرا اور ثنایا سفلی کا کنارہ مع اتصال ثنایا علیا کے ہے-۴۲ ان کو حروف اسلیہ کہتے ہیں-

پندرہواں مخرج فاء کا ہے اور یہ نیچے کے ہونٹ کا شکم ۴۳ اور ثنایا علیا کا کنارہ ہے-

سولہواں مخرج دونوں ہونٹ ہیں کہ ان سے باء اور میم اور واؤ غیر مدہ ۴۴ نکلتی ہیں حرف باء ہونٹوں کی تری سے اور میم خشکی سے نکلتی ہے- اسی وجہ سے بحری اور بری بھی کہے جاتے ہیں- اور واؤ غیر مدہ دونوں ہونٹوں کے کچھ انضمام ناقص ۴۵ سے نکلتا ہے- جیسا کہ پھونک مارتے وقت انضمام ناقص ہوتا ہے ان تینوں حروف اور فاء کو شفویہ کہتے ہیں

---

۳۹ ذَلَقْ بفتحتین طرف زبان ہی کو کہا جاتا ہے- یہ تینوں حروف لام-نون اور راء ذَلْقِیَہ- طرفیہ اور ذَوْلَقِیَّہ کہلاتے ہیں- ملا علی قاری فرماتے ہیں- ذَلْقُ اللِّسَانِ طَرْفُهُ وَ الذَّوْلَقُ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ حَدُّهُ-

۴۰ نِطَعْ بکسر نون و فتح طاء تالو کی ابھری ہوئی لکیروں یا شکنوں کو کہتے ہیں- اردو میں اس کے ہم معنی کوئی لفظ نہیں بہر حال قرب کی وجہ سے ان حرفوں کو نطعیہ کہا گیا-

۴۱ لِثَةٌ بکسر لام و فتح ثاء بمعنی مسوڑھے قرب کی وجہ سے یہ نام دیا گیا ہے-

۴۲ یعنی ثنایا علیا اور ثنایا سُفلی کے کناروں کا اتصال ہوتا ہے اور اسی سے صفیر یعنی سیٹی پیدا ہوتی ہے-

۴۳ یعنی نیچے کے ہونٹ کا اندرونی حصہ جو ہونٹوں کے بند ہونے کے وقت اندر چھپ جاتا ہے-

۴۴ واؤ کی تین حالتیں اور دو مخرج ہوئے اُوْ کی واؤ مدہ ہے اس کا مخرج جوف دہن ہے اور اَوْ کی واؤ لین ہے- اسی طرح وَ وِ وُ واؤ متحرک ہے اور واؤ لین اور واؤ متحرک دونوں کا مخرج یہاں بیان ہوا-

۴۵ مختصر طور اس طرح یاد کر لیے جائیں تو اچھا ہے کہ واؤ لین اور متحرک کا مخرج انضمام شفتین اور باء و میم کا مخرج اطباق شفتین ہے-

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سترھواں مخرج خیشوم یعنی ناک کا بانسہ ہے۔۶؎ اس سے غُنَّه ۷؎ نکلتا ہے۔ یہ صفت غنہ صرف نون اور میم ہی کے ساتھ مخصوص ہے اور کسی حرف میں نہیں۔ اور یہی خیشوم نون مخفی اور نون مدغم بادغام ناقص اور میم مخفی وغیرہ کا بھی مخرج ہے اگرچہ مخرج اصلیہ کو بھی کسی قدر دخل ہے مگر عرفاً یہی خیشوم کہا جاتا ہے۔۸؎

فائدہ (۱) : جس حرف کا مخرج معلوم کرنا چاہیں اس کو ساکن یا مشدد کر کے اس سے پہلے ہمزہ متحرکہ لے آئیں جس جگہ پر آواز ختم ہو وہ ہی اس کا مخرج ہوگا مگر اس کی صحت و غلطی معلوم کرنے میں استاد ماہر مشاق کے سامنے ہونے کی ضرورت ہے جیسا کہ ابھی ہم کہہ چکے ہیں۔ مثل اَجُ – اَقْ – اَکُ – اَلُ – اَجَّ – اَقَّ – اَکَّ –

فائدہ (۲) : حروف مذکورہ اگر مخارج مذکورہ سے نہ نکالے جائیں گے تو حروف مخترعہ محدثہ ادا ہوں گے اور یہ ظاہر ہے کہ وہ مبدل بعض غیر منزل اور بعض غیر عربی بھی ہوں گے اگرچہ پڑھنے والا اپنے نزدیک ان کو صحیح سمجھے۔ علم تجوید کا مقصود اعظم یہ ہی تصحیح مخارج اور ادائیگی صفات ذاتیہ حروف کے ہیں۔

۶؎ یعنی ناک کی جڑ میں ہڈی والا حصہ۔

۷؎ غنہ خیشوم سے نکلنے والی گنگنی آواز کو کہتے ہیں یہ کوئی حرف نہیں بلکہ نون میم میں پائی جانے والی حالت کا نام ہے مگر یہ ایک ایسی حالت ہے کہ اس میں حرف کی سی مستقل شان پائی جاتی ہے کسی حرف کے بغیر اگر ناک سے خالی گنگناہٹ کی آواز پیدا کرنا چاہیں تو کر سکتے ہیں۔ اس لیے اس آواز کے مخرج کو مخارج میں مستقل طور پر بیان کیا جاتا ہے تاہم یہ حقیقت ہے کہ پائے جانے میں نہ گنگناہٹ کا مستقل کوئی وجود ہے اور نہ یہ حالت نون و میم کے سوا کسی حرف میں پائی جاتی ہے۔

۸؎ واضح ہو کہ حسب ذیل حروف کی آواز خیشوم میں جاتی ہے۔

(۱) نون ساکنہ یا تنوین بحالت اخفاء جیسے مِنْکُمْ اور تنوین کی مثال مَآءً فَاَخْرَجَ (۲) میم ساکنہ مخفاۃ (عندالباء) جیسے وَمَنْ یَّعْتَصِمْ بِاللّٰهِ (۳) نون ساکنہ یا تنوین مدغم بادغام ناقص جیسے مِنْ وَّالٍ – بِنَآءٍ وَّاَنْزَلَ اور مَنْ یَّقُوْلُ – بَرْقٌ یَّجْعَلُوْنَ (۴) میم ساکنہ مدغم فی المیم جیسے كَمْ مِّنْ فِئَةٍ (۵) نون ساکنہ مدغم فی النون جیسے مَنْ نَّشَآءُ (۶) نون مشددہ جیسے اِنَّ یااَنَّ (۷) میم مشددہ۔ جیسے عَمَّ یا ثُمَّ –

یہ حروف غنہ ہوئے پہلے دو میں غنہ ذاتی ہے یعنی مخرج ہی خیشوم ہوتا ہے تیسرے میں ادغام کی وجہ سے نون کا مخرج مدغم فیہ کے مخرج سے بدل جاتا ہے اور غنہ نون کی صفت باقیہ کے طور پر ہوتا ہے باقی چار میں کہ نون مشدد میں مخرج زبان اور تالو اور میم مشدد میں مخرج دونوں ہونٹ ہی ہوتے ہیں اور غنہ بطور صفت ہوتا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب (۲) در بیان صفات حروف

بیان صفات ذاتیہ لازمہ ممیّزہ ومقومہ

یہ صفت ۴۹ حرف کی وہ کیفیت ہے کہ جس سے ایک مخرج کے کئی حروف آپس میں ایک دوسرے سے ممتاز اور جدا معلوم ہوجاتے ہیں۔ یا جس سے ہر حرف صحیح سختی نرمی وغیرہ میں مثل انداز اداء اہل عرب ہوجاتا ہے۔

مطلق صفت کی دو قسمیں ہیں۔ اول ذاتیہ لازمہ ہیں ۵۰ جو حروف سے کبھی جدا نہیں ہوتے اگر جدا ہوجائیں تو حروف آپس میں ایک دوسرے سے ممتاز اور متمیز نہیں رہتے۔ یا حروف میں نقصان اور کچھ کمی ہوجاتی ہے انہیں صفات کو ممیّزہ اور مقومہ کہا جاتا ہے ۵۱

دوسری قسم محلیہ عارضیہ ہیں جو کسی صفت ذاتیہ کی وجہ سے یا کسی اور دوسرے حرف کے متصل ہونے اور ملنے سے پیدا ہوجاتی ہے ۵۲ اور اس قسم کے صفات محلیہ سب کے سب مُحَسِّنَہٗ اور مُزَیِّنَہٗ سمجھے گئے ہیں۔ ۵۳ ان کے نہ ادا کرنے سے حرف کا کمال و جمال جاتا رہتا ہے لفظ کی ہیئت مُنَزَّلَہٗ ۵۴ جاتی رہتی ہے اور یہ صفات ل ۔ ر ۔ م ۔ ن ۔ ء ۔ ا ۔ و ۔ ی حروف میں پائے جاتے ہیں۔ جیسا کہ انشاء اللہ تعالیٰ آگے بالتفصیل معلوم ہوجائے گا۔

---

۴۹ یعنی مخرج سے پیدا ہوتے وقت حرف کی آواز میں جو کیفیت یا حالت ہونی چاہیے اس کو صفت کہا جاتا ہے۔

۵۰ **صفت لازمہ کی تعریف**: وہ صفت جو حرف میں ہمیشہ پائی جائے اگر وہ صفت ادا نہ ہو تو حرف حرف نہ رہے یا ناقص ادا ہو۔

۵۱ زیادہ تر صفت لازمہ ہی بولتے ہیں۔

۵۲ **صفت عارضہ کی تعریف**: وہ صفت جو حرف میں کبھی ہو کبھی نہ ہو۔ اگر وہ نہ پائی جائے تو حرف وہی رہے مگر اس کا حسن و زینت نہ رہے۔

۵۳ زیادہ تر صفت عارضہ ہی بولتے ہیں۔

۵۴ حدیث میں ہے اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ اَنْ یُّقْرَاَ الْقُرْاٰنُ کَمَا اُنْزِلَ یعنی اللہ کو یہ ہی پسند ہے کہ قرآن جس طرح اترا اسی طرح پڑھا جائے (راوہ ابن خزیمہ فی صحیحہ)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صفات ذاتیہ لازمہ مشہورہ بھی مثل مخارج کے سترہ ہیں-اوران کی دوقسمیں ہیں-ایک متضادہ جس کی ضدکوئی دوسری صفت موجودہو[۵۵] عقلاً اوراصطلاحاً[۵۶] دوسرے غیرمتضادہ جس کی اصطلاحاً کوئی صفت ضدقرارنہ دی گئی ہو[۵۷] عقلی ضدتو ضرورہی ہوگی اوروہ سلب سے تعبیرکرلی جائے گی- صفات متضادہ دس ہیں جن میں سے پانچ صفت پانچ کی ضد ہیں-

(۱) ہمس : جس حرف کے اداکرتے وقت یہ کیفیت پائی جائے اس کومہموسہ کہتے ہیں-حروف مہموسہ دس ہیں جو (فَحَثَّهُ شَخْصٌ سَكَتَ) میں مرکب ہیں ان حروف کے اداکرتے وقت صوت حرف ان کے مخرج میں ضعف کے ساتھ ٹھہرنا چاہیے کہ سانس جاری رہ سکے اورصوت جہرمیں ایک قسم کی پستی ہو-[۵۸] جیسے يَلْهَثْ کی ثاء-

(۲) جہر: یہ ضدہمس کی ہے حروف مہموسہ کے سواسب حروف مجہورہ ہیں-مجہورہ حروف کے اداکرتے وقت ان کے مخرج میں صوت ایسی قوت سے ٹھہرنا چاہیے کہ سانس کا جاری ہونا موقوف ہوجائے اورصوت حرف میں بلندی

---

۵۵ یعنی حرف میں پائی جانے والی وہ لازمی کیفیتیں جواپنے مطلب میں ایک دوسرے کی مقابل ہوں-

۵۶ یہ مطلب ہے کہ نہ توکوئی حرف ان سے خالی ہواورنہ کسی حرف میں وہ دومقابل صفتیں جمع ہوتی ہوں-دونوں میں سے ایک صفت کاہرحرف میں پایاجاناضروری بھی ہومگرایک حرف میں وہ دونوں جمع بھی نہ ہوتی ہوں-مثلاً سخت اورنرم یہ صفتیں ایک دوسرے کی ضد ہیں-انتیس حرفوں میں سے کوئی حرف ان دوصفتوں سے خالی نہیں ہوسکتا یعنی ایسانہ ہوگا کہ کوئی حرف نہ سخت ہونہ نرم بلکہ کوئی ایک صفت ضرورہوگی-ساتھ ہی یہ بھی ہے کہ دونوں کسی ایک حرف میں جمع بھی نہ ہوسکیں گی-کیونکہ جمع ہونے کا یہ مطلب ہوگا کہ وہ حرف سخت بھی ہے اورنرم بھی ظاہرہے کہ ایسانہیں ہوسکتا-

۵۷ حرفوں کی وہ لازمی اورضروری صفتیں کہ حروف میں پائی جانی توضروری ہیں مگراپنے مطلب میں وہ ایک دوسری سے بالکل جداجداہیں-ضدیت اورتقابل ان میں نہیں ہوتا-

۵۸ صفت ہمس کی اصل تعریف بس اسی قدرہے کہ مخرج میں آوازایسے ضعف کے ساتھ ٹھہرے کہ آوازمیں پستی ہو-یہ مفہوم لغت کی مددسے خودلفظ ہمس سے سمجھاجاسکتاہےاور''سانس جاری رہ سکنا'' تعریف میں داخل نہ سمجھنا چاہیے بلکہ علامت ہے کہ مہموسہ حرف کوساکن اداکریں مثلاً اث توپست آوازکے ساتھ سانس کی ہوانکلتی ہے کیونکہ سانس کچھ آوازبنتا ہےاورکچھ اپنی تنفسی حالت پرقائم رہتاہے-

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہو۔[59] جیسے یُؤْمِنُوْنَ کا ہمزہ۔

(۴) شدت: اس صفت کے ساتھ جو حروف موصوف ہوں ان کو شدیدہ کہتے ہیں۔ حروف شدیدہ آٹھ ہیں جو (اَجِدْ قَطٍّ بَکَتْ) میں مرکب ہیں ان کے ادا کرنے میں صوت ان کے مخرج میں اتنی قوت سے ٹھہرنی چاہیے کہ فوراً بند ہو جائے اور صوت میں سختی ہو۔[60] جیسے اَحَدْ کی دال۔

حروف لِنْ عُمَرْ کے ادا میں بھی آواز مخرج میں بند ہو جاتی ہے مگر چونکہ بالکل ہی بند نہیں ہوتی کچھ جریان بھی ہوتا ہے۔[61] اور ان کی قوت میں بھی کچھ کمی ہے اس وجہ سے ان کو بینیہ اور متوسطہ کہتے ہیں۔ جیسے قُلْ کا لام۔ حرف کاف اور تاء میں اگرچہ آواز بند ہو جاتی ہے بوجہ قوت شدت کے مگر کچھ سانس جاری بھی رہتی ہے۔[62] بوجہ ضعف ہمس کے اسی وجہ سے یہ دونوں حروف مہموسہ شدیدہ ہیں۔ حروف شدیدہ جب متحرک ہوتے ہیں جس قدر آواز جاری رہتی ہے وہ حرکت کی آواز ہوتی ہے۔[63]

---

[59] جہر کے معنی بلند آواز کے ہیں۔ تعریف صرف اس قدر ہے کہ مخرج میں آواز ایسی قوت سے ٹھہرے کہ آواز میں بلندی ہو اور "سانس جاری رہنا بند ہو جائے" تعریف سے خارج ہے جو محض علامت ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ مجہورہ حرف کو ساکن ادا کریں مثلاً یُؤْمِنُوْنَ کا ہمزہ تو اس میں تمام آواز بلند ہوگی۔ کیونکہ تمام سانس آواز بن جاتا ہے۔

[60] شدت کے معنی سختی اور مضبوطی کے ہیں یعنی مخرج میں ایسی سختی کے ساتھ آواز ٹھہرے کہ اگر ساکن حالت میں حرف کی آواز کو جاری رکھنا چاہیں تو یہ ممکن نہ ہو پس اصل تعریف یہ ہوئی کہ حرف مضبوطی اور سختی کے ساتھ ادا ہو اور ساکن حالت میں آواز کا بند ہونا یہ اس کی پہچان ہوئی مثلاً اَحَدْ۔

[61] یعنی نہ شدیدہ کی طرح سختی ہو اور نہ رخوہ کی طرح نرمی ہو بلکہ دونوں کے درمیانی حالت ہو گویا شدت ناقصہ اور رخاوت ناقصہ۔ یعنی اس صفت کے حامل حروف کو متوسطہ کہا جاتا ہے اور صفت توسط کہلائے گی۔

[62] کاف و تاء میں سکون کے وقت آواز بند ہوتی ہے اس طرح کہ کاف میں زبان کی جڑ تالو پر مضبوطی سے لگتی ہے اور تاء میں نوک زبان ثنایا علیا کی جڑ پر مضبوطی سے لگتی ہے اور آواز بند ہو کر جب جڑ یا نوک علیحدہ ہوں گی تو سانس معمولی سا خود جاری ہو جائے گا اور یہی ہمس ہے۔ یا اس طرح بھی کہہ سکتے ہیں کہ صفت شدت اور ہمس میں باہم کوئی تضاد نہیں ہے اور آواز مسموع ہوتی ہے سانس مسموع نہیں ہوتا آواز بند ہونے کو سانس بند ہونا لازم ہی نہیں بلکہ دونوں باتیں بیک وقت ممکن ہیں۔ اگر کوئی شخص خاموش ہو یعنی اس کی آواز بند ہو تو کیا اس کی سانس بھی بند ہونی ضروری ہے؟

[63] کیونکہ سانس میں آواز نہیں ہوتی اگر یہ سانس دوسرے کو بھی سنائی دے تو سانس اپنی اصلی کیفیت پر نہ رہا بلکہ آواز ہو گیا تو پھر اس ہمس کو سنانے کی کوشش کیوں کی جائے؟ کہ اِیَّاکَ کو اِیَّاکَھْ اور اَنْعَمْتَ کو اَنْعَمْتَھْ پڑھا جائے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۴) **رخوت**[۶۴] : یہ ضد شدیدہ کی ہے حروف شدیدہ اور متوسطہ کے سوا سب رخوہ ہیں۔ ان کے ادا میں آواز ان کے مخرج میں ضعف سے ٹھہرنی چاہیے کہ آواز جاری رہ سکے[۶۵] اور صوت میں نرمی ہو جیسے **مَعَايِشْ** کی شین۔

(۵) **استعلاء** : اس کے حروف کو مستعلیہ کہتے ہیں جو (**خُصَّ ضَغْطٍ قِظْ**) میں مرکب ہیں ان کے ادا کرتے وقت ہمیشہ جڑ زبان اوپر کے تالو کی طرف اٹھ جانا چاہیے جس کی وجہ سے یہ حروف موٹے ہو جاتے ہیں۔[۶۶] جیسے **اَلْخَائِنِيْنَ** کی خاء۔

(۶) **استفال** : یہ ضد استعلاء کی ہے اس کے حرفوں کو مستفلہ کہتے ہیں ان کے ادا میں جڑ زبان اوپر بالکل نہ اٹھ جانا چاہیے جس کی وجہ سے یہ حروف باریک رہتے ہیں۔[۶۷] جیسے **ذٰلِكَ** کی ذال۔

(۷) **اطباق** : اس کے حروف کو مطبقہ کہتے ہیں جو ص ۔ ض ۔ ط ۔ ظ ہیں ان کے ادا کرنے میں بیچ زبان کو اوپر کے تالو سے ملصق[۶۸] اور لپٹ جانا چاہیے جیسے **فَطَالَ** کی طاء۔

(۸) **انفتاح** : یہ ضد اطباق کی ہے اس کے حروف کو منفتحہ کہتے ہیں حروف مطبقہ کے سواء سب منفتحہ ہیں ان

---

۶۴ رخوت بکسر راء نرم ہونا۔ قولہ تعالیٰ تَجْرِیْ بِاَمْرِهٖ رُخَآءً

۶۵ گویا تعریف یہ ہوئی کہ مخرج میں آواز ایسے ضعف سے ٹھہرے کہ آواز میں نرمی ہو اور نرمی کی پہچان یہ ہے کہ حالت سکون میں حرف رخوہ کی آواز کو جاری رکھ سکتے ہیں مثلاً مَعَايِشْ

۶۶ علامہ جزریؒ نے تمہید میں فرمایا ہے کہ مستعلیہ کو مستعلیہ اس لیے کہتے ہیں کہ ان میں آواز تالو کی طرف چڑھتی ہے۔

۶۷ حروف کی ادا کے وقت زبان کا پست رہنا اور حنک کی طرف نہ اٹھنا۔ یہ بائیس حروف ہیں جن کا مجموعہ (اُنْشُرْ حَدِيْثَ عِلْمِكَ سَوْفَ تُجَهَّزُ بِذَا) یعنی "اپنی علمی بات کو مشہور کر ضرور تجھے اس کے عوض سروسامان دیا جائے گا"۔ ہے۔ ان حرفوں کو مستفلہ کہتے ہیں اور یہ اطلاق مجازاً ہے کیونکہ مستفل درحقیقت حرف نہیں بلکہ زبان ہوتی ہے نیز ان حرفوں کو منخفضہ اور مستفلہ بھی کہا گیا ہے۔ (طاش کبری زادہ۔ نہایۃ القول المفید۔ التمہید للجزری)

۶۸ اطباق کے معنی عربی میں ڈھانپنے اور بند کرنے کے ہیں یعنی حروف مطبقہ کی ادائیگی کے وقت زبان تالو کے غار کو ڈھانپ دیتی ہے جس سے یہ حروف خوب مفخم یعنی پر ہو جاتے ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے ادا کرنے میں بیچ زبان کو تالو سے جدا رہنا چاہیے۔[۶۹] چاہے جڑ زبان اوپر کو اٹھے یا نہ اٹھے جیسے زَاغَ کی زاء میں اور جیسے قَالَ کا قاف میں اٹھے گی۔

(۹) اذلاق: اس کے حروف کو مذلقہ کہتے ہیں جو (فَرَّمِنْ لُبٍّ) میں مرکب ہیں ان حروف کی ادائیگی بہت سہولت سے ہونی چاہیے جس طرح پھسلتی جگہ سے کوئی چیز آسانی پھسل جاتی ہے اسی وجہ سے یہ حروف سریع النطق ہیں[۷۰] جیسے مُلْکَ کی میم۔

(۱۰) اصمات: یہ ضد اذلاق کی ہے اس کے حروف کو مصمتہ کہتے ہیں[۷۱] جو ماسوا مذلقہ کے ہیں ان حرفوں کو ان کے مخرج میں مضبوطی اور جماؤ کے ساتھ ادا کرنا چاہیے ورنہ ناقص اوصاف ادا نہ ہوں گے۔

صفات غیر متضادہ سات ہیں اور یہ بھی مقومہ یا ممیّزہ ہیں۔

(۱) صفیر: جو ص – ز – س ہیں ان کی اداء میں ایک آواز تیز مثل سیٹی کی سی ہونا چاہیے اور یہ آواز مشابہ ہوتی ہے صوت عصفور[۷۲] کے لغت میں اسی کنجشک کی آواز کو صفیر کہتے ہیں اور اصطلاح مجودین میں بوجہ تشابہ اس آواز کو صفیر کہنے لگے[۷۳] جیسے مَسَّ کی سین۔

(۲) قلقلہ: اس کے حروف قُطْبُ جَدٍّ ہیں ان کی اداء میں خاص کر جب یہ حروف ساکن ہو تو ایک

---

۶۹ یعنی جن حرفوں کی ادائیگی میں زبان حنک کے غار کو بند نہ کرے بلکہ زبان اور حنک کا وسط کھلا رہے۔ حروف منفتحہ پچیس ہیں مَنْ اَخَذَ وَجَدَ سَعَةٍ فَزَکَا حَقٌّ لَهٗ شُرْبُ غَیْثٍ یعنی جو وسعت مال کی تونگری پائے اور وہ مال پاکیزہ ہو بارش رحمت کا پینا اس کو جائز ہے۔

۷۰ کیونکہ تلفظ میں رواں۔ سبک اور سریع ہیں یہ کل چھ حروف ہیں تین لسانی یعنی لام۔ نون۔ راء اور تین شفوی یعنی باء۔ میم اور فاء اول تین کا نام مخرج کے اعتبار سے بھی ذلقیہ ہی ہے مگر مخرج اور صفت میں فرق کرنے کے لیے مخرج کی طرف نسبت ذلقیہ اور صفت کی طرف مذلقہ کے نام سے کی جاتی ہے گو دونوں ناموں کا مادہ ایک ہی ہے۔

۷۱ اسمات سے بصیغہ اسم مفعول۔

۷۲ صافر ایک پرندہ کا نام ہے جو رات بھر سیٹیاں سی بجاتا ہے اس خوف سے کہ کہیں سو جانے پر کوئی اسے پکڑ نہ لے۔

۷۳ طرف لسان اور چاروں ثنایا کے اتصال سے حروف صفیر نکلتے ہیں جیسا کہ معلوم ہو چکا ہے ان تینوں حرفوں کا قدرتی طور پر مخرج ہی کچھ اس طرح ہے کہ آواز مخرج میں محدود ہو کر سیٹی کی آواز سے مشابہ ہو جاتی ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آواز لوٹتی ہوئی نکلنی چاہیے مگر وہ تشدید اور کوئی حرکت نہ ہو جائے۔[4] جیسے اَلَمْ يَجْعَلْ میں جیم۔ خَلَقْ میں قاف۔ لِشَهِيْدٌ میں دال۔

(۳) **لین**: یعنی و۔ی ساکن ماقبل مفتوح ان دونوں حرف کو ان کے مخرج سے بے کلفت و ضغطہ نرمی سے ادا کرنا چاہیے اس طرح پر کہ ان میں اگر مد کرنا چاہے تو کر سکے[5] جیسے وَالصَّيْفِ کی یاء۔ اور خَوْفٍ کی واو۔

(۴) **انحراف**: اس کے حرف کو منحرفہ کہتے ہیں جو لام اور راء میں لام کی اداء میں آواز کنارہ زبان کی طرف اور راء کی اداء میں آواز پیٹھ زبان کی طرف پھرے[6]

---

[4] قاعدہ ہے کہ دو جسموں کے ٹکرانے سے مخرج میں حرف پیدا ہوتا ہے۔ اسی اصول کے مطابق (حروف قلقلہ کے علاوہ) دیگر تمام حرفوں میں تو سکون' حروف پر اسی طرح ادا ہوتا ہے کہ دو جسموں کے تصادم سے پیدا ہو کر آواز ختم ہو جاتی ہے اور مخرج میں بھی کوئی جنبش نہیں ہوتی مگر حروف قلقلہ میں صرف یہی بات نہیں بلکہ مخرج میں آواز پیدا ہونے کے بعد مخرج میں ایک نئی تحریک پیدا کر کے دوبارہ آواز پیدا کرنی ہوتی ہے۔

حاصل یہ کہ چاہے یوں کہو کہ مخرج کو حرکت ہو جاتی ہے اور چاہے یہ کہہ لو کے آواز کو حرکت ہو جاتی ہے کیونکہ مضبوط التصاق کے بعد ایک دفعی انفکاک ہوتا ہے اور دوبارہ آواز پیدا ہوتی ہے۔ قلقلہ کا مصداق یہی دوبارہ پیدا ہونے والی آواز ہے۔ بہر حال قلقلہ جہر و شدت دو قوی صفتوں کے اجتماع کی وجہ سے ہوتا ہے قلقلہ ایسی بلند آواز میں کرے کہ دوسرا بھی سن لے صرف اپنے کو سنانا ہی کافی نہیں۔ (نہایۃ القول المفید ص ۵۲)

[5] یعنی حروف مدہ کی آواز جوف دہن سے نکلتی ہے ان میں تو آواز کے دراز ہونے اور نرم ہونے کی بدرجہ اتم گنجائش موجود ہے لیکن حروف لین جن کا مخرج متعین و محقق ہے ان میں آواز کے دراز ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا حالانکہ مد فرعی میں معلوم ہوگا کہ مد کی بعض صورتیں ایسی ہیں کہ ان میں محل مد حرف لین ہوتا ہے اور اس کو کھینچا جاتا ہے اسی اشکال کو ختم کرنے کے لیے علماء تجوید نے حروف لین میں ایسی نرمی اور لچک کو تسلیم کیا کہ ان پر مد ہو سکتا ہے اسی نرمی کو صفت لین کہتے ہیں۔ حضرت مولف کے یہ الفاظ قابل غور ہیں کہ ''اگر مد کرنا چاہے تو کر سکے''

[6] لام و راء میں صفت انحراف کا مطلب یہ ہوا کہ ان دونوں میں اپنے مخرج سے متجاوز ہو کر ایک دوسرے کی طرف مائل ہونے اور پھرنے کی حالت پائی جاتی ہے چنانچہ لام میں ادنیٰ حافہ سے ابتداء ہوتی ہے اور پھر طرف لسان یعنی راء کے مخرج کی طرف میلان ہوتا ہوا پایا جاتا ہے اور راء میں کہ طرف لسان سے شروع ہوتی ہے اور پھر ظہر لسان اور قدرے لام کی طرف مائل ہوتی ہوئی محسوس ہوتی ہے اس لیے تو تلا بچہ راء کو لام بولتا ہے کہ اس سے اسی انحراف کی وجہ سے راء لام میں تبدیل ہو جاتی ہے (نہایۃ القول المفید ص ۵۲)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لیکن اس بنا پر کہ بجائے لام کے راء اور بجائے راء کے لام نہ ہونے پائے جیسا کہ بعض بچوں سے ہو جاتا ہے اور بعض وقت جلدی میں بڑوں سے بھی اور یہ اس صفت کے ازدیاد کی وجہ سے ہو جایا کرتا ہے۔

(۵) **تکریر:** یہ صفت راء کی ہے اس کے ادا کے وقت اس کے مخرج میں زبان کو پورے طور پر قرار و جماؤ نہیں ہوتا یہاں تک کہ اگر بالکل جماؤ سے ادا نہ کی جائے تو بجائے ایک راء کے کئی راء ہو جاتی ہیں۔[۷] جیسے اَلرَّحْمٰنُ کی راء۔ لیکن تکریر کی صفت زیادہ نہ کرنی چاہیے کیونکہ بجائے ایک راء کے کئی راء پڑھنا یہ بھی غلط ہے اور ازدیاد ہے۔

(۶) **تفشی:** یہ صفت صرف شین کی ہے اس کی اداء میں آواز منتشر اور پھیلی ہوئی ہونی چاہیے[۸] لیکن آواز اوپر کو نہ چڑھنے پائے ورنہ شین پر ہو جائے گی جیسے شَیْئٍ کی شین۔

(۷) **استطالت:** یہ صفت ض ہی کی ہے اس کی ادا میں اس کے شروع مخرج سے آخر مخرج تک بتدریج آواز نکلنی چاہیے یعنی آواز یکا یک ایک دفعہ ہی نہ نکلے تاکہ کیفیت دارزی مدہ کی سی ظاہر ہو۔[۹] جیسے وَلَا الضَّآلِّيْنَ کا ضاد اور اس حرف کو دال پر یا ظاء پڑھنا ٹھیک نہیں ہے۔ اس کو اس کے مخرج سے مع رعایت تمام صفات کے ادا کیا جائے تو مشابہت ظاء منقوطہ کے ساتھ ضرور ہوگی۔ اس کو کسی حرف سے بدل دینا سخت غلطی ہے۔

اور ان صفات غیر متضادہ لازمہ کے اضداد عقلیہ سلب سے تعبیر کر لیے جائیں مثلاً غیر صفیریہ۔ غیر متقلقلہ

---

[۷] صفت تکریر کی تعریف ہے "حرف کے تلفظ کے وقت زبان میں ارتعاش ہونا"۔ اور یہ صفت صرف راء میں پائی جاتی ہے مگر اس صفت کو ایسی لطافت سے ادا کرے کہ راء مکرر نہ ہو جائے اور یہ جب ہوتا ہے کہ اس صفت کو ظاہر کر کے پڑھنے کی کوشش کرے حالانکہ چھپا کر ادا کرنا چاہیے کیونکہ ارتعاش کو آواز سے کیا تعلق؟ خواہ مشدد ہی ہو جیسے کَرَّةً۔ مَرَّةً وغیرہ۔ صفت اذلاق کا تقاضا بھی یہی ہے۔

[۸] التمہید میں علامہ جزریؒ فرماتے ہیں کہ شین کی ادائیگی کے وقت صفت تفشی کو اچھی طرح ظاہر کرنا چاہیے اور شین جب مشدد ہو تو اس میں تفشی کو قدرے دراز کرنا ضروری ہے جیسے فَبَشِّرْهُ۔

[۹] آواز کا اول حافہ لسان سے آخری حافہ تک دراز ہونا (جہد المقل) یعنی اقصی حافہ ناجذ پر لگ کر ضاد شروع ہو پھر بتدریج باقی حافہ طواحن اور ضاحک پر ٹھہرے۔ گویا پانچ داڑھوں پر حافہ کا اتصال۔ یہ تو ضاد کا مخرج ہوا جیسا کہ مخارج میں معلوم ہو چکا ہے اور اقصی حافہ سے ادنی حافہ تک بتدریج لگتے چلے آنا یہ صفت استطالت ہوئی۔ اس بتدریج لگنے میں ہی درازی صوت ہوتا ہے۔ اسی لیے بعض حضرات نے امتداد صوت کو ہی صفت استطالت کہہ دیا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وغیرہ وغیرہ[80]

صفات ذاتیہ

نمبر شمار	حرف	صفات	تعداد صفات
۱	ا	مجہورہ۔رخوہ۔مستفلہ۔منفتحہ۔مصمتہ	۵
۲	ء	مجہورہ۔شدیدہ۔مستفلہ۔منفتحہ۔مصمتہ	۵
۳	ہ	مہموسہ۔رخوہ۔مستفلہ۔منفتحہ۔مصمتہ	۵
۴	ع	مجہورہ۔متوسطہ۔مستفلہ۔منفتحہ۔مصمتہ	۵
۵	ح	مہموسہ۔رخوہ۔مستفلہ۔منفتحہ۔مصمتہ	۵
۶	غ	مجہورہ۔رخوہ۔مستعلیہ۔منفتحہ۔مصمتہ	۵
۷	خ	مہموسہ۔رخوہ۔مستعلیہ۔منفتحہ۔مصمتہ	۵
۸	ق	مجہورہ۔شدیدہ۔مستعلیہ۔منفتحہ۔مصمتہ۔مقلقلہ	۶
۹	ک	مہموسہ۔شدیدہ۔مستفلہ۔منفتحہ۔مصمتہ	۵
۱۰	ج	مجہورہ۔شدیدہ۔مستفلہ۔منفتحہ۔مصمتہ۔مقلقلہ	۶
۱۱	ش	مہموسہ۔رخوہ۔مستفلہ۔منفتحہ۔مصمتہ۔متفشیہ	۶
۱۲	ی	مجہورہ۔رخوہ۔مستفلہ۔منفتحہ۔مصمتہ۔لینیہ	۶
۱۳	ض	مجہورہ۔رخوہ۔مستعلیہ۔مطبقہ۔مصمتہ۔مستطیلہ	۶
۱۴	ل	مجہورہ۔متوسطہ۔مستفلہ۔منفتحہ۔مذلقہ۔منحرفہ۔	۶
۱۵	ن	مجہورہ۔متوسطہ۔مستفلہ۔منفتحہ۔مذلقہ۔غنہ	۶

---

[80] اکثر مجودین نے صفات لازمہ غیر متضادہ کے اضداد ذکر نہیں فرمائے اسی لیے ان کو صفات لازمہ منفردہ کہا جاتا ہے مگر بعض محققین نے ان کے اضداد بھی ذکر کیے ہیں چنانچہ انہوں نے کہا کہ جرسیہ ضد صفیریہ۔استقراء ضد قلقلہ۔ثابتہ ضد منحرفہ۔قصیرہ ضد استطالت۔صحیحہ ضد حروف علت ہیں (کذا سمعت من الاستاذ المرحوم)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نمبر شمار	حرف	صفات	تعداد صفات
۱۶	ر	مجہورہ-متوسطہ-مستفلہ-منفتحہ-مذلقہ-منحرفہ-مکررہ-	۷
۱۷	ط	مجہورہ-شدیدہ-مستعلیہ-مطبقہ-مصمتہ-مقلقلہ	۶
۱۸	د	مجہورہ-شدیدہ-مستفلہ-منفتحہ-مصمتہ-مقلقلہ	۶
۱۹	ت	مہموسہ-شدیدہ-مستفلہ-منفتحہ-مصمتہ	۵
۲۰	ظ	مجہورہ-رخوہ-مستعلیہ- مطبقہ-مصمتہ	۵
۲۱	ذ	مجہورہ-رخوہ-مستفلہ-منفتحہ-مصمتہ	۵
۲۲	ث	مہموسہ-رخوہ-مستفلہ-منفتحہ-مصمتہ	۵
۲۳	ص	مہموسہ-رخوہ-مستعلیہ- مطبقہ-مصمتہ-صفیریہ	۶
۲۴	ز	مجہورہ-رخوہ-مستفلہ-منفتحہ-مصمتہ-صفیریہ	۶
۲۵	س	مہموسہ-رخوہ-مستفلہ-منفتحہ-مصمتہ-صفیریہ	۶
۲۶	ف	مہموسہ-رخوہ-مستفلہ-منفتحہ-مذلقہ	۵
۲۷	ب	مجہورہ-شدیدہ-مستفلہ-منفتحہ-مذلقہ-مقلقلہ	۶
۲۸	م	مجہورہ-متوسطہ-مستفلہ-منفتحہ-مذلقہ-غنہ	۶
۲۹	و	مجہورہ-رخوہ-مستفلہ-منفتحہ-مصمتہ-لینیہ	۶

فصل: در تبیین صفات ذاتیہ لازمہ

تبیین مفیدہ

حروف اگر صفات ذاتیہ لازمہ میں مشترک ہوں تو مخرج سے ممتاز وجدا ہوتے ہیں اور اگر مخرج میں مشترک ہوں تو صفات ذاتیہ لازمہ ممیّزہ سے ممتاز ہوتے ہیں۔ جن حروفوں میں تمایز وفرق بالمخرج ہے ان کے بیان کرنے کی ضرورت نہیں استاذ معلم کے سامنے بالمشافہہ ادا کرنے سے تصحیح ہوسکتی ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایسا ہی صفات ذاتیہ لازمہ مقومہ کو بھی بیان کرنا کچھ مفید نہ ہوگا- کیونکہ کمال حرف ونقصان حرف کو تحریر میں نہیں لایا جا سکتا ہے اس میں بھی استاذ معلم ومتعلم کی مشافہت ضروری وموقوف علیہ ہے- ہاں صفات ذاتیہ لازمہ ممیزہ کا بیان کرنا کچھ مفید ہے جس سے عمل واداءیگی میں امداد وتقویت مل سکتی ہے-لہذا مختصراً گزارش کرتا ہوں-

(ا- ء- ہ) میں الف ممتاز ہے مَدِّیَّہ سے اور (ء) ممتاز ہے (ہ) سے جہر اور شدت سے باقی صفات میں یہ دونوں متحد ہیں-

(ع- ح) ح میں ہمس اور رخاوت ممیز ہے- ع میں جہر وتوسط ممیز ہے- باقی صفات میں اتحاد ہے-

(خ- غ) غ میں جہر ممیّز ہے-

(ج- ش- ی) ج میں شدت ممیز ہے- ش میں ہمس وتفشی ممیز ہے باقی استفال اور انفتاح میں تینوں مشترک ہیں-

(ط- ت- د) ط میں اطباق اور استعلاء ممیز ہے اور ت میں ہمس ممیز ہے- صفت شدت میں تینوں مشترک ہیں- ط اور د جہر میں بھی مشترک ہیں اور ت اور د استفال وانفتاح میں مشترک ہیں-

(ظ- ذ- ث) ظاء میں استعلاء واطباق ممیز ہے- ذال میں استفاح وانفتاح ممیز ہے- ثاء میں ہمس ممیز ہے باقی رخاوت میں تینوں مشترک ہیں- اور ظاء وذال جہر میں اور ذال وثاء استفال وانفتاح میں مشترک ہیں-

(ص- س- ز) رخاوت وصفارت (یعنی صفت صفیر) میں مشترک ہیں- صاد کو تمیز دینے والا سین سے استعلاء واطباق ہے اور صاد کو تمیز ہوتی ہے زا سے استعلاء واطباق وہمس سے- سین کو تمیز ہوتی ہے زای سے صرف ہمس سے اور زای کو تمیز ہوتی ہے سین سے جہر کی وجہ سے-

(ل- ن- ر) ان میں تمایز بالمخرج ہے اسی واسطے خلیل وسیبویہ وغیرہ نے ان کا مخرج الگ الگ ترتیب وار قرار دیا ہے اور فراء وغیرہ نے قرب مخرج کا لحاظ کر کے ایک شمار کر دیا- لام وراء انحراف میں مشترک ہیں- نون میں غنہ ہے اور راء میں تکرار ہے-

(ب- م- و) جہر واستفال انفتاح میں مشترک ہیں- واؤ کے ادا کرتے وقت شفتین میں کسی قدر انفتاح رہتا ہے جیسا کہ پھونک مارتے وقت رہتا ہے اسی وجہ سے یہ اپنے مجانسوں سے ممتاز ہو جاتا ہے- گویا اس میں بھی تمایز بالمخرج ہے باء میں شدت اور قلقلہ میم میں توسط اور غنہ ممیز ہے-

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(ض - ظ) منقوطتان جہر و رخاوت و استعلاء و اطباق اصمات میں مشترک ہیں ضاد میں صفت استطالت مخصوصہ ہے اور ممیز مخرج ہے۔ اشتراک صفات ذاتیہ کی وجہ سے ان دونوں میں فرق کرنا اور ایک دوسرے سے ممتاز کرنا ماہرین کاملین کا کام ہے اور ماہر کے فرق کو ماہر ہی سمجھ سکتا ہے ورنہ یوں تو کوئی دال یقین کرتا ہے اور کوئی ظاء پڑھتا ہے درحقیقت نہ یہ دال ہے نہ یہ ظاء ہے۔ ایک مستقل حرف مفخم ہے جو استاذ کامل ماہر محقق سے حاصل و مشاقی کرنے سے حاصل ہوسکتا ہے۔ بار بار عرض کرتا ہوں کہ اس فن کا دار و مدار استاذ ماہر مشاق کے اوپر ہے۔ و باللہ التوفیق و بیدہ ازمۃ التحقیق۔

باب (۳) در بیان صفات محلیہ عارضیہ

اس کی تعریف وغیرہ صفات ذاتیہ کے ساتھ اوپر گزر چکی ہے اس باب میں چند فصلیں ہیں۔

فصل (۱) بیان احکام لام میں

اصطلاح قراء میں تفخیم کہتے ہیں پر پڑھنے کو[۸۱] اور ترقیق کہتے ہیں باریک پڑھنے کو۔ لفظ اَللّٰہ کو پہلے اگر زبر والا یا پیش والا حرف ہو تو لفظ اَللّٰہ کے دونوں لام پر پڑھے جائیں گے۔[۸۲] مانند اَرَادَ اللّٰہُ ۔ رَفَعَہُ اللّٰہُ وغیرہ۔ اور اگر زیر والا حرف آ جائے تو لفظ اللہ کے دونوں لام باریک پڑھے جائیں گے جیسے بِسْمِ اللّٰہِ۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اور ماسوا لفظ اللہ کے حضرت حفص رحمہ اللہ کی روایت میں سب لام باریک ہی پڑھے جائیں گے۔ مِنَ النَّاسِ مَاوٰلّٰھُمْ کا لام بھی باریک ہی ہوگا کیونکہ یہ لام لفظ اللہ کا نہیں ہے۔ اور اصل لام میں ترقیق ہے اور اَللّٰھُمَّ[۸۳] موٹا وَقُلِ اللّٰھُمَّ[۸۴] باریک کہ ان میں لفظ اللہ ہے۔

---

۸۱ ۔ تفخیم کے معنی پر پڑھنے کے ہیں جس طرح حروف مستعلیہ اور مطبقہ میں ہونٹوں کو گول ہونے سے بچانا چاہیے اس طرح لام مفخم میں اس کا خیال رکھنا چاہیے کہ ہونٹ گول نہ ہوں اور لام اسم الجلالہ میں تفخیم بھی کامل ہو۔

۸۲ یہاں دو لام ہیں لام تعریف لام اسم الجلالہ دونوں کو پر پڑھنا چاہیے۔ لام تعریف ادغام کی وجہ سے اور لام اسم الجلالہ صفت عارضہ تفخیم کی وجہ سے۔

۸۳ اَللّٰھُمَّ اصل میں یَااَللّٰہُ تھا یاء حرف ندا حذف کر کے اس کے عوض آخر میں میم مشددہ مفتوحہ بڑھا دی گئی ہے۔

۸۴ پس سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ اور قَالُوا اللّٰھُمَّ میں لام پر ہوگا اور قُلِ اللّٰھُمَّ مٰلِکَ الْمُلْکِ میں باریک ہوگا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فصل (۲) راء کے بیان میں

احکام راء

راء متحرک ہوگی یا ساکن اگر متحرک ہے تو اس پر زبر یا پیش ہوگا تو پر پڑھی جائے گی- اور زیر کی حالت میں باریک مثل رَبَّکَ- رُبَمَا- رِجَالٌ [۸۵] وغیرہ- اور اگر راء ساکن [۸۶] اصلی ہے یا وقفی ہے تو اس کے پہلے متحرک ہوگا یا ساکن اگر ماقبل متحرک ہے تو فتحہ ضمہ کی حالت میں پر ہوگی جیسے بَرْقٌ- یُرْزَقُوْنَ اور وَالْقَمَرِ- وَدُسُرٍ وغیرہ- بحالت وقف اور کسرہ کی حالت میں باریک ہوگی- [۸۷]

مگر تین شرطوں کے ساتھ (اول) یہ کہ کسرہ اصلی ہو عارضی نہ ہو- (دوم) یہ کہ کسرہ متصل بھی ہو منفصل نہ ہو (سوم) یہ کہ کوئی حرف مستعلیہ میں سے اس کے بعد اسی کلمہ میں نہ ہو جس کلمہ میں یہ راء ہے تو اس وقت باریک ہوگی جیسے فِرْعَوْن اور مِرْیَةٍ وغیرہ- اور حروف مستعلیہ کے ساتھ ہیں جو خُصَّ ضَغْطٍ قِظْ میں جمع ہیں اور اگر ان تین شرطوں میں سے ایک شرط بھی نہ پائی جائے مثلاً کسرہ اصلی تو ہے مگر متصل نہیں جیسے اَلَّذِی ارْتَضٰی [۸۸] یا

۸۵ راء مکسورہ باتفاق باریک ہوتی ہے کسرہ لازمہ ہو جیسے رِجَالٌ یا عارضہ جیسے وَاَنْذِرِ الَّذِیْنَ کسرہ کاملہ ہو جیسے کہ مثالیں گزریں یا ناقصہ ہو جیسے وَالْفَجْرِ ہ پر وقف بالروم کیا جائے یا جیسے مَجْرٖىهَا میں راء ممالہ ہے وسط میں ہو جیسے تُحَرِّمُ یا طرف میں جیسے وَالْقَمَرِ (بحالت وصل) منونہ ہو جیسے مُقْتَدِرٍ یا غیر منونہ مثال گزر چکی ہے ماقبل ساکن ہو مثلاً اَلدَّارِ یا متحرک مثلاً اَرِنَا عام اس سے کہ اس کے بعد حرف مستعلیہ واقع ہو مثلاً اَلرِّقَابِ یا مستفلہ مثلاً رِزْقًا مشدد ہو یا مخفف جیسا کہ امثلہ گزریں- (نہایۃ القول المفید ص ۹۰)

۸۶ خواہ راء کا سکون اصلی ہو جیسے وَانْحَرْ یا عارضی جیسے وَدُسُرٍ ہ اور نَهَرٍ ہ پر سکون کے ساتھ وقف کریں تو راء پر پڑھیں گے اگرچہ سکون عارضی ہے-

۸۷ راء ساکن ماقبل مکسور ہوتی ہے خواہ سکون اصلی ہو جیسے فَانْتَصِرْ ہ یا عارضی بوجہ وقف کے ہو جیسے حَتّٰی زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ ہ

۸۸ اَلَّذِی ارْتَضٰی میں اگرچہ کسرہ اصلی ہے مگر منفصل ہونے کی وجہ سے راء پر ہوگی-

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ کہ کسرہ عارضی ۸۹ ہو جو اجتماع ساکنین سے یا ابتدا بالسکون کے دفع کرنے کے لیے آیا ہو سو یہ کسرہ عارضی چاہے متصل ہو یا منفصل جیسے اِرْجِعِیْ۔ ۹۰ اَمِ ارْتَابُوْا ۹۱ وغیرہ۔

یا راء ساکن موصوفہ کے بعد اسی کلمہ میں حرف مستعلیہ آ گیا ہے جیسے قِرْطَاسٍ ۔ اِرْصَادًا ۔ فِرْقَةٍ ۔ مِرْصَادًا ۔ لَبِالْمِرْصَادْ ۔ اور یہ ہی پانچ لفظ قرآن مجید میں اس قاعدہ کے پائے جاتے ہیں تو ان تینوں صورت مذکورہ میں راء پر ہی پڑھی جائے گی۔

اور لفظ فِرْقٍ میں خُلْف مروی ہے پر اور باریک دونوں پڑھنا جائز ہے۔ ۹۲ وقف میں بھی حکم ہوگا۔ اور ایسا ہی اِذَا یَسْرِ کا حکم ہے۔ ۹۳ حالت وقف میں اور اگر حرف مستعلیہ دوسرے کلمہ میں ہو جیسے اَنْ اَنْذِرْ

---

۸۹ جیسے اِرْجِعُوْا میں ہمزہ وصلی ہے اور ہمزہ وصلی بذات خود عارضی ہوتا ہے لہذا اس کی حرکت بھی عارضی ہوئی۔

۹۰ ہمزہ وصلیہ بذات خود عارضی ہے اس لیے اس کی حرکت بھی عارضی ہے ایسے کسرہ کو کسرہ متصلہ عارضیہ کہتے ہیں اس مقام پر ایک شبہ ہوسکتا ہے کہ جب راء ساکن سے پہلے کسرہ منفصلہ ہو تو راء پر ہی ہوتی ہے لیکن لام اسم الجلالہ سے پہلے اگر اس قسم کا کسرہ آ جائے تو وہ باریک ہو جاتا ہے۔ اس کا جواب یہ دیا جاتا ہے کہ لام میں اصل ترقیق ہی ہے لہذا کسرہ خواہ وہ ضعیف ہی ہو لام اپنی اصل یعنی ترقیق پر قائم رہے گا۔ اور راء میں اصل تفخیم ہے لہذا اس کو اصل سے پھیرنے کے لیے کوئی قوی سبب چاہیے اور کسرہ عارضیہ یا منفصلہ ضعیف ہوتا ہے۔ پھر سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ لام میں اصل ترقیق تو ٹھیک ہے لیکن راء میں اصل تفخیم کیوں ہے؟ جبکہ صفات لازمہ کے لحاظ سے وہ بھی لام کی طرح مستفلہ ہی ہے اس کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ راء میں اس کی اپنی عارضی حالت کے لحاظ سے یہ تفخیم اصل ہے اور اصل اس معنی کے اعتبار سے ہے کہ راء اکثر حالات میں پر ہی ہوتی ہے اور لام میں اصل ترقیق ہے کیونکہ اکثر حالات میں وہ باریک ہی ہوتا ہے۔ یا راء میں تفخیم اس لیے اصل ہے کہ اس میں پشت زبان کو بھی دخل ہے جو فی الجملہ اطباق کا محل ہے (کذا سمعت من الاستاذ المرحومؒ) لہذا امرعشی کا یہ قول کہ لام وراء بحالت تفخیم ظاہر یہ ہے کہ حروف مستعلیہ میں سے ہیں (نہایۃ القول المفید ص ۹۷) خلاف ظاہر ہے۔

۹۱ اَمِ ارْتَابُوْا اصل میں اَمْ اِرْتَابُوْ ہے۔ راء ساکنہ کے ماقبل کسرہ منفصل بھی ہے اور عارضی بھی۔

۹۲ قاف حرف مستعلیہ ہے اور راء کی تفخیم کا سبب ہے مگر مکسور ہونے کی وجہ سے اس کی تفخیم ضعیف ہوگئی جیسا کہ بتلایا گیا ہے کہ کسرہ کی وجہ سے عارضی التفخیم حروف باریک ہو جاتے ہیں اور لازمی التفخیم حرفوں کی تفخیم میں ضعف آ جاتا ہے۔

۹۳ اسی طرح اَلْقِطْرِ (سباع ۲) مِصْرَ (چار جگہ یونسؑ ع ۹۔ یوسفؑ ع ۳۔ یوسفؑ ع ۱۱۔ زخرف ع ۵) وقفاً پر اور باریک دونوں طرح پڑھنا صحیح ہے لیکن اول میں باریک بہتر ہے اور دوسرے لفظ میں پر بہتر ہے اور فَاَسْرِ (ہودؑ۔ فجر۔ دخان) اَنْ اَسْرِ (طٰہٰ و شعراء) اور نُذُرِ (قمر) میں وقفاً باریک و پر دونوں جائز ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قَوْمَكَ - فَاصْبِرْ صَبْرًا جَمِيلًا [94] تو اس میں حسب قاعدہ سابقہ باریک ہی ہوگی- دوسرے کلمہ میں حرف مستعلیہ کا ہونا کوئی موثر نہیں-

یہ سب احکام راء ساکن دائمی وغیرہ ماقبل متحرک کے تھے- اور اگر راء ساکن موقوفہ بالاسکان یا موقوفہ بالاشمام کے ماقبل بھی ساکن اصلی لازمی ہو اور وہ ساکن اصلی لازمی غیر یاء اور غیر مستعلیہ ہے تو اس کے ماقبل کی حرکت دیکھیں اور ایسا ہمیشہ وقف ہی میں ہوگا تو اگر ماقبل ساکن اصلی دائمی کے فتحہ ہو یا ضمہ ہو تو پر پڑھی جائے گی جیسے غَفَّارٌ اور وَالْفَجْرِ - غَفُورٌ اور الْعُسْرِ وغیرہ اور اگر کسرہ ہے تو باریک پڑھی جائے گی جیسے فِكْرٍ - ذِكْرٍ وغیرہ- اور اگر اس راء وقفی ساکن سے پہلے یاء ساکنہ ہے [95] تو چاہے اس کے ماقبل فتحہ ہو یا کسرہ بہرحال باریک ہی پڑھی جائے گی جیسے خَيْرٌ - ضَيْرَ - قَدِيْرٌ - بَصِيْرٌ - ضمہ کی مثال قرآن مجید کے اندر پائی نہیں جاتی علی ھذا القیاس راء ساکن وقفی کے پہلے اگر مستعلیہ ساکن جیسے مِصْرَ اور الْقِطْرِ تو ان میں خُلْف ہے [96] مگر للاصل والوصل مِصْرَ میں تو تفخیم اولیٰ ہے اور عَيْنَ الْقِطْرِ میں عملاً للاصل والوصل ترقیق اولیٰ ہے-

اور راء مرامہ یعنی وہ راء جس پر وقف بالروم کیا جائے اپنی حرکت کے موافق پڑھی جائے گی جیسے الْفَجْرِ میں راء باریک ہی رہے گی- اور جس راء میں امالہ کیا جائے چاہے امالہ صغریٰ ہو یا کبریٰ تو راء ممالہ بھی باریک ہی پڑھی جائے گی- [97] جیسے بِسْمِ اللّٰهِ مَجْرٖىهَا جو سورہ ہودؑ میں ہے- حضرت حفص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں صرف اسی ایک لفظ میں امالہ کبریٰ ہے- جس کو کوئی صاحب مَجْرِيْهَا پڑھتے ہیں اور کوئی صاحب مُجْرَاهَا پڑھتے ہیں- غرض قواعد تجوید کی جگہ ہر شخص اپنی اپنی تجویز کو کافی سمجھتا ہے گویا صحت الفاظ ان کے نزدیک کوئی چیز نہیں ہے-

---

[94] دوسرے کلمہ میں حرف مستعلیہ کی قرآن میں کل تین مثالیں ہیں- تیسری وَلَا تُصَعِّرْ خَدَّكَ ہے-

[95] اور ایسی راء پر وقف بالاسکان یا بالاشمام کیا جائے گا-

[96] ان دونوں کلمات کی راء کو باریک پڑھنا علامہ ابوعمرو دانیؒ اور جمہور کا مذہب ہے اور پر پڑھنا امام ابوعبداللہ بن شریح وغیرہ کی رائے ہے- (نشر ص ۱۰۶ ج ۲)

[97] امالہ کے معنی فتحہ کو کسرہ کی طرف اور الف کو یاء کی طرف جھکایا جائے-

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور راء مشددہ حکم میں ایک راء کے ہے [98] یہ نہیں کہ ماقبل کے کسرہ کی وجہ سے پہلی راء ساکنہ باریک پڑھی جائے اور دوسری راء مضمومہ یا مفتوحہ پُر پڑھی جائے بلکہ اسی راء مشددہ کی حرکت کا اعتبار کیا گیا ہے۔ پہلی راء ساکنہ کو دوسری کا تابع رکھا گیا ہے اور ماقبل کی حرکت کا کوئی اعتبار نہیں کیا گیا ہے مثل فِفِرُّوْٓا اِلَى اللّٰهِ اور سِرًّا میں تفخیم ہوگی [99] اور مثل دُرِّيٌّ میں ترقیق ہوگی [100] کیونکہ راء مشددہ ایک ہے وَاللّٰهُ تَعَالٰى اَعْلَمُ وَ عِلْمُهٗ اَتَمُّ

فصل (۳) نون مشدد و میم مشدد کے بیان میں

احکام نون مشددہ و میم مشددہ

جب میم یا نون مشددہ ہوں تو ان میں غنہ کرنا واجب ہے [101] جیسے اِنَّ۔ ثُمَّ۔ عَنَّا۔ لَمَّا۔ مِنْ نّٰصِرِيْنَ۔ كَمْ مِّنْ فِئَةٍ۔ غنہ خیشوم سے نکلتا ہے اور غنہ کی مقدار ایک الف ہے یعنی جتنی دیر میں ایک الف ادا ہو جائے اور ادا کرلے۔ [102] اور ان دونوں حرفوں کو اس حالت میں حرف غنہ کہتے ہیں۔

---

[98] جب راء مشدد ہو تو اس وقت خیال رہنا چاہیے کہ صفت تکریر میں نرمی اور ستر ہو۔ تکرار حقیقی کا اظہار نہ ہو۔ ورنہ راء مشددہ کئی راء اور مخففہ کم از کم دو راء ہو کر نکلیں گی۔ مشدد کو اس لیے بیان کیا ہے کہ تشدید میں راء کی آواز کو جریان ہوگا اور جریان صوت میں تکرار حقیقی کا بہت امکان ہے۔

[99] راء متحرکہ مضمومہ مشدد ہو تو مفخم پڑھی جائے گی اور راء مفتوحہ منونہ مشدد ہوں جیسے مُسْتَقِرٌّ یا سِرًّا وغیرہ

[100] راء مکسورہ مشددہ جیسے دُرِّيٌّ۔ وَاَرْسَلْنَا الرِّيٰحَ۔ مِنْ رِّزْقٍ وغیرہ تو یہ باریک پڑھی جائیں گی۔

[101] علماء تجوید نے فرمایا ہے کہ مثل مدطبعی کے غنہ دو حرکتوں کی مقدار سے نہ زیادہ ہونا چاہیے اور نہ کم۔ غنہ کو ظاہر کرنے کے لیے کچھ تراخی اور زمانہ کی ضرورت ہوتی ہے۔ لیکن اس تراخی میں مبالغہ کرنے سے احتراز کرنا چاہیے (التمهيد) نون مشدد میں بھی غنہ ظاہر کرنا ضروری ہوتا ہے اور ظہور غنہ کے لیے تراخی اور مہلت ضروری ہے مگر یہ تراخی مدطبعی کی مقدار سے زیادہ نہ ہو۔

[102] نہایت ضروری ہے کہ میم مشدد سے پہلے حرف مد پیدا نہ ہو جیسا کہ بعض لوگوں میں تکلف پایا جاتا ہے کہ لَمَّا کو لَامَّا۔ مِمَّ کو مِيمَّ کہتے ہیں۔ نیز نون کی ادائیگی سے پیشتر بھی حرف مد کی تولید سے احتراز نہایت ضروری ہے۔ اِنَّ۔ اِينَّ نہ ہو جائے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فصل (۴) میم ساکن کے بیان میں

احکام میم ساکنہ اصلی

میم ساکن اصلی کے تین حکم ہیں اور یہ میم بدلی ہوئی نون ساکن یا تنوین سے نہ ہوگی اور اکثر ھُمْ اور کُمْ کی میم ہوگی تو اس میم اصلیہ ساکنہ کے بعد اگر دوسری میم آئے تو ادغام ہوگا تو اس کو ادغام صغیر مثلین کہتے ہیں۔[۱۰۳] جیسے اِلَیْکُمْ مُّرْسَلُوْنَ وَھُمْ مُّھْتَدُوْنَ وغیرہ۔ اور اگر اس میم ساکن کے بعد حرف باء آئے تو اخفاء ہو گا۔[۱۰۴] اس کو اخفاء شفوی[۱۰۵] کہتے ہیں۔ جیسے یَعْتَصِمْ بِاللّٰہِ اور اَمْ بِہٖ جِنَّۃٌ وغیرہ اور عوام میں یہ جو مشہور ہے کہ میم ساکن کے بعد فاء اور واو آئے تو اظہار اس طرح کیا جائے کہ میم کے سکون میں ایک حرکت کی سی بو آئے جو بوف[۱۰۶] کا قاعدہ مشہور ہے یہ اظہار اس طرح پر بالکل بے اصل ہے۔

میم کا سکون کامل ادا کرنا چاہیے اور حرکت کی ذرا نہ بو آئے۔ میم میں اخفاء تام ہو یعنی میم کو ذرا ضعیف کر کے

---

۱۰۳ یہ وہم نہ ہونا چاہیے کہ میم ساکن کے بعد میم آئے اور دونوں کو ملا کر مشدد کر لیا جائے تو صرف اسی کو ادغام صغیر مثلین کہتے ہیں بلکہ ہر اس جگہ یہ لفظ بولنا صحیح ہوگا جہاں ایک حرف ساکن ہو اور اس کے بعد پھر وہی حرف متحرک ہو کر آئے تو ان کو ملا کر ہی پڑھا جائے گا مثلاً مَنْ نَّشَآءُ ۔ اِذْ ذَّھَبَ ۔ فَمَا رَبِحَتْ تِّجَارَتُھُمْ وغیرہ وغیرہ یہ سب ادغام صغیر مثلین ہی کہلائے گا۔

۱۰۴ میم میں اخفاء ادا کرنے کے طریقہ کو واضح کرنا مقصود ہے۔ مفہوم کے لحاظ سے اس قدر سمجھنا کافی ہے کہ میم کو مضبوطی کے ساتھ اطباق شفتین سے ادا نہ کیا جائے بلکہ ہونٹوں کو نرمی سے ملا کر میم ادا کی جائے اور اس حالت میں خیشوم سے غنہ ظاہر کرنے پر زور دیا جائے کیونکہ اخفاء کے معنی ہیں ذات حرف کو واضح کرنے کے بجائے چھپا کر ادا کرنا۔

۱۰۵ کیونکہ باء اور میم دونوں شفتین سے ہی تعلق رکھتے ہیں۔

۱۰۶ حضرت الاستاذ نور اللہ مرقدہ فوائد مکیہ کے حاشیہ میں تحریر فرماتے ہیں۔ ''یہ تینوں حرف بھی شامل میم کے شفویہ ہیں گو (ف) کلیتاً شفویہ نہیں لیکن فی الجملہ شفت سے تعلق رکھتا ہے تو گویا ان حرفوں کو میم سے ذاتاً قرب ہوا اور صفت غنہ کے اعتبار سے بعد اور جب میم ساکن قبل باء کے واقع ہوتی ہے تو اخفاء کیا ہی جاتا ہے اسی پر قیاس کر کے بعض نے (و۔ف) کے قبل بھی میم ساکن میں اخفاء کرنا شروع کر دیا جس پر علماء تجوید نے خاص طور پر اس طرف توجہ دلائی اور ممانعت کی چنانچہ المقدمۃ الجزریہ میں ہے وَاحْذَرْ لَدٰی وَاوٍ وَّفَا اَنْ تَخْتَفِیْ یعنی بچ تو نزدیک واو اور فاء کے اخفاء کرنے سے۔ اس ممانعت کے بعد بعض لوگوں نے اجتناب عن الاخفاء کے خیال سے میم ساکن میں قلقلہ کر کے کچھ حرکت دے کر پڑھنا اختیار کیا۔ اسی کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ (تعلیقات مالکیہ ص ۳۶)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ناک میں پوشیدہ کر کے پڑھتے ہیں- اگرچہ بعض نے اظہار بھی روایت کیا ہے گو غیر مختار- مگر حرکت کا بو سے کیا تعلق-قرآن پاک کی صحت نقلی چیز ہے ناقلین کاملین سے حاصل کرنا ضروری ہے کیسا عظیم ظلم ہے کہ اپنی اپنی تجویز کو جاری کیا جاتا ہے- اور کافی سمجھتا جاتا ہے اور ان دونوں حرفوں کے سواء باقی چھبیس حرفوں میں سے جو حرف آئے اظہار ہی ہوگا اور اس کو اظہار شفوی کہتے ہیں-[107] جیسے اَلَمْ تَرَ كَيْفَ اور اَللّٰهُ يَسْتَهْزِئُ بِهِمْ وَ يَمُدُّهُمْ فِيْ طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ وغیرہ میں-

فصل (۵) نون تنوین ونون ساکن کے بیان میں

احکام نون تنوین اور نون ساکنہ

نون تنوین اور نون ساکنہ کے چار حکم ہیں-نون تنوین کلمہ اسمی کے آخر میں دو زبر- دو پیش اور دو زیر کے دینے سے پیدا ہوجاتا ہے-[108] اگر نون تنوین اور نون اصلی ساکنہ کے بعد حرف حلق میں سے کوئی حرف آئے تو ان میں اظہار ہوگا-حرف حلق چھ ہیں-شعر

حلق کے چھ حرف ہیں اے باوفا ہمزہ- ھاء و عین حاء و غین- خاء

اظہار کہتے ہیں ناک میں بالکل آواز نہ لے جا کر پڑھنے کو جیسے مَنْ اٰمَنَ- وَيَنْهَوْنَ- حَكِيْمٌ عَلِيْمٌ وغیرہ اس اظہار کا نام اظہار حلقی ہے-[109]

---

[107] یعنی بلا غنہ اطباق شفتین سے میم کو ظاہر کر کے پڑھنا-میم اور باء کے علاوہ میم کے بعد جو بھی حرف آئے گا تو میم کو ظاہر کر کے بلا غنہ پڑھیں گے جیسے اَنْعَمْتَ کی میم-اس کو اظہار شفوی کہتے ہیں-

[108] نون ساکنہ وہ نون ہے جو مرسوم ہو اور اس پر حرکت نہ پڑھی جائے-تنوین وہ نون ساکنہ ہے جو اسم کے آخر میں لاحق ہو اور مرسوم نہ ہو-نون ساکنہ ونون تنوین میں یہ فرق ہے (۱) نون ساکنہ وقف وصل دونوں حالتوں میں پڑھا جائے گا- اور نون تنوین صرف وصل میں پڑھا جاتا ہے وقف میں نہیں (۲) نون ساکنہ مرسوم ہوتا ہے (سوائے وَلَيَكُوْنًا (یوسف) اور لَنَسْفَعًا (علق) کے) نون تنوین مرسوم نہیں ہوتا (سوائے لفظ كَاَيِّنْ کے جہاں بھی ہو) (۳) نون ساکنہ کلمہ کے درمیان اور آخر ہر جگہ آسکتا ہے-تنوین ہمیشہ آخر کلمہ میں ہوتی ہے- (۴) نون ساکنہ کلمہ کی تینوں قسموں (اسم-فعل-حرف) میں ہوتا ہے اور نون تنوین ہمیشہ آخر اسم میں ہوتا ہے-

[109] نون ساکنہ یا تنوین کے بعد اگر کوئی حرف حلقی آئے تو نون ساکنہ ظاہر کر کے بلا غنہ پڑھتے ہیں خواہ یہ صورت ایک کلمے میں ہو یا دو میں جیسے اَنْعَمْتَ- مَنْ اٰمَنَ- شَيْءٍ- عَلِيْمٌ وغیرہ اس اظہار کو اظہار حلقی کہتے ہیں-

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دوسرا حکم ادغام ہے اگر نون تنوین اور ساکنہ کے بعد کوئی حرف لفظ یَرْمَلُوْنَ میں سے آئے تو ادغام ہوگا- ادغام کہتے ہیں پہلے حرف کو دوسرے حرف کا ہم مثل بنا کر اس میں داخل کر دینا-۱۰؎ اگر بالکل داخل کر دیا گیا تو ادغام تام کہا جائے گا ورنہ ناقص- ادغام کی علامت تشدید ہے حرف یُوْمِنُ میں ادغام مع الغنہ ہوگا-۱۱؎ اور اس کو ادغام ناقص بھی کہتے ہیں- جیسے مَنْ یُّؤْمِنُ- بَرْقٌ یَّجْعَلُوْنَ- مِنْ وَّالٍ- وَلِیٍّ وَّلَا نَصِیْرٍ- مَنْ مَّنَعَ- یَوْمَئِذٍ نَّاعِمَةٌ وغیرہ- اور اس ادغام کی ایک شرط یہ ہے کہ یہ نون اور یہ حروف ایک کلمہ میں نہ ہوں ورنہ ادغام نہ ہوگا اور اس اظہار کو اظہار مطلق ۱۲؎ کہتے ہیں-

مگر چار لفظوں میں بوجہ اشتباہ بالمضاعف ادغام نہ ہوگا- بلکہ علی الاصل اظہار ہی ہوگا جیسے ان چار لفظوں میں- وہ چار الفاظ یہ ہیں- دُنْیَا- بُنْیَانٌ- صِنْوَانٌ- قِنْوَانٌ-

اور اگر لام یا راء آئے تو ادغام بلا غنہ ہوگا اور اس کو ادغام تام بھی کہتے ہیں۱۳؎ جیسے مِنْ لَّدُنْهُ- هُدًى لِّلْمُتَّقِیْنَ- مِنْ رَّبِّهِمْ- ثَمَرَةٍ رِّزْقًا وغیرہ-

تیسرا حکم اقلاب ہے- اقلاب کہتے ہیں ایک حرف کی جگہ دوسرے حرف کو بدل دینا-۱۴؎ اگر نون تنوین یا ساکنہ کے بعد حرف باء آئے تو اس کو میم ساکن سے بدل کر غنہ کے ساتھ پڑھیں گے جیسے اَنْۢبِئْهُمْ- مِنْۢ بَعْدِ- سَمِیْعٌۢ بَصِیْرٌ- اور اس کو قلب بھی کہتے ہیں-

---

۱۰؎ ادغام کے معنی ہیں حرف ساکن کو متحرک میں اس طرح ملا کر پڑھنا کہ دونوں ایک ساتھ مشدد ادا ہوں پہلے حرف کو مدغم اور دوسرے کو مدغم فیہ کہتے ہیں-

۱۱؎ یعنی نون ساکنہ اور تنوین کا یومن کے چار حروف میں ادغام مع الغنہ ہے یہ چار حروف ہوئے یاء- واؤ- میم اور نون جیسے اِنْ یَّرَوْا- مِنْ فِئَةٍ یَّنْصُرُوْنَهٗ- مِنْ وَّالٍ- اِیْمَانًا وَّعَلٰی- مِنْ سُنْۢبُلَةٍ مِّائَةُ حَبَّةٍ- اِنْ نَّحْنُ- مَلِكًا نُّقَاتِلْ وغیرہ

۱۲؎ چونکہ اس اظہار کی کوئی شرط اور قید نہیں ہے جیسا نون ساکنہ ونون تنوین کے اظہار حلقی میں حروف حلقی کی شرط اور قید موجود ہے لہذا بلا قید اور بلا کسی شرط کے ہونے کے اسے اظہار مطلق کہتے ہیں-

۱۳؎ جمہور اہل اداء اور اکابر آئمہ تجوید کا مذہب یہی رہا ہے کہ نون ساکنہ وتنوین کا لام وراء میں ادغام تام بلا غنہ ہی ہے- علامہ جزری فرماتے ہیں کہ ہمارے دور میں امصار وبلاد کے اساتذہ ومشائخ کا اسی پر عمل تھا- (النشر ص۲۲ ج۲)

۱۴؎ نون ساکنہ وتنوین کو میم سے بدل کر غنہ اور اخفاء کے ساتھ پڑھنا یہ بدلنا اس وقت ہوتا ہے کہ نون یا تنوین کے بعد باء آ جائے خواہ ایک کلمہ میں ہو یا دو میں جیسے سُنْۢبُلَةٍ- مِنْۢ بَیْنِ- عَلِیْمٌۢ بِالظّٰلِمِیْنَ وغیرہ-

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چوتھا حکم اخفاء ہے-۱۵ اخفاء اور غنہ میں حقیقتاً فرق ہے اگر چہ دونوں صوتاً سننے میں ایک جیسے معلوم ہوتے ہیں-غرض ان تیرہ حروف مذکورہ کے ماسوا اور جوکوئی حرف باقی پندرہ حروف میں سے آئے گا تو یہ اخفاء کر کے پڑھے جائیں گے- اخفاء کہتے ہیں درمیان اظہار اور ادغام کی حالت کو یعنی ناک میں آواز ایک الف کے برابر پوشیدہ کر کے پڑھنے کو-۱۶ اور ان حروف کی دو چار مثالیں دے دی جاتی ہیں- نام اس کا اخفاء حقیقی ہے جیسے وَاَنْتُمْ- عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ- مِنْ قَبْلُ- قَوْمًا ظَلَمُوا- عُمْيٌ فَهُمْ- شَيْءٍ قَدِيْر وغیرہ وغیرہ-

فصل (۶) مداصلی کے بیان میں

بیان مداصلی ذاتی

واؤ اور یاء ساکنین ماقبل حرکت موافق یعنی واؤ سے پہلے پیش اور یاء سے قبل زیر ہو اور الف ہمیشہ ساکن ماقبل زبر ہوے۱۷ اور یہ تینوں بے ضغطہ ہوں تو ان کو حروف مدہ کہتے ہیں- مقدار ان کی ایک الف ہے- یعنی جتنی دیر میں ایک الف پڑھ لے جیسے نُوْحِيْهَا- وَاُوْتِيْنَا بخلاف ہمزہ کے کہ کبھی ساکن کبھی متحرک مگر ہمیشہ ضغطہ یعنی جھٹکے کے ساتھ ادا ہوا کرتا ہے جیسے مَاْكُوْلٍ اور شَاْنٍ میں ہمزہ ہے- جو بصورت الف ہے اور يُؤْمِنُوْنَ- اَلذِّئْبُ اور اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وغیرہ ہے اور ہمزہ کو الف کہنا مجازاً۱۸ ہے-

---

۱۵ یعنی نون کو بلا تشدید غنہ کے ساتھ اس طرح پڑھا جائے کہ اس کی آواز اظہار کی طرح صاف نہ سنائی دے- یہ اس وقت ہوگا کہ نون ساکنہ وتنوین کے بعد (حروف حلقی يَرْمَلُوْنَ اور باء کے علاوہ) باقی حرفوں میں سے کوئی حرف آئے- خواہ ایک کلمہ میں یا دو میں- اس کو اخفاء حقیقی کہتے ہیں- جیسے مِنْ قَبْلِكَ- كُنْتُمْ- شَيْءٍ قَدِيْرٌ-

۱۶ اخفاء میم میں بھی ہوتا ہے مگر وہ اتنا قوی نہیں جتنا نون میں قوی ہے گویا اخفاء اصلی اور حقیقی طور پر نون ہی میں ہوتا ہے کیونکہ خیشوم (ناک کا بانسہ) طرف لسان اور تالو سے ہونٹوں کے مقابلہ میں زیادہ قریب ہے لہٰذا بمقابلہ میم کے نون میں اخفاء اور غنہ زیادہ کامل ہے-

۱۷ الف کی ہمیشہ یہی ایک حالت ہوتی ہے یعنی ساکن بے جھٹکے اور ماقبل مفتوح-

۱۸ متقدمین کی اصطلاح میں ہمزہ کو الف بھی کہتے ہیں لہٰذا ہمزہ کو الف کہنا غلط نہیں ہے گو متاخرین کی اصطلاح کے خلاف ہے- ہمزہ کا مخرج محقق ہے اور الف کا مقدر اور دونوں حروف کی صفتوں میں بھی تغایر ہے-

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور ایسا ہی اصطلاح قراء میں واؤ اور یاء ساکن ماقبل ان کے زبر ہو اور بے ضغطہ ہوں تو حرف لین کہلاتے ہیں حروف مدولین علی الاصل باریک ہوں- الف کے ماقبل اگر پر حرف ۱۱۹ نہیں تو بے شک باریک پڑھا جائے گا-۱۲۰ مگر اس قدر ترقیق نہ ہونی چاہیے کہ امالہ صغری ہو جائے- الف مرقق اور امالہ صغری میں فرق ہونا چاہیے- یہ تو نہیں ہے کہ دونوں ایک ہیں جیسے وَالصَّيْفِ- مِنْ خَوْفٍ وغیرہ-

فصل (۷) مداصلی کے احکام میں

احکام مداصلی ذاتی

مد کے معنی لغت میں دراز کرنے کے ہیں ۱۲۱ اور اصطلاح قراء میں آواز کا بڑھانا حروف مدہ یا لین میں ہے-

مد کی دو قسمیں ہیں (۱) اصلی ۱۲۲ اور (۲) فرعی

---

۱۱۹ الف سے پہلے آنے والے موٹے حروف ایک تو سات مستعلیہ جن کا مجموعہ خُصَّ ضَغْطٍ قِظْ ہے اور ہمیشہ پر ہی ہوتے ہیں اور دو حرف لام وراء جن میں تفخیم عارضی طور پر پیدا ہو جاتی ہے (ان دونوں کی تفخیم کے قاعدے گزر چکے ہیں) خلاصہ یہ کہ مفخم حروف دس ہیں سات مستعلیہ جن کی تفخیم صفت لازمہ ہے اور تین حروف لَارْ جن کی تفخیم عارضی ہے- مگر الف سے پہلے الف نہیں آسکتا اس لیے ان دس حرفوں میں سے نو ہی الف سے پہلے آسکتے ہیں-

۱۲۰ الف ہمیشہ ساکن ماقبل مفتوح ہوتا ہے اور ہمیشہ لفظ کے درمیان یا آخر میں ہوتا ہے- اس سے پہلے زبر والا حرف اگر موٹا ہو تو الف بھی موٹا ہوتا ہے جیسے قَالَ- رَانَ- اَللّٰهُ- شَطَطًا اور اگر الف سے پہلے زبر والا حرف باریک ہو تو الف بھی باریک ہوگا- جیسے كَانَ- كِتَابٌ وغیرہ-

۱۲۱ اصطلاح میں کہتے ہیں "حروف مد میں سے کسی حرف پر آواز دراز کرنا" اور حروف لین پر جو بعض صورتوں میں مد ہوتا ہے وہ حروف مدہ کے ساتھ مشابہت کی وجہ سے ہوتا ہے-

۱۲۲ مداصلی وہ مد جس کے بغیر اس حرف بد کی ذات باقی نہ رہے (جیسے حضرت مؤلفؒ نے مثالوں سے بتایا) یہ حرف مد کی اپنی ذاتی مقدار ہوتی ہے- اسی لیے کسی سبب پر موقوف نہیں- بلکہ حرف مد کا وجود ہی اس پر موقوف ہوتا ہے- حرف مد تین ہیں جو لفظ نُوْحِيْهَا میں جمع ہیں- مداصلی کی علامت یہ ہے کہ اس کے بعد ہمزہ یا کوئی حرف ساکن نہیں ہوتا- مداصلی کی مقدار بقدر ایک الف ہے یعنی اس قدر کھینچنا کہ دو حرکتیں ادا ہو جائیں- ان دو حرکتوں میں سے ایک حرکت تو اس حرف کی حرکت سمجھنی چاہیے جو حرف مد سے پہلے ہوتا ہے اور دوسری حرکت کے مساوی یہ حرف مد ہوگا-

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مد اصلی : وہ ہے جو کسی سبب پر موقوف نہ ہو یعنی بعد حرف مد کے ہمزہ یا سکون اصلی دائمی یا عارضی وقفی نہ ہو بلکہ ان کا غیر ہو اور اسی مد اصلی کو مد طبعی [۱۲۳] اور ذاتی بھی کہتے ہیں کیونکہ بغیر اس کے لفظ کی اصل بناء ٹوٹ جاتی ہے جس لفظ میں یہ مد ہو گا اس میں کمی کرنے سے وہ لفظ غلط یعنی معنی متغایر یا ناقص یعنی مہمل ہو جائے گا۔

جیسے مَا اور لَا میں۔ مثلاً لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ میں اگر مد اصلی نہ کیا جائے گا تو لَيُكَلِّفُ اللّٰهُ اور اَلرَّحْمٰن اَلرَّحْمَن ہو جائے گا۔ علی ہذا القیاس واؤ يُوْقِنُوْنَ مد چھوڑنے سے يُقِنُوْنَ ہو جائے گا۔ اور یاء اَلَّذِيْنَ میں مد چھوڑنے سے اَلَّذِنَ ہو جائے گا۔

فصل (۸) مد فرعی کے احکام میں

دوسرا مد فرعی [۱۲۴] ہے اور یہ وہ مد ہے جو کسی سبب پر موقوف ہو یعنی بعد حروف مدہ ذاتی و اصلی کے حرف ہمزہ یا ساکن اصلی دائمی یا ساکن وقفی عارضی ہو۔

مد فرعی کی تین قسمیں ہیں (۱) واجب (۲) جائز (۳) لازم

مد واجب وہ ہے کہ بعد حرف مد کے اسی کلمہ میں حرف ہمزہ ہو جیسا کہ سَوَآءٌ۔ سُوْٓءٍ۔ وَالْمَلٰٓئِكَةُ۔ لِيَسُوْٓءُا وُجُوْهَكُمْ۔ سِيٓـئَتْ وغیرہ اور اس کو مد متصل [۱۲۵] بھی کہتے ہیں۔ مقدار اس کی تین الف یا چار الف

---

۱۲۳ اس کو مد طبعی اس لیے کہتے ہیں کہ طبع سلیم والا آدمی اس کی اپنی اور ذاتی مقدار کو باقتضاء طبیعت صحیح ادا کر لیتا ہے۔ اصلی مقدار میں زیادتی یا کمی اس کو کھٹکتی اور اجنبی محسوس ہوتی ہے۔

۱۲۴ وہ مد جو مد اصلی پر کسی سبب سے زائد ہو۔ مد فرعی کی تین شرائط ہیں (۱) واؤ ساکن ماقبل مضموم (۲) یاء ساکن ماقبل مکسور (۳) الف ساکن ماقبل مفتوح ان تینوں کو شرط مد یا محل مد کہا جاتا ہے۔ مد اصلی اور فرعی میں سے اول اصلی ہے اور ثانی فرعی۔ اس لیے کہ وہ سبب کے پائے جانے پر موقوف ہے بخلاف مد اصلی کہ وہ کسی سبب پر موقوف نہیں۔
علامہ جزریؒ نے نشر میں فرمایا ہے ”حرف مد کو مد طبعی سے زیادہ ایک مقررہ اور مطلوب زیادتی کے ساتھ بڑھا کر پڑھنا“۔ (النشر ص ۳۱۳ - ج ۱)

۱۲۵ مد متصل اس لیے کہا جاتا ہے کہ اس میں سبب مد یعنی ہمزہ ایک ہی کلمہ میں ہونے کی وجہ سے حرف مد کے ساتھ متصل ہوتا ہے جیسے جَآءَ۔ قُرُوْٓءٍ۔ اَلنَّبِيٓءُ۔ اور مد واجب اس لیے کہتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کے (بقیہ آئندہ صفحہ پر)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے۔ پانچ تک بھی آیا ہے جس کو چاہے اختیار کرے۔ اور توسط کی مقدار تین الف یا دو الف ہے اور قصر کی مقدار بہرحال ایک ہی الف ہے۔

دوسرا مد جائز ۱۲۶ ہے اور اس کی تین اقسام ہیں۔

(۱) مد منفصل کہ حرف مدہ ایک کلمہ کے آخیر میں ہو اور ہمزہ دوسرے کلمہ کے اول میں ہو اور دونوں کلموں کو ملا کر پڑھے۔ یہ شرط ہے جیسے اِنَّآ اَعْطَيْنَا۔ اَلَّذِيٓ اَطْعَمَهُمْ۔ قَالُوٓا اٰمَنَّا۔ اور اگر ایسا نہ کیا بلکہ اول کلمہ پر وقف کرلیا جیسے قَالُوْا اور اَلَّذِيْ پر وقف کرلیا تو یہ مد نہ پایا جائے گا اور اسی وجہ سے اس کو مد جائز بھی کہتے ہیں ۱۲۷ جب یہ مد منفصل پایا جائے گا تو حضرت حفص رضی اللہ تعالی عنہ کی روایت میں جس کو ہم پڑھتے ہیں مد کرنا ضروری ہے یہ جائز نہیں ہے کہ قصر یا توسط کرے۔ مقدار اس مد کی بھی چار الف یا تین الف ہے اور مد متصل سے اس کو زیادہ کرنا کسی حالت میں جائز نہیں ہے۔ ۱۲۸ علیٰ طریقۃ الشاطبیہ میں اور علیٰ طریقۃ الطیبہ میں قصر بھی ہے۔ ۱۲۹

(گزشتہ سے پیوستہ) دور مبارک سے آج تک تمام قراء اس مد پر متفق ہوئے ہیں۔ امام فن علامہ جزریؒ فرماتے ہیں کہ میں نے باوجود تتبع کے متصل میں قصر کسی بھی قراءت صحیحہ یا شاذہ میں نہیں پایا بلکہ روایت صحیحہ میں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے اس کے مد ہونے پر نص ملتی ہے۔ (طبرانی)

۱۲۶ جب حرف مد ہمزہ سے منفصل ہو کہ حرف مد ایک کلمہ کے آخر میں ہو اور ہمزہ مابعد والے کلمہ کے شروع میں ہو تو وہ مد جائز ہے۔

۱۲۷ سبب مد کے دوسرے کلمہ میں ہونے کی وجہ سے منفصل اور قراء میں اس کے مد فرعی ہونے نہ ہونے میں اختلاف کی وجہ سے اس کو مد جائز کہتے ہیں۔

۱۲۸ جمہور مشائخ کے یہاں امام عاصم کے لیے مد متصل و منفصل کی مقدار مع مد اصلی کے چار الف ہے اور بغیر مد اصلی کے تین الف۔ اور صقلیؒ کے یہاں بغیر مد اصلی کے دو الف اور مع مد اصلی تین الف ہے اور جمہور عراقیین کے یہاں تیسرا قول ملتا ہے جس کو حضرت مؤلفؒ نے ذکر نہیں کیا کہ بغیر مد اصلی کے ڈھائی الف اور مع مد اصلی کے ساڑھے تین الف۔ علامہ جزریؒ نے اسی کو اعدل و انسب قرار دیا ہے۔

۱۲۹ بطریق علامہ جزریؒ حفصؒ کے لیے مد و قصر میں خلف ہے۔ اور بطریق علامہ شاطبیؒ صرف مد ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۲) دوسری قسم مد جائز کی مد بسکون عارض ہے اور دوسرا نام مد وقفی ۱۳۰؎ بھی ہے کہ بعد حرف مد کے کوئی ساکن بسکون عارض یعنی بوجہ وقف کے ہو کر جمع ہو جائے جیسے رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ - سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ - عَزِيْزُ الْغَفَّارِ وغیرہ - مقدار اس کی تین الف اور دو الف اور ایک الف ہے یعنی طول - توسط - قصر تینوں اس میں جائز ہیں - ۱۳۱؎

(۳) تیسری قسم مد جائز کی مد لین بسکون عارض یعنی حرف لین اور سکون وقفی کا اجتماع ہو جائے ۱۳۲؎ جیسے رَبَّ هٰذَا الْبَيْتِ اور مِنْ خَوْفٍ اور اس کو لین وقفی بھی کہتے ہیں مقدار اس کی بھی تین ہے یعنی قصر اور توسط اور طول - طول تین الف کے برابر - توسط دو الف کے برابر اور قصر ایک الف کے برابر ہے - مد بسکون عارض اور لین بسکون عارض میں فرق اتنا ہے کہ اس میں طول اولیٰ ہے پھر توسط پھر قصر بخلاف لین بسکون عارض کے کہ اس میں قصر کرنا اولیٰ ہے پھر توسط پھر طول - یہ تینوں قسمیں مد جائز کی مع اپنی مقدار کے پوری ہو گئیں -

---

۱۳۰؎ یہ مد جائز کی دوسری قسم مد عارض کا بیان ہے یعنی مد جائز یہ بھی ہے کہ حرف مد کے بعد والے حرف کو وقف کی وجہ سے سکون عارض ہو جائے - خواہ یہ سکون کسی طرح کا ہو یعنی وقف بالاسکان المحض ہو یا بالاشمام ہوا احتراز ہو گیا -

۱۳۱؎ اس میں بھی طول - توسط اور قصر تینوں جائز ہیں طول کی وجہ یہ کہ اجتماع ساکنین میں یہ لازم کے مشابہ ہے لہٰذا اس کے مثل طول کیا گیا - چونکہ سکون اصلی نہیں بلکہ عارضی ہے لہٰذا مد کی اس مقدار سے جو مد لازم کی تھی کم درجہ کا مد یعنی توسط بھی جائز ہوا اور چونکہ یہ سکون وقف کی وجہ سے ہے اور وقف میں اجتماع ساکنین جائز ہے جیسے اَلْقَدْرِ ○ وَالْفَجْرِ وغیرہ میں لہٰذا اجتماع ساکنین کی ثقالت کالعدم سمجھی گئی اور قصر بھی جائز ہوا -

۱۳۲؎ حروف لین حرف مد کے مشابہ ہیں - اور مشابہت کی وجہ سے حروف لین میں بھی مد کے احکام جاری ہوتے ہیں لہٰذا اگر حروف لین کے بعد سکون عارض ہو جیسے لَاخَوْفٌ - لَاضَيْرُ تو مشابہت مذکورہ کی وجہ سے اس میں بھی طول - توسط اور قصر تینوں جائز ہیں - بشرطیکہ وقف بالاسکان یا بالاشمام ہو وقف بالروم میں صرف قصر ہوگا - مد عارض اور مد لین عارض میں اتنا فرق ہے کہ اول میں طول پھر توسط پھر قصر بہتر ہے - اور مد لین میں اس کے برعکس اول قصر کا درجہ ہے پھر توسط کا اور پھر طول کا - کیونکہ محل مد حقیقتاً حرف مد نہیں بلکہ مشابہ مد ہے -

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تیسری قسم مدفرعی کی مدلازم ہے اگر بعد حرف مد کے سکون اصلی اور لازمی دائمی پایا جائے۔۱۳۳ سکون اصلی وہ ہے کہ خواہ اس لفظ پر وقف کریں یا بعد والے لفظ سے ملا کر پڑھیں بہر حال وہ سکون حرف مد کے ساتھ ہمیشہ پایا جائے۔تو اس کو مدلازم کہتے ہیں۔

اس کی چار قسمیں ہیں۔

(۱) چونکہ یہ سکون اصلی اور حرف مد کا اجتماع کلمہ میں ہوگا یا حروف مقطعات اوائل سور میں ہوگا پھر یہ سکون محض سکون ہی ہوگا یا مشدد ہو کر ہوگا بہر حال اگر کلمہ میں ہے اور مشدد ہے تو کلمی مثقل ۱۳۴ ہے۔ جیسے دَآبَّةٍ۔ تَامُرُوْنِّیْ وغیرہ۔

(۲) اور اگر صرف سکون ہے تو کلمی مخفف ۱۳۵ ہے جیسے آلْــٰٔنَ - یہی ایک لفظ کئی جگہ آیا ہے۔

(۳) تیسرے حرفی مثقل ۱۳۶ ہے جیسے الٓمّٓ- طٰسٓمّٓ لام تو حرفی مثقل ہے اور میم حرفی

---

۱۳۳ مدلازم اور مد واجب ہونا صرف فرق اصطلاحی ہے ورنہ لغوی معنی کے اعتبار سے دونوں میں کوئی فرق نہیں۔ دونوں مد ضروری ہیں۔قراء میں سے کسی کے یہاں بھی ان میں قصر جائز نہیں۔ دونوں میں قصر پڑھنا لحن قبیح اور صریح غلط ہے حاصل یہ کہ لغوی معنی کے اعتبار سے ہر ایک مدلازم اور مد واجب ہے کیونکہ لغوی معنی کے اعتبار سے دونوں کے ایک ہی معنی ہیں یعنی ایسا مد کہ جس کا ترک جائز نہیں (نہایۃ القول المفید) گویا لازم تو فنی اصطلاح ہے مگر واجب شرعی اصطلاح ہے جس کا ثبوت دیگر شرعی احکام کی طرح طبرانی کی حضرت عبداللہ بن مسعود والی حدیث سے ہوا (سمعناہ عن الاستاذ المرحوم)

۱۳۴ مختصر لفظوں میں تعریف اس طرح یاد رکھیں تو آسانی ہوگی ''حرف مد کے بعد والے حرف پر تشدید ہو حرف مد کلمہ میں واقع ہو تو وہ مدلازم کلمی مثقل ہوتا ہے۔'' جیسے اَتُحَآجُّوْنِّیْ وغیرہ۔

۱۳۵ مدلازم کلمی مخفف کی تعریف اس طرح یاد کریں ''حرف مد کے بعد والے حرف پر سکون اصلی ہو اور یہ حرف مد کلمہ قرآنی میں ہو'' نیز واضح ہو کہ تمام قرآن میں (بروایت حفصؒ) مدلازم کلمی مخفف کی مثال صرف یہی ایک لفظ آلْئٰنَ ہے جو سورۃ یونس میں دو جگہ آتا ہے۔

۱۳۶ مختصر تعریف یوں یاد کیجیے ''حرف مد کے بعد والا حرف اگر مشدد ہو اور یہ حرف مد مقطعات میں ہو تو وہ مدلازم حرفی مثقل ہے۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مخفف ۱۳۷ ہے-

(۴) چوتھے مخفف حرفی مخفف ۱۳۸ جیسے قٓ وَالْقُرْاٰنِ الْمَجِیْدِ- نٓ وَ الْقَلَمِ- یٰسٓ وغیرہ اور مانند طٰہٰ، غیرہ کے کہ ان میں صرف مد ذاتی ہی ہوگا- مد فرعی کے احکام سے ان کو کوئی تعلق نہیں ہے مقدار مد لازم کی چار الف یا تین الف ہے اس سے کم جائز نہیں ہے ہاں حرف ۱۳۹ عین جو کٓھٰیٰعٓصٓ اور حٰمٓ عٓسٓقٓ میں ہے- اس میں طول توسط قصر تینوں جائز ہیں- مگر ہر قول موجب چونکہ مد لین لازمی ہے اس میں بھی طول افضل اور اولی ۱۴۰ ہے اور اس کو عَیْنِ مَرْیَمَ اور عینِ شوریٰ کہتے ہیں اور ایسا ہی سورۃ آل عمران کے شروع میں لفظ الٓمٓ پر اگر وقف نہ کریں اور میم کو لفظ اللہ کے ساتھ ملا کر پڑھیں تو اجتماع ساکنین علی غیر حدہ کی وجہ سے میم ساکنہ مفتوح پڑھی جائے گی تو میم میں اس وصل کی حالت میں قصر اور طول دونوں جائز ہیں- ۱۴۱

الٓمٓ اللّٰہُ جس کے ہجے یوں ہوں گے م ی زیر مِیْ- م ل زبر مَلْ مِیْمَلْ اور بعض پڑھنے والے جو اس طرح پڑھتے ہیں مِیْمْ مَلْ یہ غلط ہے-

---

۱۳۷ میم ساکن کے قواعد میں آپ پڑھ چکے ہیں کہ اگر میم ساکن کے بعد میم ہو تو وہاں ادغام ہوگا اور ادغام کی وجہ سے میم مشدد ہو جائے گا اسی قاعدہ کے مطابق لام کی میم کا میم کی پہلی میم میں ادغام ہوا اور تشدید آئی ہے- اسی طرح طٰسٓمٓ کہ اصل میں طٰ سِیْنْ مِیْمْ ہے بقاعدہ یرملون نون کا میم میں ادغام ہو کر تشدید آ گئی ہے اور اس طرح سین میں مد لازم حرفی مثقل پایا گیا-

۱۳۸ حرف مدہ حروف مقطعات میں ہو اور بعد والے پر سکون اصلی ہو جیسے الٓمٓ میں میم-

۱۳۹ مد لازم لین کی مثال تمام قرآن میں صرف حرف عین ہے اور جو دو جگہ مریم اور شوریٰ کے مقطعات میں واقع ہے-

۱۴۰ طول افضل ہے ابن مجاہد اور اکثر اکابر اہل ادا کا یہی مذہب ہے توسط بھی جائز ہے بلکہ ابن غلبون- مکی اور ایک جماعت یہی پسند کرتے ہیں اور قصر بھی جائز ہے- (نہایۃ القول المفید ص ۱۳۰)

۱۴۱ آل عمران کے شروع مقطعات پر اگر وقف نہ کیا جائے تو حرف میم میں طول و قصر دو وجہ تمام قراءتوں میں صحیح ہیں- توسط صحیح نہیں- وصل میں میم پر فتحہ پڑھا جائے گا- میم میں چونکہ سکون اصل ہے اور فتحہ عارضی ہے- اصل کا اعتبار کرتے ہوئے اور عارضی فتحہ کو کالعدم شمار کرتے ہوئے طول کیا گیا اور عارضی حالت کا اعتبار کرتے ہوئے قصر جائز ہوا-

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خلاصہ : اقسام مد کے اتنے ہیں مد ذاتی سو اس میں سے تو کوئی بحث نہیں مد فرعی کی اتنی قسمیں ہیں۔

(۱) مد متصل (۲) مد منفصل (۳) مد بسکون عارض لین (۴) مد بسکون عارض (۵) مد لازم کلمی مثقل (۶) مد لازم کلمی مخفف (۷) مد لازم حرفی مثقل (۸) مد لازم حرفی مخفف

علاوہ ان کے اور جو اقسام مد کے ہیں[۱۴۲] ان کو روایت حفص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے تعلق نہیں اس لیے نہیں بیان کیے جاتے۔

فائدہ: الف کی مقدار معلوم کرنے کے کئی طریقہ ہیں چاہے الف کا تلفظ کر لے یا لکھ لے یا انگلی کھول لے یا بند کر لے[۱۴۳] یہ سب معتبرہ سے ہیں۔مگر استاذ مشاق کے سامنے ہونا بھی ضروری ہے اور یہ شرط ہے ورنہ معتبر نہیں۔

نقشہ صفات محلیہ عارضیہ

۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸
ء	ا	و	ی	ن	م	ل	ر
ترقیق	مدیہ	مدیہ	مدیہ	غنہ اصل	غنہ اصل	ترقیق اصل	تفخیم اصل
تحقیق	ترقیق	لینیہ	لینیہ	اظہاری حلقی	اظہار شفوی	تفخیم عارضی	ترقیق عارضی
ابدال	تفخیم	ترقیق	ترقیق	ادغام مع الغنہ	ادغام مع الغنہ	-	-
تسہیل قریب و	امالہ کبریٰ و	تفخیم علی	--	ادغام بلا غنہ	اخفاء شفوی	-	-

[۱۴۲] مطولات فن میں مد کی بہت سی قسمیں لکھی ہیں بعض نے چودہ۔بعض نے سولہ اور بعض نے چھبیس تک لکھی ہیں۔لیکن انواع کا یہ تعدد بعض دیگر قراءتوں کے لحاظ سے ہے۔حضرت مؤلف ؒ نے جو مدود اوپر تحریر فرمائے ہیں انہیں کو اصل سمجھنا چاہیے باقی سب انہی کی فروع ہیں۔

[۱۴۳] قریب قریب تمام شراح و مصنفین نے ایک الف کی مقدار معلوم کرنے کے لیے کھلی انگلی کو بند کرنے یا بند کو کھولنے کی دیر کے ساتھ اندازہ کرنے کا طریقہ مقرر کیا ہے۔ترتیل میں بتدریج کھولنے اور بند کرنے کے ساتھ اور حدر میں بسرعت کھولنے اور بند کرنے کے ساتھ معیار سمجھنا چاہیے۔لیکن ساتھ ہی یہ حضرات فرماتے ہیں اور بجا فرماتے ہیں اور حضرت مؤلف ؒ کا بھی یہی ارشاد ہے کہ یہ محض ایک اندازہ ہے حقیقی اور مضبوط معیار ماہر مشاق سے کافی استفادہ پر ہی معلوم ہو سکتا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸
بعید	صغریٰ	الاختلاف				-	-
اثبات	اثبات	غیر مدہ و غیر لین	غیر مدہ و غیر لین	اقلاب	--	-	-
حذف	حذف	اثبات	اثبات	اخفاء حقیقی	--	-	-
--	--	حذف	حذف	----	--	-	-

باب (۴) دربیان وقوف قرآن شریف

فصل (۱) وقف کے بیان میں

دربیان کیفیت وقف

وقف[۱۴۴] کے معنی ہیں لغت میں کسی چیز سے رک جانا اور قراء کی اصطلاح میں ہر کلمہ غیر موصول کے آخری حرف پر سانس توڑنا سکون کے ساتھ۔ موصول کہتے ہیں اس کلمہ کو جو بعد والے کلمہ سے ملا ہوا لکھا ہو ان کو الگ الگ کر کے پڑھنا لکھنا درست نہ ہو اور اگر کلمہ کے بیچ کے حرف پر یا اول کے حرف پر سانس توڑا سکون کے ساتھ یا کلمہ کے آخر ہی میں حرف پر سانس تو توڑا مگر سکون کے ساتھ نہیں یعنی جو حرکت کہ موجود تھی اسی پر سانس توڑ دیا یا یہ کلمہ کا آخری حرف بھی ہے اور ساکن بھی کر دیا مگر سانس نہیں توڑا جو وقف سے مطلوب ہے وقف کا جز و اعظم ہے تو ان تینوں صورتوں میں وقف نہ ہوگا وقف وہی ہے کہ کلمہ آخر حرف ہو اور ساکن کرنے کے ساتھ سانس بھی توڑے غرض ان تینوں امور میں سے اگر ایک بھی نہ ہوا تو وقف نہ ہوگا اور اس کو وقف سمجھنا سخت غلطی ہے۔

---

۱۴۴ وقف کے معنی ٹھہرنے کے ہیں اور اصطلاح میں اس کی تعریف ہے "کلمہ غیر موصول کے آخر میں سانس لے کر ٹھہرنا" یعنی پہلی بات تو یہ ہے کہ وقف کلمہ کے آخر میں ہوتا ہے درمیان میں وقف کرنا صحیح نہیں مثلاً لفظ قَالُوْا پر وقف کرنا تو صحیح ہے مگر قَا پر وقف صحیح نہیں۔ دوسری بات یہ کہ قرآن میں بعض جگہ کئی کئی لفظوں کو ملا کر لکھا ہے وہ عربی کے اعتبار سے اگرچہ کئی جدا جدا لفظ ہیں مگر ملا کر لکھے ہوئے ہونے کی وجہ سے ایک ہی لفظ کے حکم میں ہیں مثلاً اَیْنَمَا اگرچہ عربی کے اعتبار سے دو لفظ ہیں ایک اَیْنَ اور دوسرا مَا لیکن ملا کر لکھے ہوئے ہونے کی وجہ سے اَیْنَمَا کے الف پر تو وقف صحیح ہے مگر اَیْنَ کے نون پر وقف صحیح نہیں' ایسے کلمات کو موصول کہتے ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ساکن کر دینا بلا سانس توڑے ہوئے تغییر اعراب محلی ہے اور ایسا ہی حرکت پر سانس توڑ دینا وقف اور وصل میں فرق نہ کرنا ہے جو آپس میں ایک دوسرے کے مقابل ہیں اور اگر کسی پڑھنے والے نے کلمہ کے بیچ کے حرف پر یا کلمہ کے اول حرف پر ہی وقف کر دیا تو اس کا بے معنی ہونا اور کلمہ کا محرف ہو جانا کٹ جانا بالکل ظاہر ہے افسوس کہ اس میں بھی لوگ بہت ہی بے پرواہی کرتے ہیں۔ [۱۴۵]

اب اگر جس کلمہ پر وقف کیا ہے اس سے پھر اعادہ کر کے پڑھے اور جیسا کہ وسط کلمہ پر یا جو کلمہ دوسرے کلمہ سے موصول ہو ملا ہوا لکھا ہو اس پر وقف کرنا جائز نہیں ہے مثلاً رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ کے لام یا عین پر کوئی وقف کرے۔

اسی طرح وسط کلمہ سے یا جو کلمہ دوسرے کلمہ سے یعنی اپنے ماقبل سے موصول بہ ہو اس سے اعادہ بھی جائز نہیں ہے مثل بِرَبِّ النَّاسِ کے کہ سین پر وقف کرنا اور ناس سے اعادہ کرنا۔

اور یہ بھی معلوم ہونا چاہیے کہ جس کلمہ پر وقف کرنا ہے وہ اگر ساکن ہے تو وہاں پر محض سانس [۱۴۶] توڑ دیں گے

---

[۱۴۵] معرفت وقف و ابتداء ضروری ہے حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے بیہقی کی ایک روایت صاحب منار الہدیٰ فی الوقف والابتداء نے درج کی ہے جس میں انہوں نے قرآن کے حلال و حرام سیکھنے۔ اوامر و تنبیہات کو جاننے اور وقف کہاں مناسب ہے ان باتوں کی طرف توجہ دلائی ہے۔ (منار الہدیٰ فی الوقف والابتداء ص ۴)

نیز ایک صحیح روایت میں ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ایک خطیب کو سنا وہ کہتا ہے مَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ فَقَدْ رَشَدَ وَمَنْ يَّعْصِهِمَا یہاں پہنچ کر خطیب ٹھہر گیا۔ آپؐ نے فرمایا بِئْسَ خَطِيْبُ الْقَوْمِ اَنْتَ یہ کیوں نہیں کہتے ہو وَمَنْ يَّعْصِهِمَا فَقَدْ غَوٰى۔ اس روایت سے واضح دلیل ہے کہ خطیب کے غلط جگہ وقف کرنے پر آنحضرتؐ نے اس کو عتاب فرمایا۔ جب گفتگو میں بھی وقف کی بے اعتدالی نہایت ناگوار اور بھونڈا طرز ہے تو کلام اللہ میں یہ بے اعتدالیاں کس درجہ مکروہ اور قبیح ہوں گی اور ان سے بچنا کس قدر ضروری ہے۔

ایسے ہی حضرت علیؓ نے آیت وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِيْلًا کی تفسیر میں فرمایا اَلتَّرْتِيْلُ تَجْوِيْدُ الْحُرُوْفِ وَ مَعْرِفَةُ الْوُقُوْفِ یعنی ترتیل کا مطلب حروف کی عمدہ ادا اور وقوف و ابتداء کی معرفت ہے۔ علامہ جزریؒ فرماتے ہیں کہ حضرت علیؓ کے اس قول میں دلیل ہے کہ وقف کا سیکھنا واجب ہے۔ (الاتقان للسیوطی ص ۸۳ ج ۱)

[۱۴۶] یعنی اس ساکن کو وقف میں بھی ساکن ہی پڑھا جائے گا البتہ وقف کا اثر یہ ہوگا کہ سانس لیا جائے گا مثلاً فَارْغَبْ۔ وَانْحَرْ۔ فَحَدِّثْ۔ مِنْهُمْ۔ لَهُمْ وغیرہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور اگر متحرک ہے تو ساکن ۱۴۷ کریں اور سانس توڑے۔

متحرک کی کئی قسمیں ہیں۔ متحرک مضموم یا مرفوع ہے تو وقف بالاسکان ۱۴۸ کریں اور یہ احق اور اصل وقف ہے اور اس میں وقف بالاشمام ۱۴۹ اور وقف بالروم ۱۵۰ یہ دونوں طرح سے بھی وقف کرنا جائز ہوگا۔ جیسے نَسْتَعِيْنُ۔ وَقَبْلُ۔ بَرْقٌ۔ قَدِيْرٌ وغیرہ اور اگر مکسور یا مجرور ہے جیسے يَوْمِ الدِّيْنِ اور ذُو انْتِقَامٍ اس میں وقف بالاسکان اور وقف بالروم یہ دونوں جائز ہیں۔ وقف بالاشمام جائز نہیں ہے اور اگر متحرک مفتوح ہے تو صرف وقف بالاسکان ہی ہوگا جیسے رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ اور وقف بالروم اور بالاشمام یہ دونوں جائز نہیں۔ اور منصوب منون کی حالت وقف میں تنوین الف سے بدل جائے گی۔ جیسے نِسَآءً اور هُدًى۔ نِسَآءَا

---

۱۴۷ اور وقف میں اصل اور عام طریقہ یہی ہے جس طرح ابتداء بالسکون نہیں ہوتی اسی طرح وقف بالحرکت نہیں ہوتا اوپر معلوم ہو چکا ہے کہ حرکت کاملہ پر وقف صحیح نہیں۔ وقف بالسکون کے متعلق بعض علماء کی رائے ہے کہ یہ واجب شرعی ہے جس کے فعل پر ثواب اور ترک پر عتاب ہوتا ہے اور بعض نے کہا ہے کہ یہ محض ایک فنی اور اصطلاحی ہے۔ قاری کے لیے اس کا ترک کرنا اور حرکت کاملہ پر وقف کرنا نہایت قبیح اور لائق تعزیر ہے۔ (نہایۃ القول المفید ص ۲۰۵)

۱۴۸ کلمہ کے آخری حرف کو ساکن کر کے سانس لیتے ہوئے ٹھہرنا وقف بالاسکان ہوتا ہے اور یہی طریقہ زیادہ مشہور ہے۔

۱۴۹ یعنی کلمہ کے آخری حرف کو ساکن کر کے ہونٹوں کو اس طرح گول کرنا کہ جس طرح واؤ کے ادا کرنے میں کیا جاتا ہے اس کو دیکھنے والا معلوم کر سکتا ہے۔

۱۵۰ یعنی کلمہ کے آخری حرف پر اس طرح سانس توڑنا کہ تھوڑی سی حرکت یعنی حرکت کا تہائی حصہ باقی رہے۔ اس کو قریب والا سن سکتا ہے۔ حرکت کے تہائی حصہ سے مراد اس کی آواز کا تہائی حصہ مراد ہے چنانچہ علامہ شاطبیؒ فرماتے ہیں۔

وَرَوْمُكَ اِسْمَاعُ الْمُحَرَّكِ وَاقِفًا بِصَوْتٍ خَفِيٍّ كُلَّ دَانٍ تَنَوَّلَا

یعنی حالت وقف میں حرکت کو ایسی خفی آواز میں پڑھنا کہ صرف قریب بیٹھنے والا ہی سن سکے۔ نیز فوائد مکیہ میں ہے ''حرکت کو خفی آواز سے پڑھنا روم ہے۔'' (نیز دیکھو نہایۃ القول المفید ص ۲۰۵ بیان انواع الوقف علی اواخر الکلم)

یاد رہے کہ وقف بالاسکان ہر حرکت میں ہوتا ہے۔ جبکہ وقف بالروم صرف زیر اور پیش میں ہوتا ہے اور وقف بالاشمام صرف پیش میں ہوتا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور هُدًى ہو جائے گا یعنی ایک زبر پڑھا جائے گا اور ایک زبر الف ہو جائے گا اس کو مدعوض ۱۵۱ کہتے ہیں۔

اشمام کہتے ہیں حرف موقوف کو ساکن کرتے ہی معاً ہونٹوں سے ضمہ کی طرف اشارہ کرنا مگر شفتین کو بلا ملائے ہوئے اور وقف اشمام کو قریب کا بینا شخص معلوم کر سکتا ہے۔

اور رَوْم کے معنی ہیں حرکت کا تیسرا حصہ ادا کرنا یعنی کچھ خفی صوت سے حرکت کو پڑھ دینا اور اس کو قریب کا متوجہ آدمی سن سکتا ہے۔

تمام قرآن مجید میں نہ کہیں وقف کرنا حرام ہے اور نہ واجب ہے کہ اس کے نہ کرنے سے گناہ اور کفر ہو۔ ۱۵۲ تمام اوقاف پر سانس توڑنا وقف کرنا باوجود سانس ہونے کے ایسا نہ کرنا چاہیے۔ قاری کی مثال مسافر کی سی ہے اور اوقاف کو مثل منازل کے لکھتے ہیں تو جیسا کہ ہر منزل پر بلا ضرورت ٹھہرنا فضول اور وقت کا ضائع کرنا ہے ایسا ہی ہر جگہ وقف کرنا بلا ضرورت اعتقاد یہ وغیرہ فعل عبث ہے۔ ۱۵۳ جتنی دیر وقف کرے گا اتنی دیر میں ایک دو کلمے قرآن مجید کے ہو جائیں گے۔ جس کی فضیلت ظاہر ہے۔

---

۱۵۱ یعنی چونکہ یہ منصوب منون الف سے تبدیل ہو جاتا ہے لہذا یہ تنوین کا عوض ہوا۔ اس وجہ سے اسے مدعوض کہا گیا۔

۱۵۲ علامہ جزریؒ نشر میں فرماتے ہیں ''ائمہ ادا کا یہ فرمانا کہ وقف وابتداء فلاں جگہ جائز ہے اور فلاں جگہ ناجائز ہے اس سے ان کی مراد فن ادا سے متعلق جواز ہوتا ہے کہ قرآءت میں یہ بہتر ہے اور تلاوت میں باعث رونق ہے اور یہ مطلب نہیں کہ اس جگہ وقف یا ابتداء حرام ہے یا مکروہ ہے یا مرتکب ہونے والا گناہ گار ہے۔ بلکہ اس سے ان کی مراد وہ وقف اختیاری ہے کہ جس کے مابعد سے ابتداء کی جاتی ہے نیز ان کا یہ بھی مطلب نہیں ہوتا کہ فلاں مقام پر ہرگز اور کسی حالت میں بھی وقف نہ کیا جائے۔ کیونکہ پڑھنے والا اگر ایسی نامناسب جگہ سانس کی تنگی یا اور کسی وجہ سے مثلاً تعلیم یا امتحان کی وجہ سے وقف کرنے پر مجبور ہو جائے تو بغیر کسی اختلاف کے سب کے نزدیک یہ وقف جائز ہوگا۔ البتہ پھر کسی مناسب جگہ سے اس کا اعادہ کرنا چاہیے۔ (النشر ص ۲۳۱ ج ۱)

۱۵۳ شیخ الاسلام زکریا الانصاریؒ اپنی وقف کی کتاب المقصد ص ۴ پر فرماتے ہیں۔ ''وقف میں لوگوں کا مذاق مختلف ہے بعض قطع نفس کے مواقع پر وقف کرتے ہیں بعض رؤس آیات پر۔ معتدل قول یہ ہے کہ وقف کا بہترین محل کبھی درمیان آیت میں بھی ہوتا ہے۔ اگرچہ اکثر اواخر آیات پر ہی ہوتا ہے۔ بہرحال ہر آیت کا آخر محل وقف نہیں بلکہ معانی معتبر ہیں اور سانس کو معانی کے تابع رکھنا چاہیے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

البتہ جس آیت کو مابعد سے تعلق اعرابی نہ ہو یا جہاں میم بنی ہو ایسی جگہ وقف کرنا احب ہے- پڑھنے میں ایسا اندازرکھے کہ جب سانس ٹوٹے تو کوئی آیت ہو یا م- ط وغیرہ ہوں- اور اگر سانس ان مواقع تک نہ پہنچ سکے تو وقف کر کے پھر اعادہ کر لیا جائے- اور اگر مقامات مذکورہ میں سے ہیں تو اعادہ نہ کیا کرے بلکہ آگے سے پڑھے- ۱۵۴ اور غیر اولیٰ کو اولیٰ پر ترجیح نہ دینا چاہیے یعنی آیت کو چھوڑ کر غیر آیت پر یا میم کی جگہ وصل کر کے ز وغیرہ پر وقف کرنا ہرگز ایسا نہ چاہیے- اور متحرک کی حرکت پر وقف کرنا یا کلمہ کو محض ساکن کر دینا بلا سانس توڑے ہوئے اس کو وقف نہیں کہتے اس کو وقف سمجھنا سخت غلطی اور ناواقفی ہے-

فصل (۲) وقف کی اقسام میں

بیان اقسام وقف ومحل وقف

علم قرآءت کے متعلقات میں سب سے زیادہ مشکل علم وقوف ہے اس وجہ سے کہ اس میں قرآن پاک کے معانی جاننے اور علم عربیت کے اوپر توقف ہے اسی کی سہولت کے لیے مثل اوقاف **مُصْطَلَحَہ** علامہ سجاوندیؒ وغیرہ نے بھی قرآن شریف میں ضبط کر دیئے گئے ہیں جیسا کہ **اعجام** کے ضرورت سے نقطہ اور اعراب وغیرہ دے دیے گئے تھے- مختصراً چند قاعدے کلیہ کے طور پر میں بھی عرض کیے دیتا ہوں-

وقف کی چار قسمیں ہیں:

(۱) اختیاری: جو قاری اور مقری کے درمیان بغرض کیفیت وقف بتانے کے ہوا کرتا ہے کہ کلمہ پر کس طرح وقف کیا جائے گا- جیسے تاء تانیث کہ کسی کی قرآءت میں وقف بالتاء اور کسی کی قرآءت میں وقف بالھاء ہے یا مطقوع موصول یا وقف بالروم یا وقف بالاشمام وغیرہ- غرض جو وقف اس لیے کیا جائے وہ اختیاری ہے- ۱۵۵

---

۱۵۴ معنی معلوم نہ ہو تو بہتر یہ ہے کہ وقف کی رموز یعنی علامتوں پر ٹھہرے- رموز یہ ہیں- م- ط- ج- ز- ذکر کی گئی علامتوں میں سب سے ضروری ٹھہرنا م یعنی وقف لازم پر ہے پھر ط پر پھر ج پر پھر ز پر- ان چار علامتوں پر ٹھہرے تو دھرائے نہیں آگے بڑھے اور اگر کوئی علامت نہ ہو یا لا ہو تو پیچھے سے لوٹا کر پڑھنا چاہیے-

۱۵۵ استاذ یا ممتحن کا کسی کلمہ پر کیفیت وقف پوچھنا- یعنی افادہ یا استفادہ کے لیے کسی کلمہ پر وقف کرنا پڑے- گو وہ محل وقف نہ ہو- وقف اضطراری کی اس قسم کو وقف اختیاری بھی کہہ دیتے ہیں- اختبار بمعنی آزمائش وامتحان-

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۲) وقف انتظاری: جو ایک کلمہ پر وقف کیا جاتا ہے اس غرض سے کہ جو اس میں قراء سبعہ اور عشرہ کے اختلاف ہیں وہ سب پورے پڑھ لیے جائیں جیسے وَاٰثَرَ الْحَیٰوۃَ الدُّنْیَا پر وقف کیا جائے اس غرض سے تاکہ اور سب روایتوں کو پورا کرے تو یہ وقف انتظاری ہوا۔ ۱۵۶

(۳) وقف اضطراری: جو بوجہ عجز و حصر تنفس وغیرہ کے ہوا کرتا ہے یعنی قاری جس کلمہ پر وقف کرے اس سے اگلے کلمہ کو اس سانس میں نہیں پڑھ سکتا تھا یا حصر وغیرہ لاحق ہو گیا اس کو وقف اضطراری کہتے ہیں۔ ۱۵۷

(۴) وقف اختیاری: جو بالقصد کیا جاتا ہے۔ ۱۵۸

اور اس کی چار قسمیں ہیں (۱) تام (۲) کافی (۳) حسن (۴) قبیح

(۱) تام: وہ وقف ہے کہ جس لفظ پر وقف کیا ہے اس کو بعد والے لفظ سے کوئی تعلق اعراباً اور معنیً نہ ہو جیسے نَسْتَعِیْنُ۔ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۱۵۹ بَعْدَ اِذْ جَآءَ نِیْ وغیرہ۔ اسی کو ارباب وقوف مطلق سے جس کی علامت

---

۱۵۶ کسی کلمہ پر ٹھہر کر اس کے تمام اختلافات قراءت کو جاری کرنا۔ اس کو جمع حرفی کہتے ہیں۔ پرانے زمانہ میں قراءتوں کے اختلافات جمع کر کے پڑھنے کا یہ طریقہ تھا کہ قاری پڑھنا شروع کرتا اور جب وہ ایسے کلمہ پر پہنچتا جس میں اصولی یا فرشی اختلاف ہوتا تو وہ ایک سانس میں تمام اختلاف پڑنے کے لیے اس کلمہ کو بار بار پڑھتا یہاں تک کہ اس کے تمام اختلافات کو پورا پڑھ لیتا۔ جب یہ اختلافات پورے کر لیتا تو اس کلمہ پر وقف کر دیتا۔ اگر وہاں وقف حسن یا وقف قبیح ہوتا تو ماقبل سے اعادہ کر لیتا ورنہ آگے سے ابتداء کرتا تھا اس کو وقف انتظاری کہتے ہیں۔ (غیث النفع ص ۱۲)

۱۵۷ اگر ایسی جگہ وقف کرے کہ بات تو ابھی پوری نہ ہوئی تھی کہ سانس میں تنگی ہونے کی وجہ سے کلمہ کے آخر میں ٹھہرا تو وقف اضطراری ہوگا۔

۱۵۸ وقف اختیاری کی اصطلاح ایسے موقع پر وقف کرنے کے وقت بولی جاتی ہے جہاں کلام پورا ہو جائے اور ایسے موقع پر وقف کو وقف اختیاری کہتے ہیں۔

۱۵۹ کہ شروع سورۂ بقرہ سے یہاں تک مومنین کا حال ختم ہو گیا۔ آگے کفار کا حال شروع ہوتا ہے گویا اس وقف کے ماقبل کا مابعد سے لفظی و معنوی کسی قسم کا تعلق نہیں اس لیے یہ وقف تام کہلاتا ہے۔ اسی طرح سورتوں کے اواخر پر جو وقف ہوگا وہ وقف تام ہی کہلائے گا نیز یاد رہے کہ وقف تام عموماً تو روس آیات پر ہوتا ہے اور کہیں کہیں درمیان آیت میں بھی ہوتا ہے جیسے وَمَا یَعْلَمُ تَاْوِیْلَهٗٓ اِلَّا اللّٰهُ۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ظ ہوا کرتی ہے تعبیر کرتے ہیں اور اسی کی امثال میں وہ بھی مواقع ہیں کہ جن میں پوری بے تعلقی ہے اس طرح پر کہ اگر ملا دیے جائیں تو ایہام معنی غیر مراد کا ہوسکتا ہو اسی کو وقف لازم کہتے ہیں جس کی رمز حرف (م) ہے جیسے سورۂ توبہ میں وَاللّٰهُ لَايَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ (م) اور اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهَا جَرُوْا وَجَاهَدُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِهِمْ وَ اَنْفُسِهِمْ اَعْظَمُ دَرَجَةً عِنْدَ اللّٰهِ الایہ۔

(۲) وقف کافی: اور کافی وہ ہے کہ اس لفظ موقوف علیہ کو مابعد کے لفظ سے معنوی تعلق ہو اور تعلق اعرابی نہ ہو جیسے وَمَا اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ ج هُدًى مِّنْ رَّبِّهِمْ ج يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ج اِنَّمَا نَحْنُ مُصْلِحُوْنَ وغیرہ۔[۱۶۰] اس قسم کے مواضع کو ارباب وقوف وقف جائز سے جس کی علامت (ج) ہے سے تعبیر کرتے ہیں ان دونوں کا حکم یہ ہے کہ مابعد سے ابتداء کریں اور اعادہ نہ کریں۔

(۳) وقف حسن: وہ ہے کہ لفظ موقوف علیہ کو مابعد سے تعلق[۱۶۱] اعرابیہ ضعیف پایا جاتا ہو اور حکم اس کا یہ ہے کہ اوساط آیت میں تو اعادہ ضروری ہے سرے آیت پر مابعد سے ابتداء کرے اعادہ نہ کرے جیسے رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ اور اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ہاں اگر مِمَّا پر یا رَزَقْنٰهُمْ پر وقف کیا تو اعادہ ضروری ہوگا۔

وقف حسن کی بہت سی قسمیں ہیں اسی کے مواضع پر رمز (لا) جو وقف نہ کرنے کا اشارہ ارباب وقوف نے قرار دیا ہے ہوا کرتا ہے وقف مجوز جس کی رمز (ز) ہوا کرتی ہے۔ وقف مرخص جس کی رمز (ص) ہوا کرتی ہے اسی کے افراد میں سے ہیں وغیرہ وغیرہ۔

---

۱۶۰ یعنی کوئی مضمون مسلسل کئی آیتوں میں آئے اور متعدد فقروں میں اس طرح بیان کیا گیا ہو کہ ہر فقرہ نحوی ترکیب کے لحاظ سے علیحدہ علیحدہ ہو اسی قسم کے فقروں پر وقف کو وقف کافی کہتے ہیں۔

۱۶۱ واضح ہو کہ وقف حسن اور وقف قبیح دونوں میں اتنی بات مشترک ہے کہ کلمہ موقوفہ کا مابعد سے تعلق لفظی ہوتا ہے اور تعلق لفظی، تعلق معنوی کو مستلزم ہے لہٰذا تعلق معنوی بھی ضرور ہوگا پھر دونوں میں باہم یہ فرق ہے کہ درمیان جملہ میں جہاں وقف کیا ہے اگر وہاں تک کسی نہ کسی درجہ میں بھی بات کا قدرے مفہوم واضح ہوتا ہو گو مکمل بات نہ ہو تو وقف حسن ہے اور اگر بات بالکل غیر مکمل ہے کہ کوئی مفہوم پیدا ہی نہیں ہوتا تو یہ وقف قبیح ہوگا۔ اول کی مثال جیسے اِيَّاكَ نَعْبُدُ یا اُولٰٓئِكَ عَلٰى هُدًى پر مثلاً وقف کیا جائے۔ دوسرے کی مثال جیسے وَالْعَصْرِ اِنَّ الْاِنْسَانَ یا اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ وغیرہ وغیرہ۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۴) وقف قبیح ۱۶۲ : وہ ہے کہ لفظ موقوف علیہ کو مابعد کے لفظ سے تعلق لفظیہ تو یہ ہو جیسا کہ فعل فاعل میں یا مبتداء خبر میں ہے- وقف قبیح میں معنی مراد نہیں مفہوم ہوتا اور بعض مواقع پر وقف کرنے سے خلاف معنی مراد کا سمجھا جایا کرتا ہے-

جیسے اَلْحَمْدُ پر وقف کرنا یا مَالِکِ پر وقف کرنا اور وَاِنْ کَانَتْ وَاحِدَۃً فَلَھَا النِّصْفُ وَ لِاَبَوَیْہِ یا اِنَّمَا یَسْتَجِیْبُ الَّذِیْنَ یَسْمَعُوْنَ وَالْمَوْتٰی وغیرہ جیسے مقام پر وقف کر دینا کہ اس سے خلاف معنی مراد مفہوم ہو سکتا ہے-غرض وقف قبیح اضطراراً اگر ہو جائے تو اعادہ اس میں بھی ضروری ہے تاکہ کلام کا سباق سیاق اور معنی ظاہر طور پر مفہوم ہو-

وقف تام بوجہ کلام تام ہو جانے کے ہوتا ہے علیٰ ہذا القیاس وقف کافی بھی اسی قبیل سے ہوا کرتا ہے مگر معناً ایک قسم کا تعلق مابعد سے ضرور ہوا کرتا ہے- تام اور کافی میں یہ ہی فرق ہے مگر حکم دونوں کا ایک ہے- یعنی بعد سے ابتداء کرے اعادہ نہ کرے- وقف حسن بوجہ حسن وقف کے کہا جاتا ہے گو اکثر ابتداء نہیں کی جاتی بلکہ اعادہ ہی کیا جاتا ہے- وقف قبیح بوجہ قبح معنی وغیرہ کے کہا جاتا ہے حکم ان دونوں کا یہ ہے کہ اعادہ ضروری ہے- واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ اتم-

حررہٗ محمد عبدالوحید غفرلہٗ والوالدیہ سلخ شعبان المعظم ۱۳۳۰ھ

باب (۵) فوائد متفرقہ

قواعد مفیدہ متفرقہ

فائدہ (۱): وقف میں دو چیزیں ہیں ایک کیفیت وقف کہ اس کلمہ پر کس طرح وقف کریں گے بالاشمام یا بالروم بالاثبات یا بالحذف وغیرہ جو پچھلے باب کی فصل اول میں ذکر کیا گیا اور یہ از قبیل اداء کہلاتا ہے

---

۱۶۲ ہر وہ کلمہ جو اپنے مابعد سے ایسا تعلق شدید رکھتا ہو کہ اس مابعد کے بغیر اس کلمہ کے معنی مفہوم ہی نہ ہوتے ہوں وہ وقف قبیح ہے جیسے بِسْمِ اللّٰہِ میں بِسْمِ پر وقف کرنا یا ذِکْرُ رَحْمَۃِ رَبِّکَ میں ذِکْرُ یا رَحْمَۃِ پر وقف کرنا- یا اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ میں اِھْدِنَا پر وقف کرنا- یا وَالَّتِیْ اَحْصَنَتْ فَرْجَھَا میں وَالَّتِیْ پر وقف کرنا وغیرہ وغیرہ-

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دوسرے محل وقف پہچاننا کہ اس کلمہ پر وقف کرنے سے ابتداء کریں یا اعادہ ضروری ہے ۱۶۳ یہ وقف تام ہے یا حسن وغیرہ ہے سو اس کے لیے کمال علم عربیت کی حاجت ہے اور یہ بھی معلوم ہونا چاہیے کہ یہ اوقاف سجاوندی وغیرہ ایک ترکیب نحوی کے موافق ہیں- اور اکثر اختلاف ترکیب نحوی ہے اور اختلاف قرآءت سے محل وقف مع اپنے حکم کے بدل جاتا ہے جیسے لَا رَيْبَ پر وقف کافی ہے ایک ترکیب کے موافق دوسری ترکیب کے موافق فیہ پر وقف کافی ہو جائے گا- اور يُحَاسِبْكُمْ بِهِ اللّٰهُ پر وقف تام ہے فَيَغْفِرُ میں رفع کی قرآءت موجب اور اسی پر وقف حسن یعنی عطف بیان ہو جائے گا- ۱۶۴ فَيَغْفِرْ میں جزم کی قرآءت ہے-

غرض کتب تفاسیر و وقوف میں دیکھنے سے سب مفصل معلوم ہوسکتا ہے بقدر ضروری از قبیل ادا اور کچھ عرض کر دیئے جاتے ہیں اور جواز قبیل معانی سے ہیں ان کے رموز بھی جو دال علی المعانی وغیرہ تھے وہ بھی فصل ثانی میں مختصر کا یہ کے طور پر بیان کر دیئے گئے ہیں اور تفصیل سے بیان کرنے میں یہ کتاب طویل ہو جاتی- اس وقت مقصود اختصار ہے-

---

۱۶۳ وقف وابتداء کے دو حال ہیں (ا) معرفة مايوقف عليه وما يبتدا به یعنی اس بات کو سمجھنا کہ کہاں وقف کرنا چاہیے اور کہاں سے ابتدا کرنی چاہیے- كيف يوقف و كيف يبتدا یعنی وقف وابتدا کس طرح کیے جائیں- اور اول چیز کو حضرت مؤلفؒ نے باب چہارم کی فصل ایک میں بیان فرمایا اور ابتداء کے مسائل کے متعلق اب آگے مفصل کلام فرمائیں گے-

۱۶۴ ایسا بھی ہوتا ہے کہ ایک وقف ایک قرآءت پر وقف کافی ہوتا ہے اور دوسری پر غیر کافی جیسے وَنَحْنُ لَهُ مُخْلِصُونَ پر اس قرآءت میں کہ جس میں اَمْ تَقُولُونَ کو خطاب کے ساتھ پڑھا گیا وقف کافی ہے لیکن غائب پڑھنے والوں کی قرآءت پر وقف تام ہے-

اسی طرح يُحَاسِبْكُمْ بِهِ اللّٰهُ پر ان حضرات کی قرآءت میں جو فَيَغْفِرُ اور يُعَذِّبُ کو مرفوع پڑھتے ہیں وقف کافی ہے لیکن جزم پڑھنے والوں کی قرآءت پر وقف حسن ہے- آیات کے مفہوم اور عربی ترکیب سمجھنے والے حضرات ان باتوں کو اچھی طرح سمجھ سکتے ہیں-

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فائدہ (۲): تاءتانیث[165] کہیں مربوطہ یعنی گول لکھی ہوئی ہے اور کہیں مجرورہ یعنی لمبی جیسے سُنَّةَ مَنْ قَدْ اَرْسَلْنَا اور سُنَّتَ اللّٰهِ الَّتِىْ تو جہاں جہاں گول لکھی ہوئی ہے وہ حالت وقف میں ھاء ہو جائے گی اور وقف بالاسکان ہی ہوگا وقف بالاشمام اور بالروم جائز نہیں- اور ایسا ہی حرکت عارض میں بھی وقف بالاشمام اور بالروم جائز نہیں صرف وقف بالاسکان ہی ہوگا- حرکت عارضی وہ ہے جو اجتماع ساکنین وغیرہ کی وجہ سے آ جاتی ہے جیسے وَبَشِّرِ الَّذِيْنَ- عَلَيْهِمُ الْقِتَالُ- مَنْ يَّشَاِ اللّٰهُ- مِنَ النَّاسِ- مَنْ اٰمَنَ وغیرہ-

فائدہ (۳): ھاء ضمیر[166] کے ذکر میں دو قول مروی ہیں اگر اس کے ماقبل ضمہ یا کسرہ ہو یا ماقبل اس کے واؤ مدہ یا یاء مدہ ہو جیسے وَيُعَلِّمُهُ الْكِتٰبَ- بِمُزَحْزِحِهٖ- وَمَا قَتَلُوْهُ- لَا رَيْبَ فِيْهِ تو اس میں روم اشمام نہیں کیا جائے گا اور بعضوں کا قول ہے کہ ہر حالت میں چاہے یہ حالت مذکورہ میں سے ہو یا ساکن ہو مثل وَاسْتَغْفِرُوْهُ روم اشمام کیا جائے گا اور یہ قول مجودین میں مُرَوَّج اور معمول بہا ہو رہا ہے-[167]

---

[165] قرآن مجید میں تاء تانیث کا رسم الخط دو طرح ہے ایک بصورت ھاء جس کو تاء مربوطہ یا مدورہ بھی کہتے ہیں دوسرے بصورت تاء جس کو تاء مجرورہ یا مطولہ کہتے ہیں- تاء مربوطہ پر باتفاق قراء ھاء ساکنہ سے بدل کر وقف ہوگا اور روم واشمام اس میں ناجائز ہوگا- عرب کا یہی فصیح لغت ہے لیکن قبیلہ طی اور حمیر کی لغت میں تاء تانیث پر وقف بالتاء ہوتا ہے- قرآن میں تیرہ کلمات ہیں جو اکتالیس جگہ واقع ہیں کہ ان میں تاء تانیث بصورت تاء مطولہ لکھی ہے اور قراء میں محل اختلاف بھی یہی تاءات ہیں چنانچہ مکی- بصری اور کسائی ان پر وقف بالھاء کرتے ہیں تاکہ لغت فصیحہ کے مطابق وقف ہو اور باقی حضرات اتباع رسم کی وجہ سے وقف بالتاء کرتے ہیں جو حضرات بالتاء وقف کرتے ہیں ان کے یہاں روم واشمام بھی جائز ہے لیکن جو بالھاء وقف کرتے ہیں ان کے یہاں روم واشمام نہیں ہوتا ہے-

[166] عربی کے اعتبار سے یہ واحد مذکر غائب کی ضمیر (ہ) ہوتی ہے بمعنی "اس" جیسے كِتَابُهٗ (اس کی کتاب) اس ھاء کے دو قاعدے ہیں اول اس کی حرکت کا دوم اس کو کھینچے یا نہ کھینچنے کا- حرکت کا قاعدہ تو یہ ہے کہ جس ھاء سے پہلے حرف کے نیچے زیر ہو یا اس سے پہلا حرف یاء ساکنہ ہو وہ ھاء مکسور ہوتی ہے جیسے فِيْهِ- بِهٖ ورنہ مضموم ہوتی ہے جیسے لَهٗ- وَامْرَاَتُهٗ- اَخَاهُ- رَاَيْتُمُوْهُ وغیرہ اور کھینچنے کا قاعدہ یہ ہے کہ ھاء ضمیر سے قبل اور بعد والے دونوں حروف اگر متحرک ہوں تو وہ ھاء کھینچ کر پڑھی جائے گی جیسے اِنَّهٗ فِىْ- ورنہ بلا کھینچے جیسے مِنْهُ الْاَنْهٰرُ- لَهُ الْحَقُّ

[167] قرآن میں پانچ ھاء ضمیر ہیں جو حرکت کے قاعدے کے خلاف ہیں (۱) اَرْجِهْ (۲) اَلْقِهْ کہ بجائے مکسور ہونے کے ساکن ہیں (۳) عَلَيْهُ اللّٰهَ اور (۴) وَمَا اَنْسَانِيْهُ کہ مکسور ہونے کی بجائے مضموم ہے (۵) وَيَتَّقْهِ کہ بجائے مضموم ہونے کے مکسور ہے-

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فائدہ (۴): حرف موقوف علیہ اگر حرف علت متحرک مخفف ہے اور ماقبل حرکت موافق ہے تو وقف کیا جائے گا مدطبعی کے ساتھ جس طرح وَلَقَدْ اُوْحِیَ۔ لِتَتْلُوَا۔ عَنِ النَّبَاِ۔ اور اگر حرف موقوف علیہ مشدد ہو خواہ حرف علت ہو یا حرف صحیح تو تشدید پر وقف کیا جائے گا تشدید میں کچھ نقصان نہ ہوگا۔ مفتوح ہے تو ساکن محض ہوگا جیسے اِلَیَّ۔ فَاَتَمَّهُنَّ وغیرہ اور اگر مکسور ہے تو روم بھی جائز ہوگا جیسے لُجِّيٍّ۔ فَاَتَمَّهُنَّ وغیرہ اور اگر مکسور ہے تو روم بھی جائز ہوگا جیسے لُجِّيٍّ۔ بِالْمَنِّ اور مرفوع ہے تو حسب قاعدہ اشمام بھی جائز ہوگا۔ جس طرح دُرِّيٌّ۔ اَلْمُسْتَقَرُّ۔ جَآنٌّ وغیرہ۔

فائدہ (۵): تنوین حالت روم اور اشمام میں بھی حذف ہو جاتی ہے جیسا کہ حالت اسکان میں اور ہاء ضمیر کا صلہ بھی حالت وقف میں حذف ہو جاتا ہے جیسے قَدِيْرٌ عَلِيْمٌ۔ مِنْ رُّسُلِهٖ۔ وَ امْرَاَتُهٗ۔

فائدہ (۶): حفص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں سات کلموں پر وقف کرتے ہیں الف کے ساتھ اِتِّبَاعًا لِلرَّسْمِ وَ السَّجْعِ اور وصل میں بدون الف کے پڑھتے ہیں۔

ایک لفظ اَنَا جو ضمیر مرفوع منفصل ہے جہاں کہیں آئے جیسے اَنَا اُحْيٖ وَ اُمِيْتُ وغیرہ مگر وَاَنَا سِیَّ۔ وَاَنَا بُوْا میں الف پڑھا جائے گا بعد نون کے کیونکہ یہ دونوں اَنَا کی ضمیر نہیں ہیں۔

دوسرے لٰكِنَّا هُوَ اللّٰهُ جو سورۃ الکہف میں ہے۔

تیسرے بِاللّٰهِ الظُّنُوْنَا جو شروع سورۃ الاحزاب میں ہے۔

چوتھے وَاَطَعْنَا الرَّسُوْلَا

پانچویں فَاَضَلُّوْنَا السَّبِيْلَا یہ دونوں لفظ اخیر سورۃ الاحزاب میں ہیں۔

چھٹا سَلٰسِلَا جو شروع سورۃ الدہر میں ہے صرف اس میں حالت وقف میں حذف الف اور اثبات الف دونوں مروی ہیں۔[168] حفص رحمہ اللہ تعالیٰ کی روایت میں۔

(گزشتہ سے پیوستہ) ایسے ہی بالقصر اور بالصلہ والی بھی دو ہاء ضمیر قاعدے کے خلاف آئی ہیں۔ (۱) يَرْضَهُ لَكُمْ کہ کھینچ کر پڑھنا صحیح نہیں (۲) فِيْهٖ مُهَانًا کہ اس کو بلا کھینچے پڑھنا صحیح نہیں۔

[168] قرآن کے رسم خط میں پہلے لام کے بعد الف نہیں لکھا ہوا ہے بلکہ اس پر کھڑا زبر ہے گویا موصول لکھا ہوا ہے اس طرح سَلٰسِلَا۔ پس پہلے لام جو کلمہ کا درمیان ہے وہ پڑھا جائے گا لہٰذا درمیان کلمہ پر وقف صحیح نہیں ہاں دوسرے لام کو حالت وقف میں الف سے پڑھنا اور نہ پڑھنا دونوں درست ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ساتواں قَوَارِیْرَا اول جو قریب وسط کے سورۃ الدہر میں ہے اور قَوَارِیْرَا ثانی بھی بلا الف ہی وصل میں بھی پڑھا جائے گا اور وقف راء کے سکون کے ساتھ ہوگا یعنی رْ ساکن کرکے وقف کریں۔169

فائدہ (۷): ھاء ضمیر کے ماقبل کسرہ یا یاء ساکنہ ہو تو ھاء ضمیر مکسور ہوگی جیسے بِهِ اللّٰهُ۔ فِيْهِ هُدًى وَّنُوْرٌ۔ مگر دو جگہ علی الاصل مضموم ہوگی۔ ایک وَمَا اَنْسٰنِيْهُ سورۃ الکہف میں۔ دوسرے عَلَيْهُ اللّٰهَ شروع سورۃ الفتح میں اور دو جگہ ساکن ہوگی ایک قَالُوْا اَرْجِهْ سورۃ الاعراف اور سورۃ الشعراء میں۔ دوسرے لفظ فَاَلْقِهْ اِلَيْهِمْ سورۃ النمل میں۔ اور جب ھاء ضمیر کے ماقبل نہ کسرہ ہو نہ یاء ساکنہ تو مضموم ہوگی۔ مثل مَالُهٗ رَسُوْلُهٗ۔ مِنْهُ۔ لِيَبْلُغَ فَاهُ۔ رَاَيْتُمُوْهُ۔ اور اگر ھاء ضمیر کے ماقبل اور مابعد متحرک ہو تو ضمیر کی حرکت اشباع کے ساتھ پڑھی جائے گی یعنی اگر ضمیر پر ضمہ ہے تو اس کے بعد واؤ ساکنہ مدہ پڑھا جائے گا۔

اگر ضمیر پر کسرہ ہے تو اس کے بعد یاء ساکنہ مدہ ثابت ہوگی اور اسی وٗ بڑھا دینے اور یٖ بڑھا دینے کو صلہ کہتے ہیں مثل وَاللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ۔ اَحَقُّ اَنْ يُّرْضُوْهُ۔ مِنْ رَّبِّهٖ وَ الْمُؤْمِنُوْنَ مگر ایک جگہ اشباع نہ ہوگا۔ وَاِنْ تَشْكُرُوْا يَرْضَهُ لَكُمْ جو سورۃ الزمر میں ہے اس کا ضمہ غیر موصولہ ہی پڑھا جائے گا اور اگر ھاء ضمیر کے ماقبل اور مابعد ساکن ہو جیسے مِنْهُ ابْتِغَآءَ یا ماقبل ساکن ہو جیسے وَاسْتَغْفِرُهُ یا مابعد ساکن ہو جیسے وَلَهُ الْحَمْدُ تو ان تینوں صورتوں میں صلہ نہ ہوگا۔ مگر فِيْهٖ مُهَانًا جو اخیر سورۃ الفرقان میں ہے اس میں صلہ ہوگا۔

فائدہ (۸): سات کلموں کے آخر میں ھاء سکتہ ہے جو ظہار و حفاظت حرکت ماقبل کے لیے ہوتی ہے یہ ھائے سکتہ وصل اور وقف میں ہمیشہ ساکن ہی رہتی ہے ایک لَمْ يَتَسَنَّهْ میں ہے دوسری فَبِهُدٰىهُمُ اقْتَدِهْ تیسری كِتٰبِيَهْ۔ چوتھی حِسَابِيَهْ پانچویں مَالِيَهْ چھٹی سُلْطٰنِيَهْ ساتویں وَمَا اَدْرٰىكَ مَاهِيَهْ۔ وصلاً و وقفاً ہمیشہ ساکن ہی پڑھو۔170

---

169 کیونکہ وقف کا نشان یعنی گول آیت پہلے قَوَارِيْرَا ۝ پر ہی ہے لہٰذا وقف بھی اسی پر کرنا مناسب ہے۔
نوٹ: پہلے قَوَارِيْرَا ۝ پر وقف الف سے ہوگا راساکن سے نہیں ہوگا دوسرے قَوَارِيْرَا پر وقف راساکن سے ہوگا۔

170 ھاء ضمیر کی طرح کلمہ کے آخر میں ھاء سکتہ بھی ہوتی ہے جو کلمہ کی آخری حرکت کو ظاہر کرنے کے لیے لائی جاتی ہے یہ ہر حال میں ساکن ہوتی ہے یعنی وصلاً و وقفاً۔ یہ قرآن میں نو جگہ ہیں كِتٰبِيَهْ اور حِسَابِيَهْ دو دو جگہ آئے ہیں۔ ادائیگی کے دوران اس کا اہتمام ہونا چاہیے کہ حرکت پوری طرح ظاہر ہو اور ھا بھی مع صفات کے ادا ہو۔ بعض لوگ ایسی ھاء کو یاء یا الف کر دیتے ہیں یہ بہت فاش غلطی ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فائدہ (۹) : لفظ اَیُّھَا تمام قرآن مجید میں الف کے ساتھ مرسوم ہے تو سب جگہ وقف بھی الف کے ساتھ کیا جائے گا مگر تین جگہ بلا الف کے مرسوم ہے سورۂ نور میں اَیُّہُ الْمُؤْمِنُوْنَ ۔ سورۂ زخرف میں اَیُّہُ السّٰحِرُ ۔ سورۂ رحمٰن میں اَیُّہُ الثَّقَلٰنِ وقف بھی ان تینوں مقام میں بغیر الف کے کیا جائے گا صرف ھاء کو ساکن کردیں گے۔

فائدہ (۱۰) : حضرت حفصؒ کی روایت میں کہیں امالہ نہیں ہے مگر ایک جگہ لفظ مَجْرٖ ىھَا میں جو سورۂ ہود علیہ السلام میں ہے اصل میں یہ لفظ مَجْرَیْھَا ہے یعنی راء کا فتحہ ہے مگر چونکہ اس جگہ امالہ ہے اس وجہ سے فتحہ خالص اور الف خالص نہ پڑھا جائے گا اور نہ کسرہ خالص اور نہ یاء خالص پڑھی جائے گی۔ ۱ے! بلکہ فتحہ کو کسرہ کی طرف اور الف کو یاء کی طرف مائل کر کے پڑھا جائے گا جس سے فتحہ کسرہ مجہول کے مانند ہو جائے گا۔ اس کے سوا اور کہیں امالہ نہیں ہے جس کو کوئی مَجْرٰھَا اور کوئی مَجْرِیْھَا پڑھتے ہیں اور یہ دونوں طرح پڑھنا غلط ہے۔ اس رٖ کو مثل سویرے کی راء کے مانند پڑھنا چاہیے کتنی حسرت اور افسوس کا موقع ہے کہ قرآن شریف کی صحت الفاظی کی طرف کسی کو توجہ نہیں ہوتی اور نہ اس کو کوئی ضروری سمجھتا ہے حالانکہ ایسا ہرگز ہرگز نہ ہونا چاہیے تھا۔ قرآن شریف صرف معانی کا تو نام نہیں ہے۔

فائدہ (۱۱) : حفصؒ کی روایت میں کہیں تسہیل بھی نہیں ہے جبکہ دو ہمزہ متحرکہ قطعیہ جمع ہوں تو ہمیشہ تحقیق ہی سے دونوں ہمزہ پڑھے جائیں گے مگر ءَ اَعْجَمِیٌّ وَّ عَرَبِیٌّ سورۂ حم السجدہ کے آخر میں ہے اس کے دوسرے ہمزہ میں تسہیل ہی ۲ے! روایت ہے۔

اور اگر پہلا ہمزہ استفہام کا ہے اور دوسرا ہمزہ وصلی مفتوح ہے تو ان کی روایت میں جائز ہے۔ دوسرے ہمزہ

۱ے! مَجْرٖىھَا میں امالہ کے وقت راء کا کسرہ ناقصہ ہے۔ فتح یعنی الف کو سیدھا بفتح فم ادا کرنا۔ امالہ الف کو مائل بیاء ادا کرنا۔ اگر یہ میلان زیادہ ہو تو اس کو امالہ کبریٰ اضجاع۔ ترقیق اور امالہ محضہ کہا جاتا ہے اور اگر یاء کی طرف میلان کم اور الف کی طرف زیادہ ہو تو اس کو بین اللفظین۔ تقلیل۔ امالہ صغریٰ اور بین بین کے ناموں سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ صحیح ادا مشائخ سے سن کر ہی آ سکتی ہے۔ اپنی مرضی اور سمجھ سے جیسا کہ حضرت مصنفؒ نے بھی تحریر فرمایا پڑھنا غلط ہے۔

۲ے! یعنی الف اور ہمزہ کے درمیان ادا کرو نہ پوری طرح جھٹکے سے ادا ہو جس کو تحقیق کہتے ہیں اور نہ مثل الف بالکل نرمی سے ادا ہو۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں جو وصلی ہے تسہیل اور ابدال لیکن ابدال مختار اور معمول بہا ہے۔

اور اس طرح کے چھ کلمے ہیں آٰلْئٰنَ دو جگہ سورۂ یونس علیہ السلام میں ءٰالذَّكَرَيْنِ دو جگہ سورۃ الانعام میں ہے۔ ءٰآللّٰهُ دو جگہ ہے ایک سورۂ یونس علیہ السلام میں دوسرا سورۃ النمل میں اور چونکہ قاعدہ یہ ہے کہ ہمیشہ ہمزہ وصلی وسط کلام میں حذف ہوا کرتا ہے اس وجہ سے ان کلمات میں تغیر کیا جاتا ہے۔ ۱۷۳ اور ابدال معمول بہا اور مختار قرار دیا گیا ہے۔ کیونکہ ابدال میں تغیر تام ہے بخلاف تسہیل کے کہ اس میں تغیر کم درجہ کا ہے۔ ۱۷۴ اَسْتَكْبَرْتَ وغیرہ میں حذف ہوگا۔ ۱۷۵

فائدہ (۱۲) : جب دو ہمزہ جمع ہوں اور پہلا متحرک اور دوسرا ساکن ہو تو واجب ہے ہمزہ ساکن کو پہلے ہمزہ کی حرکت کے موافق حرف مدہ سے بدلنا مثل اٰمَنُوْا۔ اِيْمَانًا۔ اُوْتِيَ اور جب پہلا ہمزہ وصلی گر جائے تو اس وقت ابدال نہ ہوگا۔ مثل اَلَّذِی اؤْتُمِنَ پارہ تلک الرسل ع ۳۹ وَقَالَ فِرْعَوْنُ ائْتُوْنِیْ۔ فِی السَّمٰوٰتِ ائْتُوْنِیْ ۱۷۶

---

۱۷۳ ہمزہ وصلیہ مفتوحہ (ماقبل لام تعریف) پر ہمزہ استفہامیہ داخل ہو تو ہمزہ وصل حذف نہیں ہوتا تاکہ استفہام خبر کے ساتھ ملتبس نہ ہو۔ بلکہ ہمزہ وصل کو الف سے بدلا جاتا ہے اور التقاء ساکنین کی وجہ سے مد لازم کیا جاتا ہے۔ یا بین الہمزہ والالف تسہیل کی جاتی ہے۔ دونوں وجہیں صحیح ہیں مگر ابدال اولیٰ ہے۔ اور یہی بات حضرت مصنف ؒ بھی فرما رہے ہیں۔

۱۷۴ یہ تسہیل واجب ہے اور چھ کلمات مذکورہ میں ہوتی ہے۔ ان میں دوسرے ہمزہ کو بجائے الف پڑھنے کے تسہیل سے بغیر مد کے ادا کرنا بھی جائز ہے۔ ان چھ کلمات میں تسہیل جائز ہے باقی تمام قرآن میں ہر جگہ ہمزہ کو تحقیق سے پڑھنا ضروری ہے۔

۱۷۵ ہمزہ استفہام ہمزہ وصلیہ غیر مفتوحہ پر داخل ہو تو درج کلام ہونے کی وجہ سے حسب معمول ہمزہ وصل ساقط ہوگا یہ صورت قرآن میں چھ جگہ ہے (۱) قُلِ اتَّخَذْتُمْ (صٓ) (۲) اَطَّلَعَ الْغَيْبَ (الصافات) (۳) اَفْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ (سبا) (۴) اَسْتَكْبَرْتَ (ص) (۵) اَسْتَغْفَرْتَ (منافقون) (۶) اَصْطَفَى (الصافات)

اِتَّخَذْتُمْ دراصل ءَاِتَّخَذْتُمْ ہے پہلا ہمزہ قطعی مفتوح دوسرا ہمزہ وصلی مکسور ہے حسب قاعدہ ہمزہ وصلی وسط کلام میں حذف ہوگیا۔ اسی طرح باقی پانچ کلمات کو بھی قیاس کر لیجئے۔ ۱۷۶ قاعدہ ہے کہ جب دو ہمزہ جمع ہوں۔ پہلا متحرک دوسرا ساکن تو دوسرے کو پہلے ہمزہ کی حرکت کے موافق حرف مدہ سے بدلنا واجب ہے جیسے اَءْمَنَ سے اٰمَنَ۔ اسی قاعدہ کے مطابق اگر ہمزہ وصل کے بعد ہمزہ ساکنہ آئے گا تو حرف مدہ سے بدل جائے گا جیسے اِيْتُوْنِيْ اور درج کلام میں ہمزہ وصل کے ساقط ہونے کی صورت میں دوسرا ہمزہ پڑھا جائے گا جیسے فِرْعَوْنُ ائْتُوْنِیْ۔ اَلَّذِی اؤْتُمِنَ۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور وجوباً یہ قاعدہ ہے کہ ہمزہ وصلی سے ماقبل جب کوئی کلمہ پڑھا جائے تو اس ہمزہ وصلی کو حذف کرنا ضروری ہے ثابت رکھنا درست نہیں ہے۔

البتہ ابتدا میں ضرورتاً ثابت رہتا ہے اور اگر یہ ہمزہ وصلی لام تعریف کا ہے تو مفتوح ہوگا۔ ۱۷۷ اور کسی اسم کا ہے تو مکسور ہوگا جیسے اَلْحَمْدُ۔ اَلَّذِیْ وغیرہ۔ اِسْمٍ۔ اِبْنٍ۔ اِبْنَةٍ۔ اِمْرُأٌ۔ اِمْرَاَةٌ۔ اِثْنَيْنِ۔ اِثْنَتَيْنِ وغیرہ ۱۷۸ اور اگر ہمزہ وصلی فعل کا ہے تو تیسرے حرف یعنی عین کلمہ کے موافق ہوگا عین کلمہ کا ضمہ اصلی ہے تو ہمزہ بھی مضموم ہوگا ورنہ مکسور ہوگا مثلاً اُقْتُلُوْا۔ اِفْتَحْ۔ اِضْرِبْ۔ اِنْفَجِرْ۔ اِجْتَنِبْ وغیرہ۔ ۱۷۹

اور اِمْشُوْا۔ اِتَّقُوْا۔ اِيْتُوْنِيْ وغیرہ جیسے کلمات میں چونکہ ضمہ عارضی ہے اس وجہ سے ہمزہ مضموم نہ ہوگا بلکہ مکسور ہی ہوگا۔ ۱۸۰

فائدہ (۱۴۳): ادغام ۱۸۱ کی تین قسمیں ہیں (۱) مثلین (۲) جنسین (۳) متقاربین

---

۱۷۷ ہمزہ وصل میں اصل کسرہ ہے مگر لام تعریف والے ہمزہ کو اہل زبان نے اس لیے فتحہ دیا کہ لام تعریف کا وقوع دیگر ہمزہ ہائے وصل کے مقابلہ میں بہت زیادہ ہے لہذا خفت کے لیے فتحہ ہی مناسب ہوا۔

۱۷۸ قرآن مجید میں ہمزہ وصلیہ مکسورہ والے اسماء غیر مصادر قرآن میں یہی سات ہی آئے ہیں ان سات میں بہرصورت ہمزہ وصل مکسور ہوگا مفتوح یا مضموم نہیں ہوگا۔

۱۷۹ یعنی فعل کا تیسرا حرف مکسور یا مفتوح ہو تو ہمزہ وصل مکسور ہی آئے گا اور اگر عین کلمہ مضموم ہو تو ہمزہ وصلی بھی مضموم ہوگا۔

۱۸۰ ان تمام کلمات میں جو معتل لام ہیں تیسرے حرف پر ضمہ عارضی ہے کیونکہ اِمْشُوْا اصل میں اِمْشِيُوْا تھا۔ یاء پر ضمہ ثقیل ہونے کی وجہ سے ماقبل یعنی شین کو دیا گیا اور پھر یاء اور واؤ میں اجتماع ساکنین کی وجہ سے یاء حذف کر دی گئی۔ یہی تعلیل باقی کلمات میں بھی ہے۔

۱۸۱ ادغام کے لغوی معنی ادخال ہیں اور اصطلاح میں دو مماثل یا مجانس یا مقارب حرفوں میں سے پہلے کو دوسرے میں اس طرح ملا کر پڑھنا کہ وہ دونوں ایک حرف مشدد ہو جائیں اور ایک ہی ساتھ دونوں پڑھیں جائیں۔ اس کو ملانے کا طریقہ یہ ہوتا ہے کہ پہلے حرف جس کو مدغم کہتے ہیں کو دوسرے حرف جسے مدغم فیہ کہتے ہیں کے مخرج سے بدل کر پڑھتے ہیں جیسے وَالشَّمْسِ میں لام کو شین سے اور وَالنّٰزِعٰتِ میں نون سے اور مَنْ يُّؤْمِنُ میں نون کو یاء سے بدل کر پڑھتے ہیں ادغام کی شرط یہ ہے کہ مدغم ساکن ہو اسی کو ادغام صغیر بھی کہتے ہیں اور اگر مدغم متحرک ہو تو ادغام کبیر کہلاتا ہے۔ گو یہ روایت حفصؒ میں بہت کم پایا جاتا ہے۔ یعنی لَاتَاْمَنَّا۔ نِعِمَّا۔ مَكَّنِّيْ۔ اَتَاْمُرُوْنِّيْ اور اَتُحَاجُّوْنِّيْ میں مگر لَاتَاْمَنَّا میں اظہار مع الروم اور ادغام مع الاشمام ہے باقی امثلہ میں حفصؒ کے نزدیک ادغام ہی ادغام ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

اگر دو حرف متحد المخرج ہوں اور تمام صفات میں متفق ہو جیسے مکرر ۱۸۲؎ حروف میں ادغام کیا جائے تو ادغام متماثلین کہلائے گا- مثلاً اِذْهَبْ بِكِتٰبِیْ-

اور اگر ایسے دو حرفوں میں ادغام ہو جن کا مخرج ۱۸۳؎ ایک گنا جاتا ہے- اور صفات میں کم و بیش اختلاف ہو تو اس ادغام کو ادغام متجانسین کہتے ہیں مثلاً لَقَدْ تَّقَطَّعَ-

اور اگر ایسے دو حرفوں میں ادغام ہو کہ جو قریب المخرج ۱۸۴؎ سمجھے گئے ہیں تو ادغام متقاربین کہا جاتا ہے جیسے اَلَمْ نَخْلُقْكُّمْ وغیرہ-

اور اسی ادغام متقاربین متجانسین کی دو قسمیں ہیں- (۱) تام اور (۲) ناقص- اگر پہلا حرف بالکل مٹ گیا تو ادغام تام ہے مثلاً قُلْ رَّبِّ- مَنْ لَّا يُؤْمِنُ- اور اگر پہلا حرف بالکل نہیں مٹا بلکہ کوئی صفت اس کی باقی رہی تو ادغام ناقص ۱۸۵؎ کہلاتا ہے جیسے مَنْ يَّقُوْلُ- مِنْ وَّالٍ- لَئِنْ بَسَطْتَّ- فَرَّطْتُّمْ وغیرہ-

اور متماثلین اور متجانسین کا پہلا حرف جب ساکن ہو تو ادغام واجب ہے اور اسی کو ادغام صغیر کہتے ہیں مثلاً اِضْرِبْ بِّعَصَاكَ الْحَجَرَ- يَلْهَثْ ذّٰلِكَ- مَاعَبَدْتُّمْ- بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ وغیرہ-

---

۱۸۲؎ اس کو ادغام مثلین کہتے ہیں جیسے قَدْ دَّخَلُوْا- فَلَا يُسْرِفْ فِّي الْقَتْلِ- مَنْ تَشَآءُ وغیرہ-

۱۸۳؎ اسے ادغام متجانسین کہتے ہیں جیسے اِرْكَبْ مَّعَنَا- قَالَتْ طَّآئِفَةٌ وغیرہ-

۱۸۴؎ یہ ادغام متقاربین کہلاتا ہے اور اس میں ایسے دو حرفوں کا ادغام ہوتا ہے جو قریب المخرج ہوں جیسے اَلَمْ نَخْلُقْكُّمْ یا متحد الصفات ہوں جیسے نون کا ادغام میم میں مثلاً وَلَاتَكُنْ مَّعَ الْكٰفِرِيْنَ یا قریب المخرج والصفات ہوں جیسے قُلْ رَّبِّ-

۱۸۵؎ مدغم میں قوت کی وجہ سے ادغام ناقص ہوتا ہے اور یہ صرف حسب ذیل تین صورتوں میں ہے-

(۱) حرف مستعلیہ کا مستفلہ میں اور یہ صرف ایک لفظ اَلَمْ نَخْلُقْكُّمْ میں ہوا ہے مگر اس میں بھی تام اولیٰ ہے گو ناقص بھی جائز ہے-

(۲) حروف مطبقہ کا غیر مطبقہ میں اس کی مثال چار کلمات ہیں بَسَطْتَّ- اَحَطْتُّ- فَرَطْتُّ- فَرَّطْتُّمْ-

(۳) نون ساکنہ کا ادغام واؤ اور یاء میں اور بقول بعض نون ساکنہ کا میم میں بھی ناقص ہی ہے اور نون کا نون میں تماثل کی وجہ سے ادغام تام ہی ہے اور غنہ تشدید کی وجہ سے ہوتا ہے-

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مگر جب دو واؤ یا دو یاء جمع ہوں اور پہلا ان کا مدہ ہو تو ادغام نہ ہوگا بوجہ حصول خفت کے جیسے قَالُوْا وَهُمْ۔ فِيْ يَوْمٍ۔

اور ایسا ہی حرف حلقی کسی حرف میں مدغم نہ ہوگا اور لام فعل کا ادغام نون میں نہ ہوگا مثلاً فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ۔ قُلْ نَعَمْ۔ قُلْنَ۔ لَاتُزِغْ قُلُوْبَنَا۔

فائدہ (۱۴): لام تعریف ۱۸۶ کا چودہ حرفوں میں اظہار ہوتا ہے اور وہ حروف یہ ہیں۔ اَبْغِ حَجَّكَ وَخَفْ عَقِيْمَهٗ۔ اور ان حرفوں کو قمریہ کہتے ہیں اور باقی چودہ حرفوں میں لام تعریف کا ادغام ہوگا اور ان کو حروف شمسیہ کہتے ہیں وہ یہ ہیں ؎

طِبْ ثُمَّ صِلْ رُحْمًا تَفُزْ ضِفْ ذَانِعَمْ

ط ث ص ر ت ض ذ ن

دَعْ سُوْءَ ظَنٍّ زُرْ شَرِيْفًا لِلْكَرَمْ ۱۸۷

د س ظ ز ش ل

اس شعر کے ہر لفظ کا اول حرف لے لیا جائے حروف قمریہ کی ایک دو مثال اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ۔ وَالْفَجْرِ۔ وَالْجَارِ ذِي الْقُرْبٰى وغیرہ۔

حروف شمسیہ کی مثال اَلرَّحْمٰنُ۔ اَلتَّائِبُوْنَ وغیرہ۔

حروف قمریہ کو بوجہ مشابہ ہونے قٓ وَالْقَمَرُ کے قمریہ کہا جاتا ہے اور شمسیہ کو بوجہ مشابہ ہونے ش

۱۸۶ لام تعریف کا چودہ حروف اَبْغِ حَجَّكَ وَخَفْ عَقِيْمَهٗ میں اظہار ہے اور باقی چودہ میں تماثل کی وجہ سے جیسے الذی یا تقارب کی وجہ سے کثرت دور کی وجہ سے ادغام ہوا ہے۔ گویا جس قدر مدغم فیہ حروف لام کے ہیں اور کسی حرف کے نہیں اور اس کی وجہ غالباً یہ ہے کہ لام کا مخرج بڑا وسیع ہے اس وجہ سے بہت سے حرفوں کے ساتھ اس کو تقارب حاصل ہوا۔ دوسرے لام تعریف کا کثرت وقوع ہے۔

۱۸۷ اس مجموعہ میں سے ہر لفظ کا ابتدائی حرف لے لیا ہے۔ معنی اس شعر کے یہ ہیں خوش رہ مراد کو پہنچے گا تو مہمان ہو صاحب نعمت کا روزہ رکھ پھر قصد کر زیارت کر شریف کی بدگمانی کو چھوڑ ان کے لیے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَالشَّمْسِ کے تو گویا تسمیۃ الکل باسم الجزء کی طرح ہوا۔ بعض لام قمریہ اور لام شمسیہ کر کے تعبیر فرماتے ہیں۔ ۱۸۸ بہرحال معنون ایک ہی ہے صرف تعبیرات کا فرق ہے۔

فائدہ (۱۵): نون ساکن اور تنوین کا ادغام واؤ اور یاء میں ناقص ہوگا جیسے مِنْ وَّالٍ ۔ مِنْ یَّوْمٍ اور اس کو ادغام مع الغنہ بھی کہتے ہیں اور نون اور میم میں بھی ادغام مع الغنہ ہی ہوتا ہے مگر نون میں غنہ مدغم فیہ کا ہے اور میم میں اختلاف ہے بعض کا قول ہے کہ غنہ مدغم فیہ کا ہے اور بعض کا قول ہے کہ غنہ مدغم ہی کا ہے مثلاً اِنْ نَّفَعَتِ الذِّکْرٰی ۔ مِنْ مَّامَلَکَتْ وغیرہ میں بوجہ قوت مدغم کے۔

علیٰ ہذا القیاس طؔ کا ادغام تؔ میں ناقص ۱۸۹ ہوگا غرض قوی کا ادغام ضعیف میں ناقص ہی ہوگا جیسے لَئِنْۢ بَسَطْتَّ ۔ مَا فَرَّطْتُّمْ وغیرہ میں۔ اور اَلَمْ نَخْلُقْکُّمْ میں جو سورۃ المرسلات میں ہے ادغام ناقص بھی حسب قاعدہ جائز ہے مگر صرف اس میں خلاف قیاس ادغام تام اولیٰ اور معمول بہا ہے۔

اور نٓ وَالْقَلَمِ اور یٰسٓ وَالْقُرْاٰنِ میں اظہار ہی ہوگا حفصؒ کی روایت میں ادغام نہیں ہے۔ ۱۹۰ اور طٰسٓمٓ میں ادغام ہوگا۔

فائدہ (۱۶): مَالَکَ لَا تَاْمَنَّا سورۃ یوسف میں دراصل یہ لفظ تَاْمَنُنَا دونون ہیں پہلا نون

---

۱۸۸ جن چودہ حرفوں میں اظہار ہوا ہے ان کو قمریہ اور جن چودہ میں ادغام ہوا ہے۔ ان کو شمسیہ کہا جاتا ہے گویا یہ لام تعریف بمنزلہ ستاروں کے ہیں جو چاند کی روشنی میں غائب نہیں ہوتے اسی طرح یہ لام ان چودہ حرفوں کے ساتھ ظاہر رہتا ہے اور حروف شمسیہ میں مدغم ہوتا ہے جس طرح ستارے سورج کی روشنی میں مدغم و مستور ہو جاتے ہیں۔ اور بعض کی رائے میں شمسی یا قمری خود لام تعریف کا نام ہے قرآن میں وَالشَّمْسِ میں ادغام کی تشبیہ دیتے ہوئے شمسی اور وَالْقَمَرِ میں اظہار کی طرف اشارہ کرتے ہوئے قمری کہہ دیتے ہیں گویا شمسی و قمری میں یاء نسبتی ہے۔

۱۸۹ مدغم کی کوئی صفت باقی رہے تو وہ ادغام ناقص ہوتا ہے یہ صفت باقیہ یا غنہ ہے یعنی نون ساکنہ و تنوین کا واؤ اور یاء میں ادغام مع الغنہ ہوتا ہے اور یا اطباق ہے جیسے اَحَطْتُّ ۔ یا استعلاء جیسے اَلَمْ نَخْلُقْکُّمْ ۔ ادغام تام کی تشدید بھی تام ہوتی ہے اور ادغام ناقص کی تشدید بھی ناقص ہوتی ہے۔

۱۹۰ نٓ وَالْقَلَمِ اور یٰسٓ وَالْقُرْاٰنِ میں ادغام مختلف فیہ ہے۔ علم قراءات کے شیخین یعنی علامہ جزریؒ اور علامہ شاطبیؒ کے طرق میں اختلاف ہے حفصؒ کے لیے بطریق جزری خلف ہے اور بطریق شاطبی صرف اظہار ہی ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مضموم دوسرا مفتوح اور لا نافیہ ہے سو اس میں محض ادغام اور محض اظہار جائز نہیں ہے ادغام مع الاشمام کرنا ضروری ہے یا اظہار مع الروم کرے۔191

فائدہ(17): وَقِيلَ مَنْ سکتہ رَاقٍ سورۃ القیامہ میں۔ اور كَلَّا بَلْ سکتہ رَانَ سورۃ المطففین میں۔ نْ اور لْ کا راء میں ادغام نہ ہوگا اظہار ہوگا سکتہ کی وجہ سے اور عِوَجًا سکتہ قَيِّمًا سورۃ الکہف کے شروع میں ہے اور مِنْ مَّرْقَدِنَا سکتہ هٰذَا مَا وَعَدَ الرَّحْمٰنُ سورۃ یاسین میں ان دونوں جگہ میں بھی سکتہ ہے۔

سکتہ192 کہتے ہیں آواز ایک آن کے لیے توڑ دینا بغیر سانس توڑے ہوئے اور سکتہ حکم میں وقف کے ہوا کرتا ہے تو اس وجہ سے ادغام نہیں ہوتا۔

فائدہ(18): یہ چار جگہ مذکورہ میں علی طریقۃ الشاطبیہ حفصؒ کے لیے سکتہ واجب ہے بعض چار جگہ اور بھی روایت کرتے ہیں۔ ظَلَمْنَا اَنْفُسَنَا پر اور اَوَلَمْ يَتَفَكَّرُوْا پر سورۃ الاعراف میں اور يُوْسُفُ اَعْرِضْ عَنْ هٰذَا پر سورۃ یوسف علیہ السلام میں اور حَتّٰى يُصْدِرَ الرِّعَآءُ پر سورۃ القصص میں۔193

فائدہ(19): کلمات قرآن مجید میں تقطیع اور سکتات ہرگز کہیں نہ ہونا چاہیے خصوصاً سکون پر۔ البتہ

---

191 لَا تَاْمَنَّا میں جو نون مشدد ہے تشدید کی وجہ سے یہ پہلے ساکن پڑھا جائے گا پھر متحرک جس وقت پہلے ساکن پڑھیں تو دونوں ہونٹوں کو گول کرلیں اور ساتھ ہی الف کے برابر غنہ بھی کریں کیونکہ مشدد ہے اور ہر نون مشدد میں غنہ ضروری ہے لیکن جب نون کو متحرک پڑھیں تو ہونٹوں میں گولائی بالکل نہ رہے۔

192 بغیر سانس لیے آواز کو قلیل لمحہ کے لیے منقطع کرنا۔ کیونکہ سکتہ میں قطع صوت کا زمانہ وقف میں قطع صوت کے زمانہ سے قلیل ہوتا ہے۔ جس کلمہ پر سکتہ کیا جائے گا اس پر وقف کے احکام جاری ہوں گے یعنی عِوَجًا کی تنوین کو الف سے بدلا جائے گا۔ مَنْ رَاقٍ کے نون اور بَلْ رَانَ کے لام میں اظہار ہوگا۔ حفصؒ کے لیے مذکورہ چار مواضع میں بطریق شاطبی وصل میں سکتات ضروری ہیں اور بطریق جزری خُلف ہے سکتہ اور ترک سکتہ دونوں صحیح ہیں۔

193 علامہ جزریؒ فرماتے ہیں "صحیح یہ ہے کہ سکتہ کا جواز سماع اور نقل کے ساتھ مقید ہے لہذا یہ صرف اسی جگہ جائز ہوگا جہاں روایت سے ثابت ہو کیونکہ سکتہ ایک مقصود بالذات طریق ادا ہے جس کے لیے روایت سے ثبوت ضروری ہے۔ (النشر ص ۲۴۳ ج ۱)۔ اسی لیے ہمارے استاذ علیہ الرحمۃ فرمایا کرتے تھے کہ مذکورہ سکتات وغیرہ جو سجاوندی نے لکھے ہیں یہ بمعنی وقف جوازی ہیں سکتہ اصطلاحی نہیں ہیں۔ جیسا کہ متقدمین کے یہاں سکتہ بمعنی وقف بھی بول دیتے ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جہاں روایتاً مروی ہوا ہے- وہاں سکتہ کرنا ضروری ہے جیسا کہ ابھی بیان ہو چکا ہے اور عوام میں جو مشہور ہے کہ سورۃ فاتحہ میں سات جگہ سکتہ کرنا چاہیے اگر سکتہ نہ کیا جائے گا تو شیطان کا نام ہو جائے گا یہ سخت غلطی ہے وہ سات جگہ یہ ہیں- (۱) دُلِلْ (۲) ھِرَبْ (۳) کِیُوْ (۴) کَنَعْ (۵) کَنَسْ (۶) تَعَلْ (۷) بِعَلْ- کیونکہ اگر ایسا ہی کسی کلمہ کا اول کسی کا آخر ملا کر کلمات گھڑے جائیں تو اور بہت سے ایسے ایسے مہمل بن جائیں گے اور سکتہ کے موقع نکلیں گے جیسا کہ ایک حافظ صاحب امتحاناً فرمانے لگے کہ لِکُوْبِلْ کہاں پر ہے یہ مِنْ قَبْلِکَ وَبِالْاٰخِرَۃِ کی خدمت کی گئی کہ اس ضرورت سے واؤ کا فتحہ بھی حذف کر دیا گیا- غرض ان مقاموں پر سکتہ یا وقف کرنا البتہ یہ خلاف قاعدہ ہے اور غلطی ہے-

حضرت ملا علی قاری ''منح الفکریہ شرح مقدمۃ الجزریہ میں تحریر فرماتے ہیں ''**وما اشتھر علی لسان بعض الجھلۃ من القران فی سورۃ الفاتحۃ للشیطان کذا و کذا من الاسماء فی مثل ھذہ التراکیب من البناء فخطاء فاحش و اطلاق قبیح ثم سکتھم عن نحو دال الحمد و کاف ایاک و امثالھا غلط صریح** صفحہ ۵۷ مطبوعہ مصر باب الوقوف-[۱۹۴]

اور شرح منیہ کے آخر میں جو کبیری کے نام سے مشہور ہے القول الفاضل بین الحق والباطل کے نام سے ایک رسالہ مستقل علیحدہ سے لگا ہوا ہے اس میں بہت تفصیل اور وضاحت کے ساتھ اس کے متعلق بیان فرمایا ہے غالباً وہ صغیری مطبوعہ مجتبائی یا نولکشوری یاد آتی ہے-

فائدہ (۲۰): اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کی دال پر یہی ناواقف سکتہ مشہورہ لِلشَّیْطٰنْ کی وجہ سے جو بالکل بے اصل ہے ایک اور غلطی کرتے ہیں وہ یہ ہے کہ یا تو دال کے پیش میں اشباع کرتے ہیں جس سے ایک واؤ مدہ زائد ہو جاتا ہے یا دال کے بعد ہمزہ ساکن زائد کرتے ہیں اور ایسا ہی اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ میں کاف کے بعد الف یا ہمزہ ساکن زائد کر دیتے ہیں جس سے غلطی در غلطی ہو جاتی ہے- لہٰذا دال کو لام سے اور کاف کو

---

[۱۹۴] یعنی اور بعض ناواقف لوگوں کی زبان پر جو مشہور ہو گیا ہے کہ سورۃ فاتحہ کے دُلِلْ- ھِرَبْ- کِیُوْ- کَنَعْ- کَنَسْ- تَعَلْ- بِعَلْ کی ترکیبوں سے شیطان کے نام ہیں یہ فحش غلطی ہے پھر سکتہ کرنا ان ناواقفوں کا مثل دال اَلْحَمْدُ اور کاف اِیَّاکَ وغیرہ پر صریح غلط ہے-

(تعلیقات مالکیہ حواشی فوائد مکیہ ص ۵۴ از استاذی و استاذ المکرم حضرت قاری عبد المالک صاحب نور اللہ مرقدہ)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نون سے ملا کر بے سکتہ کے بے تکلف پڑھنا چاہیے۔

فائدہ (۲۱): اور اکثر عوام میں یہ بھی مشہور ہے کہ بڑے بڑے قاری پڑھنے کے وقت نقاب ڈال لیا کرتے ہیں کیونکہ حروف کی ادائیگی میں ان کا منہ ایسا بگڑا کرتا ہے کہ دیکھنے والوں کو ہنسی آتی ہے یہ بالکل غلط اور بے اصل مشہور ہے۔ ادائیگی حروف میں ناک چڑھانے سے کیا تعلق کہ جس سے نقاب یا گھونگٹ وغیرہ کی حاجت ہو۔ اس قسم کے امور تو سخت عیب اور نقصان ہیں فریب دہندگان ظالموں نے محض اپنی غرض اور عزت کے لیے اس قسم کے بہت سے مخترعات تراش کر مشہور کر رکھے ہیں کہ جن سے اکثر لوگوں کو اس فن سے ایک قسم کا توحش سا ہو گیا ہے اور ماہرین کاملین پر بھی اعتماد نہیں کرتے مگر افسوس تو یہ ہی ہے کہ کسی بات کی کوئی تحقیق تو کرتا نہیں کہ حقیقت معلوم ہو جائے۔

فائدہ (۲۲): فتحہ انفتاح فم اور صوت سے ۱۹۵ اور کسرہ انخفاض فم اور صوت سے ۱۹۶ اور ضمہ انضمام شفتین فی الجملہ ۱۹۷ سے پیدا ہوا کرتا ہے۔

اور اگر فتحہ میں کچھ انخفاض ہوا تو فتحہ مشابہ کسرہ کے یعنی فتحہ مخلوط بالکسرہ ادا ہو جائے گا اور کچھ انضمام ہو گیا تو فتحہ مشابہ ضمہ کے یعنی مخلوط بالضمہ ہو جائے گا۔ ایسا ہی کسرہ میں اگر کامل انخفاض نہ ہوگا اور کچھ انفتاح رہا تو کسرہ مشابہ فتحہ کے یعنی کسرہ مخلوط بالفتحہ ادا ہوگا۔ اور اگر کچھ انضمام پایا گیا تو کسرہ مشابہ ضمہ کے یعنی کسرہ مخلوط بالضمہ ہو جائے گا۔ علیٰ ہذا القیاس ضمہ میں اگر کسی قدر انخفاض ہو گیا تو ضمہ مشابہ کسرہ کے یعنی ضمہ مخلوط بالکسرہ پڑھا جائے گا اور اگر کچھ انفتاح کیا گیا تو ضمہ مشابہ فتحہ کے یعنی ضمہ مخلوط بالفتحہ لابد ہو جائے گا۔ جیسا کہ اکثر غیر ماہر ناواقف اور عوام سے ہوا کرتا ہے اور یہ حرکات **مُرَکَّبَہ** کہلاتے ہیں۔ البتہ جہاں روایتاً جس قرآءت میں مروی ہوئی ہیں وہاں پڑھنا ضروری ہے اور حفص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں کہیں حرکات مرکبہ مروی نہیں سب جگہ مفردہ ہی ہیں اس میں بہت احتیاط چاہیے ورنہ کذب فی الروایت ہوگا۔

---

۱۹۵ زبر یا فتحہ سیدھا منہ کھول کر ادا کرنا چاہیے جس سے حرف کی آواز کھل کر نکلتی ہے جیسے بَ۔ تَ۔ ثَ وغیرہ۔

۱۹۶ زیر یا کسرہ ہونٹوں کو نیچے کی طرف کو مائل کر کے یاء معروف کی سی بو دے کر ادا کرنا چاہیے جیسے قِ۔ لِ۔ مِ وغیرہ

۱۹۷ پیش یا ضمہ ہونٹوں کو گول کر کے واؤ معروف کی سی آواز سے نکالو جیسے شُ۔ طُ۔ رُ۔

نوٹ: زیر اور پیش ہمیشہ باریک ہی ہوتے ہیں اور زبر باریک حرف پر ہو تو باریک ورنہ پُر پڑھا جاتا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فائدہ (۲۳) : حرکات مفردہ کی دو قسمیں ہیں معروف اور مجہول- معروف حرکات تامہ ہیں اور لطیف و سبک بخلاف مجہول کے کہ یہ ناقصہ ہیں اور بھدے و موٹے ہوا کرتے ہیں- فتحہ اور کسرہ اور ضمہ لغات عربیہ اور کلام اللہ میں مجہول نہیں ہیں بلکہ سب معروف ہی ہیں اور ادا کی صورت یہ ہے کہ فتحہ انفتاح فم اور صوت سے لطافت کے ساتھ آواز باریک نکلے اور کسرہ میں انخفاض فم اور صوت سے آواز کسرہ کی باریک نکلے اور ضمہ میں انضمام شفتین فی الجملہ ہو- اس طرح پر کہ جس سے آواز ضمہ کی باریک نکلے علاوہ لسان عرب کے جس جس زبان میں معروف اور مجہول دونوں حرکت ہوا کرتی ہیں معنی بھی الگ الگ ہوا کرتے ہیں جیسے کہ فارسی میں آمدی بیاء معروف واحد حاضر ماضی مطلق ہے اور آمدے بیاء مجہول واحد غائب ماضی تمنائی ہے اور شیر بیاء معروف اور شیر بیاء مجہول میں کس درجہ بالمعنی فرق ہو جاتا ہے اور زبان اردو میں دیکھیے ''وہ آتی'' بیاء معروف اور وہ آتے بیاء مجہول تانیث اور تذکیر کا فرق ہو گیا اور لفظ چور بواوٗ معروف اور چور بواوٗ مجہول کتنا بعید ہو گیا علیٰ ہذا القیاس لسان عجم میں معروف مجہول سے بہت سی کثرت سے معنی متغیر آپ پائیں گے لسان عربی میں چونکہ مجہول نہیں ہے تو اسی وجہ سے مجہول پڑھنے سے بھی حرکات ناقصہ اور مغائیر ہیں مگر معنی معروف ہی کے سمجھ لیے جاتے ہیں تو یہ کیا حرکات **مُنَزَّل من اللّٰہ** ادا ہوں گے اور کوئی شخص ان کو عربی حرکات کہہ سکتا ہے- افسوس کے اس تغیر اعرابی میں ہر کس و ناکس مبتلا ہے اور ذرا بھی پرواہ نہیں کرتے-

فائدہ (۲۴) : میں نے حرکات کی مثالوں میں حروف معروف اور مجہول بیان کیے چونکہ حرکات کی آواز کو کسی عنوان و تعبیر سے تحریر میں بیان نہیں کر سکتا تھا اسی لیے تو کہا جاتا ہے کہ علم تجوید میں استاد جزو اعظم ہے کہ یہ علم حالی و کیفی ہے اور اس قسم کی کیفیات کو بغیر استاد سنے ہوئے کوئی بھی نہیں سمجھ سکتا-

فائدہ (۲۵) : حروف مدہ یعنی الف- واوٗ اور یاء ساکن ماقبل حرکت موافق بے ضغطہ یہ بھی لسان عربی میں معروف ہی ہیں- مجہول نہیں ہیں کیونکہ فتحہ کو مقدار ایک فتحہ کے اور کھینچنے سے الف پیدا ہو جاتا ہے اور ضمہ کو مانند ایک ضمہ کے اور کھینچنے سے واوٗ ہو جاتا ہے اور کسرہ کو دگنا کرنے سے یاء پیدا ہو جاتی ہے افسوس جیسا کہ حرکات کو لوگ مجہول عامۃً پڑھتے ہیں اسی طرح اکثر لوگ ان حروف کو بھی اکثر جگہ مجہول پڑھ دیا کرتے ہیں- سو ظاہر ہے کہ یہ بھی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عربی حروف اور مُنَزَّل مِنَ اللّٰہ نہیں ہوں گے۔

فائدہ (۲۶) : حرکات کو خوب ظاہر کر کے پڑھنا چاہیے یہ نہ ہو کہ مشابہ سکون کے ہو جائے اور سکون کو خوب ظاہر کر کے پڑھنا چاہیے۔ ۱۹۸ ہرگز یہ نہ ہو کہ حرکت کی طرح سنائی دے۔ اس سے بچنے کی صورت یہ ہے کہ ساکن حرف کی صوت مخرج میں بند ہو جائے۔ اس کے بعد ہی معاً دوسرا حرف نکلے اور اگر حرف کے ظاہر ہونے سے پہلے اس حرف کے مخرج میں جنبش ہو گئی تو لامحالہ اس سکون پر ایک حرکت کی سی صوت پیدا ہو جائے گی جس سے یہ ساکن حرف مقلقل اور مشابہ مشدد ۱۹۹ حرف کے ہو جائے گا۔ البتہ حروف قلقلہ ۲۰۰ کے ادا کرتے وقت مخرج میں جنبش ہونی چاہیے مگر نہ اس قدر کہ جس سے یہ حرف مقلقل مشدد ہو جائے۔ قلقلہ کی آواز ایک صوت زائد ہے جو مبہم سی ہوتی ہے حرکت کی حد تک نہ ہونے پائے اس کی احتیاط چاہیے۔ ۲۰۱

---

۱۹۸ سکون کی ادا یہ ہے کہ حرف میں حرکت کی یا ہلنے کی کیفیت نہ ہونی چاہیے اسی لیے اَلْحَمْدُ کے لام کو یا اَنْعَمْتَ کے نون کو ہلانا غلط ہے۔ البتہ قلقلہ کے حرفوں کو ہلانا چاہیے۔

۱۹۹ تشدید والا حرف دو دفعہ پڑھا جاتا ہے پہلے ساکن پھر متحرک۔ اس لیے تشدید والے حرف کی ادا میں دو حرفوں کی دیر ہوتی ہے اسی لیے حرف مشدد پر وقف ہو تو حرف کی ادا میں قدرے دیر ہونی چاہیے کیونکہ مشدد پہلے ساکن تھا پھر متحرک۔ وقف میں یہ متحرک بھی ساکن ہو گیا تو دونوں ساکن ادا کرنے چاہئیں جیسے اَلْمَفَرّ۔

۲۰۰ قُطْبُ جَدٍ کے پانچ حروف قلقلہ کی صفت سے اس لیے متصف ہوئے کہ سکون کی حالت میں اور وقف میں بالخصوص ان کی آواز مخرج میں اس طرح ٹھہرتی ہے کہ مخرج میں ان کو ایک قسم کے دباؤ کے بعد جنبش ہوتی ہے جس کی وجہ سے آواز بلند ہو جاتی ہے۔ (ملا علی قاریؒ و شیخ زکریا الانصاری وغیرہما)

۲۰۱ قلقلہ کے لغوی معنی جیسا کہ عام مصنفین نے لکھے ہیں "متحرک ہونا" علامہ جزری نے نشر میں اس کی تردید کی ہے اور خلیل کے حوالہ سے اس کے معنی زور سے آواز نکالنے کے لکھے ہیں۔ البتہ یہ کہنا صحیح ہے کہ قلقلہ کے وقت تحرک کے مشابہ حالت ہوتی ہے جو بطور لزوم پیدا ہوتی ہے۔ حضرت استاذ المکرم مرحومؒ نے فرمایا قلقلہ کا مفہوم جو کتابوں میں لکھا ہے کہ مخرج میں آواز کو ہلانا' اس کا مقصد رجع صوت ہے یعنی حرف ساکن ہونے کے بعد اس کی آواز دوبارہ پلٹ کر آئے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فائدہ (۲۷) : کاف اور تاء کے بعد چھوٹی ھاء ہمزہ یا نون کی بو نہ آنی چاہیے۔ ایسے ہی سین یا ثاء کی بھی بو نہ آنی چاہیے۔ ۲۰۲ پڑھنے میں منہ کو نہ بھینچنا دبانا چاہیے کہ اسی سے یہ حروف پیدا ہو جاتے ہیں در حقیقت یہ تکلف اور بناوٹ ہے حرفوں کو بے تکلف سادگی سے نہایت نرمی اور لطافت سے ادا کرنا چاہیے۔

فائدہ (۲۸) : حرف ساکن کے بعد جب ہمزہ آئے تو اس کا خیال رکھنا چاہیے کہ ساکن کا سکون تام اور حرف ہمزہ خوب صاف ادا ہو ایسا نہ ہو کہ ہمزہ حذف ہو جائے اور اس کی حرکت سے ماقبل کا ساکن متحرک ہو جائے جیسا کہ اکثر خیال نہ کرنے سے ہو جاتا ہے بلکہ وہ ساکن بعض وقت مشدد بھی ہو جاتا ہے مثلاً مَنْ اٰمَنَ۔ قَدْ اَفْلَحَ۔ اِنَّ الْاِنْسَانَ۔

فائدہ (۲۹) : ہمزہ۔ عین یا حاء کے ساتھ جمع ہو یا حروف مد عین یا حاء کے ساتھ جمع ہوں۔ ایسے ہی عین۔ ھاء۔ یا حاء عین جمع ہوں یا عین وغیرہ مکرر ہوں تو ہر ایک کو خوب صاف طور سے ادا کرنا چاہیے جیسے اَعُوْذُ۔ وَاللّٰهُ اَحَدٌ۔ اَلْاَحَادِيْثِ۔ عٰلِمِيْنَ۔ فَاعِلِيْنَ۔ حَافِظِيْنَ۔ مَبْعُوْثُوْنَ۔ لَفِيْ عِلِّيِّيْنَ۔ لَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ۔ عَهِدَ اِلَيْنَا۔ وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ۔ سَبِّحْهُ۔ فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ۔ يَا نُوْحُ اهْبِطْ۔ يَدُعُّ الْيَتِيْمَ۔ فَعَّالٌ۔ دَعًّا۔ سَحَّارٌ۔ فَطُبِعَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ وغیرہ وغیرہ۔

غرض انہیں کے امثال میں اس امر کا خیال رکھنا چاہیے کہ ہر ایک خوب صاف طور سے ادا ہوں۔

---

۲۰۲ انفرادی اور شخصی غلطیوں کے علاوہ بعض اغلاط مقامی اور ملکی بھی ہوتی ہیں جو عموماً اسی ملک کے باشندوں میں پائی جاتی ہیں۔ مثلاً اضلاع ہزارہ۔ کیملپور اور کشمیر والے عموماً حاء مہملہ کی جگہ خاء منقوطہ اور خاء منقوطہ کی جگہ حاء مہملہ پڑھتے ہیں۔ اضلاع پنجاب میں قاف کی جگہ کاف اور بہت سے کاف کی جگہ قاف پڑھتے ہیں۔ اضلاع پشاور میں لام۔ میم اور نون ساکن خصوصاً جب یہ حروف حلقیہ سے پہلے ہوں تو قلقلہ کر کے پڑھنے کے عادی ہیں۔ افغانی باشندے کاف اور تاء کو مخلوط بالھاء کھا اور تھا پڑھتے ہیں۔ ہندوستان خصوصاً یوپی میں شین معجمہ کو سین مہملہ نکالتے ہیں اور حاء حطی کو ھاء ہوز پڑھتے ہیں ان غلطیوں کے علاوہ جو اغلاط عام ہیں وہ ضاد کو دال مفخم پڑھنا۔ مستعلیہ حروف کو یا بالکل باریک یا بھاری آواز میں گول ہونٹوں کے ساتھ پڑھنا اور حرکات کو مجہول پڑھنا ہیں۔

حاصل یہ کہ طلبہ کی تمام غلطیاں یکساں نہیں ہوتیں۔ تجوید کے استاذ کو ہر طالب علم کی اداء پر منفرد اصلاح و توجہ کی ضرورت ہے۔ جس طرح ایک ماہر ڈاکٹر مختلف مریضوں کے مختلف امراض پر نظر رکھتے ہوئے تشخیص و تجویز میں علیحدہ علیحدہ غور کرتا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فائدہ (۳۰) : جب دو حرف مثلین ۲۰۳؎ متحرک جمع ہوں تو ہر ایک کو خوب صاف ظاہر کر کے پڑھے جب کہ ادغام کا قاعدہ نہ پایا جائے مثلاً اَعْیُنِنَا ۔ جِبَاهُهُمْ ۔ بِشِرْكِكُمْ ۔ یُحْیِیَ ۔ نُبَیِّنَ ۔ عِلِّیِّیْنَ ۔ دَاوٗدَ ۔ وَاِنْ تَلْوٗا ۔ ان کو مد تمکین ۲۰۴؎ بھی کہتے ہیں ۔ ایسا ہی متقاربین ۲۰۵؎ جمع ہوں اور ادغام کا قاعدہ نہ پایا جائے تو ہر ایک کو خوب صاف صاف پڑھنا چاہیے اور سکتہ وغیرہ بھی نہ ہونے پائے مثلاً قَدْ جَآءَ ۔ قَدْ ضَلُّوْا ۔ اِذْ تَقُوْلُ ۔ اِذْ زُیِّنَ ۔ كَذَّبَتْ ثَمُوْدُ ۔ علیٰ ہذا القیاس جب دو حرف ضعیف جمع ہوں مثل جِبَاهُهُمْ یا قوی حرف کے قریب ضعیف حرف ہو مثل اِهْدِنَا ۔ مَخْمَصَةٌ ۔ بَرْقٌ وغیرہ یا دو حرف پر متصل ہوں اور اس کے قریب ضعیف ہو مثل مَافَرَّطْتُّمْ ۔ یَتَطَهَّرُوْنَ ۔ وَلْیَتَلَطَّفْ ۔ یا متماثلین یا متقاربین مشدد ہوں مثل ذُرِّیَّتِهٖ ۔ مُطَّهِّرِیْنَ ۔ مِنْ مَّنِیٍّ یُّمْنٰی ۔ اور اگر قوی حرف کے ساتھ ضعیف یا ضعیف کے ساتھ قوی یا دو قوی کے درمیان میں قوی مجتمع ہو جائیں تو ہر ایک حرف کو خوب صاف طور سے اور جس جس صفت کا مقتضی ہے اس کی رعایت کر کے ادا کرنا چاہیے اور ایسا ہی دو حرف جو متشابہ الصوت سمجھے جاتے ہیں جمع ہوں مثل ص ۔ س ۔ ث ۔ ط ۔ ت اور ض ۔ ظ ۔ ذ تو ہر ایک حرف کو ممتاز کر کے پڑھنا نہایت ہی ضروری ہے ۔ اسماء اور نقوش اس پر دال ہیں ۔ اور اکثر عوام ح ۔ ہ ۔ ع ۔ ء میں بھی فرق نہیں کرتے ہیں مثل متشابہ الصوت کے بدل دیا کرتے ہیں حالانکہ یہ متبائن الصوت حرف ہیں گو قریب المخرج ہیں مگر ایک دوسرے کی جگہ پڑھنا صحیح نہیں ہے ۔

۲۰۳؎ مثلین وہ دو حرف کہلاتے ہیں کہ مخرج و صفت میں دونوں متفق ہوں یعنی ایک ہی حرف بعینہٖ مکرر ہو کر آئے مثلاً دو باء اور دو تاء اور دو دال جمع ہوں ۔

۲۰۴؎ تاکہ ادغام کی وجہ سے مدیت فوت نہ ہو ۔ مدیت ایسی قابل بقا صفت ہے کہ اس کو مستقل نام "مد تمکین" سے یاد کیا جاتا ہے تمکین کا مطلب ہے کہ قاری کے لیے ضروری ہے کہ وہ دو واؤ یا دو یاء کے درمیان مد طبعی کو واضح کر کے پڑھے تاکہ ادغام سے بچاؤ ہو جائے (نہایۃ القول المفید ص ۱۰۵) اظہار کی وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے کہ حرف مدہ کا مخرج جوف دہن ہے یعنی مخرج مقدر اور مدغم فیہ کا مخرج محقق ہے گویا دونوں میں باہم ضدیت کا تقابل ہے اور ادغام ہوتا ہے کسی مناسبت کی وجہ سے ۔

۲۰۵؎ باعتبار عربیت کے دال ۔ ضاد ۔ تاء ساکنہ اور ثا ۔ ذال اور تاء وغیرہ حروف متقاربین ہیں ۔ ادغام متقاربین میں بڑا اختلاف ہے درج بالا کلمات جو حضرت مصنفؒ نے ذکر فرمائے مختلف روایتوں میں ادغام اور اظہار دونوں ہیں ۔ لیکن قرآن شریف پڑھنے والے کو صرف اس کی عربیت کی پابندی ہی لازم نہیں بلکہ قراءت و روایت کی پابندی بھی ضروری ہے ورنہ خلط ہوگا جو حرام ہے ۔ ویسے متقاربین کا ادغام اکثر حالات میں جائز ہوتا ہے ۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فائدہ (۳۱) : انتیس حروف عربیہ قرآنیہ میں سے ایک مستقل حرف ضؔ بھی ہے جس کو قراء و مجودین نے اَصْعَبُ الْحُرُوْف لکھا ہے اور قَلَّ مَنْ یُّحْسِنُہٗ فرمایا ہے یہ حرف ضاد نہ ظاء اور نہ دال ہے۔ اسی طرح نہ ظاد ہے نہ دُواد ہے نہ زُواد ہے۔ ۲۰۶

اس کو اسی کے مخرج سے معہ ادائیگی تمام صفات ذاتیہ کے ادا کرنا چاہیے اس طرح صحیح طریقہ پر ادا کرنے میں کچھ مشابہت ضرور ظاء منقوطہ کے ساتھ ہوگی۔ ۲۰۷ تمام کتب تجوید و قراءت وغیرہ میں یہی تصریح لکھی ہے۔ ۲۰۸

---

۲۰۶ حرف ضاد کی ادا میں زمانہ قدیم سے لوگ نہایت مختلف الحال رہے ہیں غلط ادا کی توضیح حسب ذیل ہے۔

(۱) ضاد کی بجائے ظاء۔ اکثر شامیین اور بعض اہل مشرق کا معمول ہے (ملا علی قاری۔ علامہ جزری فی التمہید) (۲) ضاد کی بجائے خالص ذال (قاری) (۳) ضاد کی بجائے مشابہ بالذال (قاری) (۴) دال مہملہ (قاری) (۵) طاء مہملہ یہ بہت سے اہل مغرب اور اہل مصر کا معمول رہا (نہایۃ القول المفید) (۶) غین معجمہ (العطایا الوھبیہ) (۷) دال مفخمہ (نہایۃ القول المفید) (۸) لام مفخمہ یہ اکثر زَیَالِعہ کا معمول رہا (نہایۃ القول المفید) (۹) صفیر ادا کرتے ہوئے زای کی مفخم آواز میں پڑھنا (التمہید للجزری)

ہمارے زمانہ میں (۱) ظاء (۲) دال (۳) دال مفخمہ (۴) زای مفخمہ (۵) غین (۶) دال اور واؤ کا مرکب اور بعض علاقوں میں (۷) غین اور دال کا مرکب پڑھا جاتا ہے چنانچہ ضاد کو غُداد، وَلَا الضَّآلِّیْنَ کو وَلَغدَ الِّیْن پڑھتے ہیں۔

درج بالا تمام اشکال ضاد کی غلط ادا کو ظاہر کرتی ہیں کہ یہ لفظ مختلف ادوار میں مختلف قوموں کے درمیان مختلف الاداء رہا ہے۔

۲۰۷ زبان کی بائیں کروٹ والے حصے کو لمبا کر کے اوپر کی پانچوں داڑھوں ناجذ۔ طواحن اور ضاحک پر جما کر اس حرف کو اس طرح ادا کریں کہ آواز میں بلندی ہو (جہر کی وجہ سے) آواز جاری رہے (رخوت کی وجہ سے) منہ بھر کر خوب موٹائی کے ساتھ آواز نکلے (استعلاء و اطباق کی وجہ سے) بسرعت ادا نہ ہو بلکہ جماؤ اور ٹھہراؤ کے ساتھ ہو (استطالت و اصمات سے)

۲۰۸ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ ہم لوگوں کو حرف ضاد بعینہ ظاء پڑھوانا چاہتے ہیں یہ گمان صحیح نہیں بنیادی طور پر لغت عرب میں یہ دو جداگانہ حرف ہیں ایک نہیں لیکن سلف و خلف سے مخارج و صفات کی روشنی میں جو متواتر طریقہ سے ضاد کی ادا چلی آتی ہے وہ یہ کہ سننے میں ان دونوں کی آوازیں تقریباً مشابہ ہیں۔

(۱) علامہ مرعشی رعایہ سے نقل کرتے ہیں کہ سننے میں ضاد اور ظاء ایک دوسرے سے مشابہ ہیں۔ ضاد کو ظاء سے مخرج اور صفت استطالت کے ساتھ فرق کر کے پڑھنا چاہیے (نہایۃ القول المفید) (بقیہ آئندہ صفحہ پر)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تمام علوم وفنون خصوص علوم منقولیہ عالیہ دینیہ استادوں سے حاصل کیے جاتے ہیں یہی معاملہ وعمل فن تجوید و قرآءت کے ساتھ بھی ہونا چاہیے۔کیسی گمراہی اور نہایت بے توجہی کا معاملہ ہے کہ ہر شخص بغیر حاصل کیے مطمئن ہے بلکہ بعض صاحب بعض موقعوں میں سادہ قرآن کہہ کر مسرور بھی ہوتے ہیں۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ۔

فسوف تری اذا انکشف الغبار

افرس تحت رجلک ام حمار

(ترجمہ) عنقریب دیکھ لو گے جب کہ ناواقفی کا غبار ہٹ جائے گا۔ آیا گھوڑے پر سوار ہو یا گدھے پر یعنی حق پر تھے یا وہم پرستی کرتے تھے۔

آنکس کہ نداند و بداند کہ بداند

درجهل مرکب ابد الدھر بماند

(ترجمہ) جو شخص کسی بات کو نہیں جانتا اور خود ہی سمجھتا ہے کہ میں جانتا ہوں۔ وہ جہل مرکب میں تمام عمر رہے گا ہرگز کبھی بھی اپنی اصلاح نہ کرے گا۔

وَاِنَّ الظَّنَّ لَا یُغْنِیْ مِنَ الْحَقِّ شَیْئًا۔

فائدہ (۳۲) : حروف مفخمہ میں تفخیم اس طرح نہ کی جائے کہ وہ حرف مشدد سنائی دے یا کسرہ مشابہ فتحہ کے یا فتحہ مشابہ ضمہ کے یا مفخم حرف کے بعد اگر الف ہے تو وہ الف واؤ کی طرح ہو جائے۔ تفخیم میں مراتب ہیں۔

(گزشتہ سے پیوستہ) (۲) شرح رضی میں ہے کہ ضاد میں بہ نسبت ظاء کے اطباق قوی ہے جس کی وجہ سے ضاد میں رخاوت ضعیف ہے جبکہ ظاء اس کے برعکس ہے یعنی اطباق ضعیف ہے اور اس کی وجہ سے رخاوت قوی ہے (حاشیہ فوائد مکیہ از قلم حضرت مولف رحمہ اللہ علیہ)

(۳) علامہ جزری اپنے مقدمہ میں خاص طور پر ظاء سے ممتاز ادا کرنے کا حکم فرماتے ہیں ۔

وَالضَّادُ بِاسْتِطَالَةٍ وَّ مَخْرَجٍ یعنی اور ضاد کو ظاء سے استطالت اور مخرج کے ساتھ ممتاز کر کے پڑھو۔

(۴) علامہ ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں ''دونوں حرف سننے میں ایک جیسے ہیں'' (فتاویٰ ج ۲۳ ص ۲۵۰)

(۵) علامہ سیوطیؒ فرماتے ہیں ضاد اور ظاء میں اشتراک صفات کی وجہ سے آوازوں میں تشابہ ہے (الاتقان فی علوم القرآن ج ۱ ص ۱۲۲)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حرف مفخّم مفتوح جس کے بعد الف ہو تو اس کی تفخیم اعلیٰ درجہ کی ہوتی ہے مثلاً طَالَ - وَ صَادِقٌ پھر اس کے بعد وہ مفتوح کہ بعد اس کے الف نہ ہو مثلاً اِنْطَلِقُوْا - پھر اس کے بعد مضموم مثلاً قُتِلَ پھر اس کے بعد مکسور مثلاً ظِلٍّ اور ساکن مفخّم ماقبل کے تابع ہوا کرتا ہے مثل اَطْعَمَهُمْ - يُرْزَقُوْنَ - اِقْرَا - اس بیان سے معلوم ہوا ہوگا کہ حرف مفخّم کے فتحہ کو مانند ضمہ کے اور اس کے بعد کے الف کو مانند واؤ کے پڑھنا یہ بالکل خلاف اصل ہے ایسا ہی حرف مرقق کے فتحہ کو اس قدر مرقق کرنا کہ امالہ صغریٰ ہو جائے یہ بھی قاعدہ کے خلاف ہے - یہ افراط و تفریط کلام عرب میں نہیں ہے - یہ اہل عجم کا طریقہ ہے -

فائدہ (۳۳) : حرف مد اور حرف لین ہمیشہ باریک ہی ہیں انہیں باریک ہی پڑھنا چاہیے مگر جب الف سے پہلے کوئی پر حرف آ جائے تو یہ بھی تبعاً پر پڑھا جائے گا - پر ہو جانے کے مواقع جیسے لفظ اَللّٰهُمَّ اور فَطَالَ - بُشْرٰى - عَصَایَ وغیرہ میں تو پر ہو جائے گا اور باقی سب حالتوں میں یہ بھی یعنی الف مثل وَ اور ىٓ ہمیشہ باریک رہے گا لیکن اس قدر الف کو باریک نہ کرنا چاہیے کہ امالہ صغریٰ ہو جائے جیسا کہ بعض ناواقف کیا کرتے ہیں الف مرقق اور امالہ صغریٰ میں فرق ہے یہ تو نہیں ہے کہ دونوں ایک ہیں کیسی ناواقفی کی غلطی ہے -

فائدہ (۳۴) : ہمزہ میں شدت اور جہر کی وجہ سے کسی قدر سختی ہے مگر نہ اس قدر کہ ناف ہل جائے - ناف سے حروف کو کچھ علاقہ نہیں - ۲۰۹

فائدہ (۳۵) : فؔ اور ہؔ یہ دونوں حروف اَضْعَفُ الْحُرُوْف ہیں - ۲۱۰ نہایت نرمی سے ادا ہونے چاہیے پھپکاری وغیرہ نہ مارنا چاہیے -

---

۲۰۹ یہ بات قاری محمد علی جلال آبادیؒ مولف رسالہ حجۃ القاری نے تحریر کی ہے کہ ہمزہ کو تحقیق ادا کیا جائے اور یہ بات کہی کہ اس کی ادائیگی میں پڑھنے والے کی ناف ہلتی ہوئی محسوس ہو - خصوصاً اجتماع ہمزتین میں مثلاً ءَ اَنْذَرْتَهُمْ - مگر استاذ القراء حضرت قاری عبدالرحمٰن مکی الہ بادی علیہ الرحمہ نے اس کا رد کیا ہے کہ ہمزہ کی ادا میں تحقیق ہونی چاہیے مگر نہ اس قدر کہ ناف ہل جائے - ہمزہ کا ناف سے کوئی تعلق نہیں - (سمعت حضرۃ الاستاذ المرحومؒ)

۲۱۰ اضعف الحروف وہ حروف ہیں جن میں صفات قویہ یا تو بالکل نہ ہوں یا صرف ایک صفت قویہ ہو - فاء اور ھاء بھی اضعف الحروف ہیں ھاء میں تو اصمات قوی صفت ہے اور ہمس - رخاوت استفال اور انفتاح ضعیف صفات ہیں جبکہ فاء میں کوئی قوی صفت نہیں اس میں ہمس - رخاوت - استفال - انفتاح اور اذلاق پانچوں ضعیف صفات ہیں - اضعف الحروف میں دو اور حروف ثاء اور حاء ہیں -

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فائدہ (۳۶): حرف عؔ اور حؔ کے ادا کرتے وقت گلا نہ گھونٹا جائے بلکہ وسط حلق سے نہایت لطافت سے بلا تکلف نکالنا چاہیے۔

فائدہ (۳۷): حرف مشدد میں دو حرف پڑھے جاتے ہیں اتنی ہی دیر بھی قریب قریب ہوتی ہے اور غنہ کی مقدار ایک الف ہے یعنی جتنی دیر میں ایک الف پڑھ لیا جائے۔

فائدہ (۳۸): فتحہ جس کے بعد الف نہ ہو اور ضمہ جس کے بعد واؤ ساکن نہ ہو اور کسرہ جس کے بعد یاء ساکن نہ ہو تو ان حرکات کو اشباع سے بچانا چاہیے ورنہ یہ ہی حروف زائد ہو جائیں گے۔

فائدہ (۳۹): جب فتحہ کے بعد الف اور ضمہ کے بعد واؤ ساکن غیر مشدد اور کسرہ کے بعد یاء ساکن غیر مشدد ہو تو اس وقت ان حرکات کو اشباع سے ضرور پڑھنا چاہیے ورنہ یہ ہی حرف مد ادا نہ ہوں گے جیسے بَصِیۡرًا – اَلۡعُلٰی – اِسۡتَوٰی – اُدۡعُوۡا – جَنَّتِیۡ وغیرہ خصوصاً جب کئی حرف مد قریب قریب جمع ہوں تو زیادہ خیال رکھنا چاہیے اکثر خیال نہ رکھنے سے کہیں اشباع ہوتا ہے اور کہیں نہیں جس سے ایک حرف یا کئی حروف کم ہو جاتے ہیں۔

فائدہ (۴۰): ضمہ کے بعد جب واؤ مشدد اور کسرہ کے بعد یاء مشدد ہو مثلاً عَدُوٌّ – لُجِّیٍّ تو اس وقت بھی اشباع ذرا سختی کے ساتھ ضرور ہونا چاہیے خصوصاً وقف میں زیادہ خیال رکھنا چاہیے ورنہ مشدد مخفف ہو جائے گا اور ایک حرف کم ہو جائے گا۔

فائدہ (۴۱): ہمزہ متحرک یا ساکن جہاں ہو اس کو خوب صاف طور سے پڑھنا چاہیے اکثر ایسا ہوتا ہے کہ ہمزہ واؤ یا یاء یا الف سے بدل جاتا ہے یا حذف ہو جاتا ہے یا ہمزہ مخلوط بالواؤ یا بالیاء یا بالالف اپنی حرکت کے موافق ہو جایا کرتا ہے اور اسی کو اصطلاح قراء میں تسہیل کہتے ہیں۔ تسہیل حفص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں کہیں نہیں ہے ماسوا ایک جگہ کے سورۂ فُصِّلَتۡ میں ءَ اَعۡجَمِیٌّ وَّ عَرَبِیٌّ۔ خصوصاً جہاں دو ہمزہ ہوں وہاں زیادہ خیال رکھنا چاہیے کہ دونوں ہمزہ خوب صاف کامل ادا ہوں ورنہ ضرور مُسَهَّل ہو جاتا ہے۔

فائدہ (۴۲): اجتماع ساکنین یعنی دو ساکن اکٹھے ہوں۔ ایک عَلٰی حَدِّہٖ ہے دوسرا عَلٰی غَیۡرِ حَدِّہٖ۔

اجتماع ساکنین علی حدہ اس کو کہتے ہیں کہ پہلا ساکن حرف مدہ ہو اور دونوں ساکن ایک کلمہ میں ہوں مثلاً

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دَآبَّۃٍ۔ آٰلْئٰنَ۔ اور یہ جائز ہے۔ ۲۱۱

اور اجتماع ساکنین علی غیر حدہ جائز نہیں ہے البتہ وقف میں جائز ہے جیسے وَالنَّسْلَ۔ عُسْرْ۔ ذِکْرْ۔

اور اجتماع ساکنین علی غیر حدہ اس کو کہتے ہیں کہ پہلا حرف ساکن مدنہ ہو یا مدہ تو ہو مگر یہ دونوں ساکن ایک کلمہ میں نہ ہوں۔ اب اگر پہلا ساکن حرف مدہ ہے تو اس کو حذف کر دیں گے۔ ۲۱۲ مثل وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ۔ فِی الْاَرْضِ۔ مِنْ تَحْتِھَا الْاَنْھٰرُ۔ فَلَمَّا ذَاقَا الشَّجَرَۃَ۔ وَقَالَا الْحَمْدُ لِلّٰہِ۔ رِزْقُھَا اللّٰہُ وغیرہ۔

اور اگر پہلا ساکن حرف مدہ نہیں تو اس کو کسرہ کی حرکت دی جائے گی مثل اِنِ ارْتَبْتُمْ۔ رَبِّ اغْفِرْ۔ مِمَّا لَمْ یُذْکَرِ اسْمُ اللّٰہِ۔ قُلِ اللّٰہُ یُفْتِیْکُمْ۔ بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوْقُ۔

اور اگر پہلا ساکن میم جمع ۲۱۳ ہو تو ضمہ دیا جائے گا۔ مثلاً عَلَیْکُمُ الصِّیَامُ۔ عَلَیْھِمُ الْقِتَالُ۔

---

۲۱۱ جب دو ساکن ایک کلمہ میں جمع ہوں اور پہلا ساکن حرف مدہ ہو تو اس حرف کو باقی رکھ کر خوب کھینچ کر پڑھا جاتا ہے جیسے آٰلْئٰنَ اور دَآبَّۃٍ اس کو اجتماع ساکنین علی حدہ کہتے ہیں۔ ایک کلمہ میں اجتماع ساکنین مطلقاً جائز ہے خواہ پہلا ساکن حرف مد ہو یا غیر حرف مد۔ وصل و وقف دونوں حالتوں میں آتا ہے جیسے آٰلْئٰنَ تو حرف مد کی مثال ہوئی اور یہ صرف وصلاً آئے گا جبکہ غیر حرف مد صرف وقفاً آئے گا جیسے قَدْرْ ٥ عُسْرْ ٥ وغیرہ وغیرہ۔ اس کو یوں بھی کہا جا سکتا ہے کہ پہلی حالت میں پہلا ساکن مدہ اور دوسرا ساکن اصلی ہے اور دوسری حالت میں دوسرا ساکن عارضی ہے۔

۲۱۲ اگر دو ساکن دو کلموں میں ہوں یعنی پہلا ساکن پہلے کلمہ کے آخر میں اور دوسرا ساکن دوسرے کلمہ کے شروع میں مثلاً وَاسْتَبَقَا الْبَابَ کہ اصل میں وَاسْتَبَقَا اَلْبَابَ تھا۔ اَلْبَابَ کے شروع میں ہمزہ وصل درمیان کلام میں آنے سے حذف ہو گیا تو دو ساکن دو کلموں میں جمع ہوئے اور لفظ ہوا وَاسْتَبَقَا الْبَابَ یہ اجتماع ساکنین ناجائز ہے اس کو اجتماع ساکنین علی غیر حدہ کہتے ہیں۔

۲۱۳ دو کلموں کے اجتماع ساکنین چونکہ ناجائز ہے اس لیے اسے ختم کرنے کے طریقے ہیں جیسے پہلا ساکن میم جمع ہو تو اس کو ضمہ دے دیں گے جیسے عَلَیْکُمُ الْقِتَالُ۔ کیونکہ میم جمع میں ضمہ ہی اصل ہے۔ اسی طرح جب واؤ جمع غیر مدہ ہو تو اس کو بھی ضمہ دے دیں گے جیسے وَلَا تَخْشَوُا النَّاسَ۔ یہ صورت معتل لام کے افعال میں پیش آتی ہے چنانچہ ناقص یائی کی مثال جیسے اٰتَوُا الزَّکٰوۃَ۔ رَاَوُا الْعَذَابَ۔ لَوَلَّوُا الْاَدْبَارَ وغیرہ۔ ناقص واوی جیسے دَعَوُا اللّٰہَ اس واؤ کو واو مدہ کی طرح حذف نہیں کیا جاتا۔ تاکہ صیغہ واحد سے مشابہت نہ ہو جائے۔ مثلاً اٰتَوْا اصل میں اٰتَیُوْا تھا۔ یاء متحرک ماقبل مفتوح اس لیے یاء کو الف سے بدلا اور الف اجتماع ساکنین کی وجہ سے حذف ہو گیا اور ضمہ دینے سے اور کسرہ نہ دینے کی وجہ بھی یہی ہے تاکہ یہ ضمہ اپنے ماقبل کے حذف اور اس کی حرکت پر دال ہو جائے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور مِن جو حرف جر ہے اس کے بعد جب کوئی ساکن آئے گا تو نون مفتوح پڑھا جائے گا۔۲۱۴ مثلاً فَمِنَ اللّٰہِ۔ مِنَ النَّاسِ۔

اور ایسا ہی میم الٓمّٓ اللّٰہُ کا بھی حالت وصل میں جو شروع سورۂ آل عمران میں ہے مفتوح پڑھا جائے گا۔۲۱۵

فائدہ (۴۳): کلمہ مُنَوَّنہ یعنی جس کلمہ اسمی کے آخر حرف پر دو زبر یا دو زیر یا دو پیش ہوں تو وہاں پر ایک نون ساکن پڑھا جاتا ہے اور لکھا نہیں جاتا اسی کو نون تنوین کہتے ہیں یہ تنوین حالت وقف میں حذف ہو جاتی ہے اور اس حرف پر وقف کرتے ہیں مگر دو زبر ہوں تو اس وقت اس تنوین کو الف سے بدل دیتے ہیں مثلاً قَدِیْرٌ۔ بِرَسُوْلٍ اور بَصِیْرًا۔ لِیَسُوْٓا سُوْٓءًا۔

اور حالت وصل میں جب اس تنوین کے بعد ہمزہ وصلی ہو تو ہمزہ وصلی حذف ہو جائے گا۔ اور یہ تنوین بسبب اجتماع ساکنین علی غیر حدہ مکسور پڑھی جائے گی۔۲۱۶

اور اکثر قرآن شریف میں عوام کی سہولت کی غرض سے چھوٹا سا نون لکھ دیتے ہیں اور اس نون کا نام نون قطنی ۲۱۷ رکھ لیا گیا ہے مثلاً لُمَزَةِ نِ الَّذِیْ۔ خَیْرًا نِ الْوَصِیَّةِ۔ شَکُوْرُ نِ الَّذِیْ۔ قُلْ ھُوَ اللّٰہُ

---

۲۱۴ اگر پہلا ساکن مِنْ حرف جر ہو تو نون کو زبر دیں گے جیسے مِنَ النَّاسِ۔ قاعدہ کے خلاف فتحہ دینا توالی کسرتین سے بچنے کے لیے ہے۔ کیونکہ میم بھی مکسور ہے اور اِنِ امْرُؤٌ میں ایسا نہیں کیا گیا وجہ یہ ہے کہ اِنْ۔ مِنْ کے مقابلہ میں قلیل الوقوع ہے۔

۲۱۵ پہلے ساکن الٓمّٓ کی میم کو زبر دیں گے یعنی الٓمّٓ اللّٰہُ پڑھیں گے۔ وصل میں حرف میم میں طول وقصر دو وجہ صحیح ہیں۔ توسط صحیح نہیں۔ میم میں چونکہ سکون اصل ہے اور فتحہ عارضی ہے اصل کا اعتبار کرتے ہوئے اور عارضی فتحہ کو کالعدم شمار کرتے ہوئے طول کیا گیا اور عارضی حالت کا اعتبار کرتے ہوئے قصر جائز ہوا۔ (النشر ج ا ص ۳۶۰)

۲۱۶ مطلب یہ ہے کہ تنوین کے بعد اگر ہمزہ وصل کے بعد آنے والا ساکن ہو تو تنوین کے نون کو زیر دیتے ہیں کیونکہ ہمزہ وصل درمیان میں گر جاتا ہے جیسے خَبِیْثَةِ اجْتُثَّتْ کو خَبِیْثَةِ نِ اجْتُثَّتْ پڑھیں گے۔

۲۱۷ اس کو نون قطنی اس لیے کہتے ہیں کہ قطن کے معنی عربی میں روئی کے ہیں روئی کو اوپر نیچے دو کپڑوں کے درمیان سی لیتے ہیں جیسے رزائی وغیرہ میں۔ یہ نون بھی دو حرفوں کے درمیان میں اسی طرح روئی کی مانند چھپا ہوتا ہے کیونکہ عموماً مصاحف میں لکھا ہوا نہیں ہوتا اور اگر لکھا بھی ہوتا ہے تو بہت چھوٹا سا۔ نیز یہ نون قطنی وصلاً پڑھا جاتا ہے اگر پہلے کلمہ پر وقف کر کے دوسرے سے اعادہ کیا جائے گا تو یہ نون حذف ہو جائے گا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَحَدُا نِ اللّٰهُ الصَّمَدُ - طُوًی نِ اذْهَبْ -

فائدہ (۴۴): نون تنوین اور صلہ وقف میں حذف ہو جاتا ہے جیسے کہ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ اور اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ - وَ كُتُبِهٖ - وَ امْرَاَتُهٗ وغیرہ میں۔

فائدہ (۴۵): پارہ بارہ رکوع چھ میں اور پارہ انیس رکوع چار میں اور پارہ بیس رکوع چار میں اور پارہ ستائیس رکوع تین میں لکھا ہوا ہے ثَمُوْدَا الف کے ساتھ۔ مگر پڑھا جائے گا ثَمُوْدَ بلا الف کے ہمیشہ اور وقف بسکون الدال ہوگا۔ پارہ چار رکوع چھ میں اَفَائِنْ لکھا ہوا ہے اور پڑھا جائے گا اَفَئِنْ پارہ چھ رکوع نو میں اَنْ تَبُوْءَ ا لکھا ہوا ہے اور پڑھا جائے گا اَنْ تَبُوْءَ پارہ نو رکوع تین میں لکھا ہوا ہے مَلَائِهٖ اور پڑھا جائے گا مَلَئِهٖ - پارہ تیرہ رکوع چودہ میں لکھا ہوا ہے لِتَتْلُوَا پڑھا جائے گا لِتَتْلُوَ - پارہ پندرہ رکوع چودہ میں لکھا ہوا ہے لَنْ نَّدْعُوَا پڑھا جائے گا لَنْ نَّدْعُوَ - پارہ پندرہ رکوع سولہ میں لکھا ہوا ہے لِشَائٍ اور پڑھا جائے گا لِشَیْءٍ - پارہ اکیس سورۃ الروم رکوع چار میں لکھا ہوا ہے لِیَرْبُوَا مگر پڑھا جائے گا لِیَرْبُوَ بلا الف پارہ چھبیس رکوع پانچ میں لکھا ہوا ہے لِیَبْلُوَا پڑھا جائے گا وَلٰكِنْ لِّیَبْلُوَ - پارہ چھبیس رکوع آٹھ میں لکھا ہوا ہے نَبْلُوَا پڑھا جائے گا نَبْلُوَ -

فائدہ (۴۶): بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوْقُ جو سورۂ حجرات میں ہے اس میں بِئْسَ کے بعد لام مکسور اس کے بعد سین ساکن ہے اور لام سے قبل اور بعد جو ہمزہ ہیں - وہ ہمزہ وصلی ہیں اس وجہ سے حذف کیے جائیں گے اور لام کو کسرہ بسبب اجتماع ساکنین علیٰ غیر حدہ کے پڑھا جاتا ہے۔

فائدہ (۴۷): نون خفیفہ قرآن مبارک میں دو جگہ ہے ایک وَلَيَكُوْنًا مِّنَ الصّٰغِرِيْنَ سورہ یوسف میں۔ دوسرا لَنَسْفَعًا سورۂ اِقْرَاْ میں یہ نون وقف میں الف کے ساتھ پڑھا جائے گا اس وجہ سے کہ اس کی رسم الف کے ساتھ ہے۔

فائدہ (۴۸): وَكَاَيِّنْ میں جو نون ساکن ہے یہ نون تنوین کا ہے اور مرسوم ہے اسی لفظ کے سواء مصحف عثمانی میں کہیں تنوین لکھی نہیں جاتی اور قاعدہ کے مطابق یہاں تنوین وقف کی حالت میں حذف ہونی چاہیے مگر چونکہ وقف تابع رسم خط کے ہوتا ہے اور اس لفظ میں تنوین مرسوم ہے اس وجہ سے وقف میں بھی ثابت رہے گی۔

فائدہ (۴۹): آخیر کلمہ کا حرف علت جب غیر مرسوم ہو تو وقف میں محذوف ہوگا اور جو مرسوم ہوگا وہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وقف میں ثابت ۲۱۸ ہوگا- ثابت فی الرسم ثابت فی الوقف کی مثال وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ- مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ- وَلَاتَسْقِي الْحَرْثَ- اور محذوف فی الرسم محذوف فی الوقف کی مثال وَسَوْفَ يُؤْتِ اللّٰهُ سورۂ نساء میں- نُنْجِ الْمُؤْمِنِيْنَ- سورۂ یونسؑ میں مَتَابِ- عِقَابِ سورۂ رعد میں اور سورۂ نمل میں جو فَمَا اٰتٰنِ ءَ اللّٰهُ ہے اس میں دراصل نون کے بعد مصحف عثمانیہ میں یاء مرسوم نہیں ہے-۲۱۹ اور حفص رضی اللہ تعالیٰ عنہ وقف میں اثبات اور حذف دونوں روایت کرتے ہیں اور وصل میں صرف اثبات یاء مفتوحہ ہی روایت کرتے ہیں اس لیے اب اکثر قرآن شریف میں نون کے بعد یاء مجہول علیحدہ لکھ لی جاتی ہے- جیسا کہ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ میں میم کے اوپر کھڑا زبر بنا لیا گیا ہے-

وَيَدْعُ الْاِنْسَانُ سورۂ اسراء میں- وَيَمْحُ اللّٰهُ سورۂ شوریٰ میں- يَدْعُ الدَّاعِ سورۂ قمر میں- سَنَدْعُ الزَّبَانِيَةَ سورۂ علق میں-۲۲۰

اَيُّهَ الْمُؤْمِنُوْنَ- اَيُّهَ السّٰحِرُ- اَيُّهَ الثَّقَلٰنِ یہ سب محذوف فی الوقف ہی رہیں گے-۲۲۱ اور وقف تابع رسم کے لیے حذف ہونے میں یہ شرط ہے کہ اول تماثل فی الرسم کی وجہ سے محذوف نہ ہو- اگر تماثل کی وجہ سے غیر مرسوم ہوگا تو اس قسم کا محذوف فی الرسم وقف میں ثابت ہوگا اس کی مثال يُحْيِي- يَسْتَحْيِي- وَاِنْ

---

۲۱۸ جو حرف علت اجتماع ساکنین کی وجہ سے وصلاً حذف ہوتا ہو وقف میں باتفاق ثابت رہے گا- بشرطیکہ مرسوم ہو جیسے يُؤْتِي الْحِكْمَةَ- يَاْتِي اللّٰهُ بِقَوْمٍ- وَقَالَا الْحَمْدُ وغیرہ- لیکن اگر حروف علت محذوف الرسم ہوں خواہ حذف التقاء ساکنین کی وجہ سے ہو یا کسی اور وجہ سے اور التقاء ساکنین تنوین کی وجہ سے ہو یا کسی اور ساکن حرف کی وجہ سے مثلاً بَاغٍ وَّلَا عَادٍ- مِنْ مُّوْصٍ وغیرہ تو وقف میں یہ حروف علت بھی محذوف ہوں گے-

نوٹ: اس قسم کے الفاظ تین ہیں اور چوہتر جگہ آئے ہیں- (النشر ج ۲ ص ۱۳۷)

۲۱۹ یاد رہے تمام قرآن میں غیر مرسوم یاء کا اثبات حفص کے لیے بس یہی ایک جگہ ہے-

۲۲۰ یہ چار کلمات میں باتفاق وقفاً واؤ حذف ہوگی اور واؤ کا یہ حذف اجتماع ساکنین کی وجہ سے ہے-

۲۲۱ ان تین کلمات میں اجتماع ساکنین کی وجہ سے الف کا حذف ہوا ہے- اَيُّهَ کی ھاء کے بعد والا الف اجتماع ساکنین کی وجہ سے رسماً محذوف ہوا- اور اجتماع ساکنین کی وجہ سے الف کا حذف صرف لفظ اَيُّهَ میں ہی ہوا ہے-

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تَلُوٗ – لِتَسۡتَوٗ – جَآءَ – مَآءَ – سَوَآءٌ – تَرٰٓءَ الۡجَمۡعٰنِ – ۲۲۲ے

فائدہ (۵۰): حرف مُبۡدُوۡء اور موقوف کا خیال رکھنا چاہیے کہ کامل طور سے ادا ہو خاص کر جب ہمزہ یا عین موقوفہ کسی حرف ساکن کے بعد ہو مثل مَنۡ اٰمَنَ – سَوَآءٌ عَلَيۡهِمۡ – شَيۡءٍ – سُوۡءٍ – جُوۡعٍ – لِلّٰهِ – اکثر خیال نہ کرنے سے اس قسم کے موقع پر حرف بالکل نہیں ادا ہوتا ہے یا ناقص ادا ہوتا ہے۔

فائدہ (۵۱): حروف مدہ جب موقوف ہوں تو اس کا خیال رکھنا چاہیے کہ ایک الف سے زائد مد نہ ہو جائے – ورنہ مد متصل ادا ہو جائے گا دوسرے یہ کہ بعد حرف مدہ کے چھوٹی ھاء یا ہمزہ نہ زائد ہو جائے جیسا کہ اکثر ناواقفوں سے ہو جاتا ہے مثلاً قَالُوۡا – مَالَا – فِيۡ – مَعَاشًا – كُبۡرٰى – وَاذۡ خُلِيۡ جَنَّتِيۡ وغیرہ۔

فائدہ (۵۲): نون مخفی کے ماقبل کی حرکت کا خیال رکھنا چاہیے کہ اس میں اشباع نہ ہو جائے مثلاً مِنۡ قَبۡلُ – يُنۡفِقُوۡنَ – مَنۡ كَانَ – ایسا ہی جب مشدد ہو یا مدغم بادغام ناقص مثلاً اِنَّ – اِمَّ – مَنۡ يَّقُوۡلُ – ورنہ حروف مدہ قبل نون کے زائد ہو جائیں گے جیسا کہ اکثر عوام کرتے ہیں۔

فائدہ (۵۳): مِنۡ ضُعۡفٍ – بَعۡدِ ضُعۡفٍ – قُوَّةٍ ضُعۡفًا – سورۂ روم کے ان تینوں ضُعۡفٍ میں جائز ہے فتحہ ضاد کا اور ضمہ ضاد کا – ۲۲۳ے

فائدہ (۵۴): وَاللّٰهُ يَقۡبِضُ وَيَبۡصُۜطُ سورۂ بقرہ میں اور فِي الۡخَلۡقِ بَصۜۡطَةً سورۂ اعراف میں اَمۡ هُمُ الۡمُصَۜيۡطِرُوۡنَ سورۂ طور میں اور بِمُصَۜيۡطِرٍ سورۂ غاشیہ میں ان چار جگہوں میں باء اور میم کے بعد صاد لکھنا چاہیے سین لکھنا درست نہیں ہے۔ اَمۡ هُمُ الۡمُصَۜيۡطِرُوۡنَ میں چاہے صاد پڑھے چاہے سین پڑھے۔ اور بِمُصَۜيۡطِرٍ میں بھی دونوں روایت حفص میں مروی ہیں علی طریقۃ الطیبہ اور علی طریقۃ الشاطبیہ صرف صاد

۲۲۲ے رسم قرآنی کا قاعدہ ہے کہ دو یا تین حرف مد کی شکلیں جب کہیں جمع ہو جائیں تو ان میں سے صرف ایک ہی تخفیف کی غرض سے لکھتے ہیں اور باقی نہیں لکھتے – خواہ وہ دونوں حروف علت ہوں جیسے وَاِنۡ تَلۡوٗا – لِتَسۡتَوٗا – دَاوٗدُ – فَاوٗا – يُحۡيِيۡ – يَسۡتَحۡيِيۡ – اِنَّ وَلِيِّ ىَ اللّٰهُ – یا ایک حرف علت اور دوسرا اس کا ہم شکل حرف ہمزہ ہو جیسے دُعَآءً – نِدَآءً – يَشَآءُ – جِيٓءَ – تَرٰٓءَ وغیرہ – ان کلمات میں ہمزہ بھی محذوف الشکل ہوتا ہے کیونکہ بعد ساکن ہمزہ محذوف الشکل ہوتا ہے – ہمزہ کا یہ حذف رسم کے ایک خاص اصول پر ہے نہ اس مقصد کے ساتھ کہ ہمزہ پڑھا نہ جائے۔

۲۲۳ے یعنی ضُعۡفٍ – ضَعۡفٍ – ضُعۡفًا – ضَعۡفًا دونوں پڑھنا صحیح ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خالص ہی ہے اور یہی صاد ہی پڑھا جائے گا- اور یَبْصُۜطُ اور بَصْۜطَةً میں سین ہی پڑھی جائے گی دونوں طریق سے۲۲۴ اور اکثر قرآن شریف میں ان چاروں موقعوں میں صاد کے اوپر چھوٹی سی سین لکھ دیا کرتے ہیں الگ سے وہ اسی غرض سے لکھتے ہیں-

فائدہ (۵۵): مد عارض اور لین عارض میں تین وجہ جائز ہیں- طول- توسط- قصر- فرق اتنا ہے کہ مد بسکون عارض میں طول اولیٰ پھر توسط بعد میں قصر کا مرتبہ ہے بخلاف لین بسکون عارض کے کہ اس میں پہلا مرتبہ قصر کا ہے پھر توسط اس کے بعد طول کا- اب معلوم کرنا چاہیے کہ مقدار طول کی کیا ہے- طول کی مقدار تین الف ہے اور توسط کی دو الف اور ایک قول کے موجب طول کی مقدار چار الف- توسط کی تین الف اور قصر کی مقدار ہر حال میں ایک ہی الف ہے-۲۲۵ مد کی مقدار میں اور بھی اقوال مرویہ ہیں بخیال تطویل کے ان پر بس کیا گیا یہ ضروری امر ہے کہ پڑھنا شروع کیا جائے تو جس مد کی مقدار پہلے مد میں اختیار کی جائے وہ ہی ایک جلسہ میں آخر تک رہے ایسا نہ کرے کہ کہیں دو- کہیں تین- کہیں چار الف کی مقدار بڑھاتا گھٹاتا رہے یا منفصل کی مقدار متصل سے زیادہ کرے یہ سب درست نہیں دونوں کی مقدار برابر یا منفصل کی مقدار متصل سے کم ہونا چاہیے- اور تساوی سب جگہ ملحوظ رکھے-
۲۲۶ ایک الف کی مقدار ایک زبر کی مقدار کا دوگنا ہے-

---

۲۲۴ یعنی بطریق طیبہ اور بطریق شاطبیہ-

۲۲۵ الف کی مقدار کیا ہے؟ جواب یہ ہے کہ اس قدر کھینچنا کہ دو حرکتیں ادا ہو جائیں ان دو حرکتوں میں سے ایک تو اس حرف کی ہوگی جو حرف مد سے پہلے ہے اور دوسری حرکت کے مساوی یہ حرف مد ہوگا مثلاً بَ – بَ میں پہلی باء کی حرکت تو اس حرف کی حرکت سمجھنی چاہیے جو حرف مد سے پہلے ہوتا ہے اور دوسری باء کی حرکت کے مساوی حرف مد کی مقدار ہوگی- (نہایۃ القول المفید ص۱۲۲)

۲۲۶ تلاوت میں متصل و منفصل اگر دونوں جمع ہوں جیسے هٰٓؤُلَآءِ تو یہ خیال رکھنا نہایت ضروری ہے کہ یا تو متصل اور منفصل کی مقداریں مساوی رہیں جبکہ منفصل میں قصر نہ کیا گیا ہو- یا منفصل کی مقدار کم اور متصل کی زیادہ رہے اس کے برعکس صحیح نہیں- مثلاً منفصل میں قصر کرتے ہوئے متصل میں تین یا چار الف مد کرنا صحیح ہے یا دونوں میں تین چار یا پانچ الف مد کر لیا جائے تو بھی مساوات ہوگی اور صحیح ہوگا- وجہ یہ ہے کہ منفصل ضعیف اور متصل قوی ہے- لہٰذا ضعیف کو یا تو قوی کے برابر ہونا چاہیے یا کم زیادہ ہونا ہرگز صحیح نہیں- خواہ منفصل مقدم اور متصل مؤخر ہو یا اس کے برعکس ہو-

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فائدہ (۵۶): مدلازم کی چاروں قسموں میں طول علی التساوی ہوگا اور بعض کا قول ہے کہ مثقل میں زیادہ مد ہوگا اور بعض کا قول مخفف میں زیادہ مگر محققین کے قول موجب دونوں میں تساوی معمول بہا ہے ان کی مقدار تین الف ہے ایک قول موجب چار الف بھی ہے جس پر چاہے عمل کرے۔

فائدہ (۵۷): حرف موقوف مفتوح سے قبل جب حرف مد یا حرف لین ہو مثلاً عٰلَمِيْنَ اور لَا خَيْرَ کے تین وجہ وقف میں ہوں گی طول مع الاسکان۔توسط مع الاسکان۔قصر مع الاسکان۔اور اگر حرف موقوف مکسور ہے تو وجہ عقلی چھ نکلتی ہیں ان میں سے چار جائز ہیں (۱) طول (۲) توسط (۳) قصر مع الاسکان (۴) قصر مع الروم اور طول توسط مع الروم ناجائز ہے اس واسطے کہ مد فرعی کے لیے بعد حرف مد کے سکون چاہیے اور روم کی حالت میں سکون نہیں ہوتا بلکہ حرف متحرک ہی رہتا ہے ذرا ضعیف حرکت ہو جاتی ہے۔

اور اگر حرف موقوف مضموم ہے مثل نَسْتَعِيْنُ کے تو عقلی وجہیں نو ہوتی ہیں (۱) طول (۲) توسط (۳) قصر مع الاسکان (۴) طول مع الاشمام (۵) توسط مع الاشمام (۶) قصر مع الاشمام (۷) قصر مع الروم۔یہ سات وجہیں جائز ہیں۔اور (۱) طول مع الروم اور (۲) توسط مع الروم غیر جائز ہیں جیسا کہ ابھی پہلے معلوم ہو چکا ہے۔

فائدہ (۵۸): جب مد بسکون عارض یا لین بسکون عارض کئی جگہ ہوں تو ان میں تساوی اور توافق کا خیال رکھنا ضروری ہے یعنی ایک جگہ مد عارض میں طول کیا ہے تو سب جگہ طول کیا جائے اور اگر توسط کیا ہے تو توسط ہی کرتا جائے اور اگر قصر کیا ہے تو قصر کرتا الی آخرہ چلا جائے۔اور ایسا ہی لین عارض میں بھی توافق ہونا چاہیے اور جیسا کہ طول توسط میں متفق ہونا چاہیے ایسا ہی مقدار طول اور توسط میں بھی توافق ہونا ضروری ہے۔

فائدہ (۵۹): استعاذہ بالاتفاق جزو کسی سورۃ کا نہیں ہے البتہ شعار قرآن شریف سے ہے اور فارق ہے درمیان قرآن شریف اور غیر قرآن شریف کے۔اسی وجہ سے کسی اور کتاب کے شروع کرنے میں اعوذ باللہ پڑھنا منع ہے مکروہ ہے۔[۲۲۷]

---

[۲۲۷] جمہور علماء کے نزدیک اول قرآءت میں استعاذہ شرعاً مستحب ہے۔یہی مشہور قول ہے اس کا ترک کرنا آداب قرآنی کے خلاف ہے۔بعض علماء مثلاً عطاءؒ۔سفیان ثوریؒ اور داؤد ظاہریؒ کے نزدیک استعاذہ واجب ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فائدہ (۶۰): بسم اللہ میں قراء سبعہ وعشرہ کا اختلاف ہے۔ ۲۲۸ حضرت حفص عن عاصم رضی اللہ عنہما کی روایت اور قرآءت میں جس کو ہم لوگ سب پڑھتے ہیں وہ ہر ہر سورۃ کے شروع میں بسم اللہ شریف کو روایت کرتے ہیں لہٰذا اگر کوئی تراویح پڑھانے والا بربنائے اتباع روایت حفصؒ ہر سورت کے شروع میں جہر سے بسم اللہ کو پڑھے تاکہ ختم کامل روایت کے موافق ہو تو اس کو لعن طعن نہ کرنا چاہیے۔ جناب زبدۃ الفقہاء والمحدثین حضرت مرشدنا مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی نور اللہ مرقدہ نے بھی اس طرح پر اجازت تحریر فرمائی ہے جو قابل دید ہے فتاویٰ رشیدیہ حصہ اول صفحہ ۳۸ مطبوعہ شمس المطابع شہر مراد آباد محلّہ ساہو ۱۳۱۳ھ۔ حصہ سوم ص ۱۴۷' میں بھی یہی مضمون تحریر ہے۔

فائدہ (۶۱): تعوذ اور بِسْمِ اللّٰهِ سے رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ تک فصل کل کی حالت میں ضربی وجہیں عقلی اڑتالیس نکلتی ہیں۔ اس طرح سے کہ اَلرَّجِيْم کی اوجہ ثلاثہ مع الاسکان اور قصر مع الروم کو اَلرَّحِيْم کے مدود ثلاثہ اور قصر مع الروم میں ضرب دینے سے سولہ وجہیں ہوتی ہیں۔ اور ان سولہ کو اَلْعٰلَمِيْنَ کے مدود ثلاثہ میں ضرب دینے سے اڑتالیس وجہیں عقلی ۲۲۹ ہوتی ہیں۔ جن میں چار بالاتفاق جائز ہیں یعنی اَلرَّجِيْم۔ اَلرَّحِيْم۔

---

۲۲۸ شاطبیؒ باب البسملہ میں فرماتے ہیں۔

وَبَسْمَلَ بَيْنَ السُّوْرَتَيْنِ بِسُنَّةٍ رِجَالٌ نَمَوْهَا دِرْيَةً وَّ تَحَمُّلَا

(ترجمہ) اور بین السورتین بسملہ پڑھی ہے سنت کے مطابق ان رجال نے کہ جنہوں نے اس کو درایۃً وروایتاً نقل کیا ہے۔ یعنی ابتداء بالسورت میں تو سب ہی کے لیے بسملہ پڑھنا ضروری ہے بین السورتین اختلاف ہوا ہے قالون۔ کسائی اور امام عاصم اور مکی کے یہاں بسم اللہ پڑھنا ضروری ہے۔ درایۃً یہ کہ بسم اللہ لکھی ہوئی ہے اور روایتاً یہ کہ حدیث سے کسی نئی سورت کا نزول جب ہی معلوم ہوتا ہے کہ بسم اللہ نازل ہوتی تھی۔ باقین کے لیے بغیر بسملہ بین السورتین وصل یا سکتہ ہے۔

۲۲۹ اَلرَّجِيْم ۔ اَلرَّحِيْم اور اَلْعٰلَمِيْنَ کی ضربی وقفی وجوہ

اَلرَّجِيْم اور اَلرَّحِيْم کی پہلی چار وجوہ

نمبر شمار	اَلرَّجِيْم	اَلرَّحِيْم
۱	طول مع الاسکان	طول مع الاسکان
۲	ایضاً	توسط مع الاسکان

اَلرَّجِيْم اور اَلرَّحِيْم کی دوسری چار وجوہ

نمبر شمار	اَلرَّجِيْم	اَلرَّحِيْم
۱	توسط مع الاسکان	طول مع الاسکان
۲	ایضاً	توسط مع الاسکان

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَلْعٰلَمِیْنَ میں طول مع الاسکان توسط مع الاسکان-قصر مع الاسکان- اَلرَّجِیْمِ اَلرَّحِیْمِ میں قصر مع الروم اور

(گذشتہ سے پیوستہ) ۲۲۹ے

نمبر شمار	اَلرَّجِیْم	اَلرَّحِیْم
۳	طول مع الاسکان	قصر مع الاسکان
۴	ایضاً	قصر مع الروم

نمبر شمار	اَلرَّجِیْم	اَلرَّحِیْم
۳	توسط مع الاسکان	قصر مع الاسکان
۴	ایضاً	قصر مع الروم

اَلرَّجِیْم اور اَلرَّحِیْم کی تیسری چار وجوہ

نمبر شمار	اَلرَّجِیْم	اَلرَّحِیْم
۱	قصر مع الاسکان	طول مع الاسکان
۲	ایضاً	توسط مع الاسکان
۳	ایضاً	قصر مع الاسکان
۴	ایضاً	قصر مع الروم

اَلرَّجِیْم اور اَلرَّحِیْم کی چوتھی چار وجوہ

نمبر شمار	اَلرَّجِیْم	اَلرَّحِیْم
۱	قصر مع الروم	طول مع الاسکان
۲	ایضاً	توسط مع الاسکان
۳	ایضاً	قصر مع الاسکان
۴	ایضاً	قصر مع الروم

اَلْعٰلَمِیْنَ کے طول والی سولہ وجوہ کا نقشہ

نمبر شمار	اَلرَّجِیْم	اَلرَّحِیْم	اَلْعٰلَمِیْن
۱	طول مع الاسکان	طول مع الاسکان	طول مع الاسکان
۲	طول مع الاسکان	توسط مع الاسکان	ایضاً
۳	طول مع الاسکان	قصر مع الاسکان	ایضاً
۴	طول مع الاسکان	قصر مع الروم	ایضاً
۵	توسط مع الاسکان	طول مع الاسکان	ایضاً
۶	توسط مع الاسکان	توسط مع الاسکان	ایضاً
۷	توسط مع الاسکان	قصر مع الاسکان	ایضاً
۸	توسط مع الاسکان	قصر مع الروم	ایضاً
۹	قصر مع الاسکان	طول مع الاسکان	ایضاً

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَلْعٰلَمِیْنَ میں قصر مع الاسکان اور بعض طریق نے اَلرَّحِیْمِ اَلرَّحِیْمِ کے قصر مع الروم کے ساتھ اَلْعٰلَمِیْنَ

(گذشتہ سے پیوستہ) ۲۲۹

اَلْعٰلَمِیْنَ کے طول والی سولہ وجوہ کا نقشہ

نمبر شمار	اَلرَّحِیْمِ	اَلرَّحِیْمِ	اَلْعٰلَمِیْنَ
۱۰	قصر مع الاسکان	توسط مع الاسکان	طول مع الاسکان
۱۱	قصر مع الاسکان	قصر مع الاسکان	ایضاً
۱۲	قصر مع الاسکان	قصر مع الروم	ایضاً
۱۳	قصر مع الروم	طول مع الاسکان	ایضاً
۱۴	قصر مع الروم	توسط مع الاسکان	ایضاً
۱۵	قصر مع الروم	قصر مع الاسکان	ایضاً
۱۶	قصر مع الروم	قصر مع الروم	ایضاً

اَلْعٰلَمِیْنَ کے توسط والی سولہ وجوہ کا نقشہ

نمبر شمار	اَلرَّحِیْمِ	اَلرَّحِیْمِ	اَلْعٰلَمِیْنَ
۱	طول مع الاسکان	طول مع الاسکان	توسط مع الاسکان
۲	ایضاً	توسط مع الاسکان	ایضاً
۳	ایضاً	قصر مع الاسکان	ایضاً
۴	ایضاً	قصر مع الروم	ایضاً
۵	توسط مع الاسکان	طول مع الاسکان	ایضاً
۶	ایضاً	توسط مع الاسکان	ایضاً
۷	ایضاً	قصر مع الاسکان	ایضاً
۸	ایضاً	قصر مع الروم	ایضاً
۹	قصر مع الاسکان	طول مع الاسکان	ایضاً

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں طول توسط مع الاسکان کو جائز فرمایا ہے۔

(گذشتہ سے پیوستہ) ۲۲۹

اَلْعٰلَمِیْن کے توسط والی سولہ وجوہ کا نقشہ

نمبر شمار	اَلرَّحِیْم	اَلرَّحِیْم	اَلْعٰلَمِیْن
۱۰	قصر مع الاسکان	توسط مع الاسکان	توسط مع الاسکان
۱۱	ایضاً	قصر مع الاسکان	ایضاً
۱۲	ایضاً	قصر مع الروم	ایضاً
۱۳	قصر مع الروم	طول مع الاسکان	ایضاً
۱۴	ایضاً	توسط مع الاسکان	ایضاً
۱۵	ایضاً	قصر مع الاسکان	ایضاً
۱۶	ایضاً	قصر مع الروم	ایضاً

اَلْعٰلَمِیْن کے قصر والی سولہ وجوہ کا نقشہ

نمبر شمار	اَلرَّحِیْم	اَلرَّحِیْم	اَلْعٰلَمِیْن
۱	طول مع الاسکان	طول مع الاسکان	قصر مع الاسکان
۲	ایضاً	توسط مع الاسکان	ایضاً
۳	ایضاً	قصر مع الاسکان	ایضاً
۴	ایضاً	قصر مع الروم	ایضاً
۵	توسط مع الاسکان	طول مع الاسکان	ایضاً
۶	ایضاً	توسط مع الاسکان	ایضاً
۷	ایضاً	قصر مع الاسکان	ایضاً
۸	ایضاً	قصر مع الروم	ایضاً
۹	قصر مع الاسکان	طول مع الاسکان	ایضاً

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باقی بیالیس وجہیں بالاتفاق غیر جائز ہیں اور فصل اول وصل ثانی میں ضربی وجہیں بارہ نکلتی ہیں اس طرح پر کہ اَلرَّحِیْم کے مدود ثلاثہ اور قصر مع الروم کو اَلْعٰلَمِیْنَ کے اوجہ ثلاثہ میں ضرب دینے سے بارہ وجہیں ہوتی ہیں۔ ان میں چار وجہیں بالاتفاق جائز ہیں (۱) طول مع الطّول بالاسکان (۲) توسط مع التوسط بالاسکان (۳) قصر مع القصر بالاسکان (۴) قصر مع الروم مع القصر بالاسکان۔ اور (۵) قصر مع الروم مع التوسط بالاسکان اور (۶) قصر مع الروم مع الطّول بالاسکان۔ یہ دو وجہیں مختلف فیہ ہیں باقی چھ وجہیں بالاتفاق غیر جائز ہیں۔ اور وصل اول فصل ثانی میں بھی یہی بارہ وجہیں ضربی نکلتی ہیں۔ اور ان میں بھی یہی چار وجہیں صحیح اور دو مختلف فیہ ہیں باقی چھ وجہیں غیر صحیح ہیں امثال مثل فصل اول وصل ثانی کے ہیں اس وجہ سے بیان نہیں کی جارہی ہیں۔ اور وصل کل کی حالت میں اَلْعٰلَمِیْنَ میں مدود ثلاثہ میں خلاصہ یہ ہے کہ استعاذہ اور بسم اللہ میں مع ایصال ایک آیت پندرہ یا اکیس وجہیں صحیح ہیں۔

فائدہ (۶۲): یہ وجہیں جو بیان کی گئی ہیں اس وقت ہیں کہ اَلْعٰلَمِیْنَ پر وقف کیا جائے۔ اگر اَلرَّحِیْم یا یَوْمِ الدِّیْن یا نَسْتَعِیْن پر وقف کیا جائے یا کہیں وصل اور کہیں وقف کیا جائے گا تو بہت سی وجہیں ضربی عقلی نکلیں گی اور ان میں صحیح نکالنے کا طریقہ یہ ہے کہ جس وجہ میں ضعیف کو قوی پر ترجیح ہوتی ہے یا مساوات نہ رہے یا اقوال مختلفہ میں خلط ہو جائے تب یہ وجہ غیر صحیح ہو جائے گی۔

(گذشتہ سے پیوستہ) ۲۲۹

اَلْعٰلَمِیْنَ کے قصر والی سولہ وجوہ کا نقشہ

نمبر شمار	اَلرَّحِیْم	اَلرَّحِیْم	اَلْعٰلَمِیْنَ
۱۰	قصر مع الاسکان	توسط مع الاسکان	قصر مع الاسکان
۱۱	ایضاً	قصر مع الاسکان	ایضاً
۱۲	ایضاً	قصر مع الروم	ایضاً
۱۳	قصر مع الروم	طول مع الاسکان	ایضاً
۱۴	ایضاً	توسط مع الاسکان	ایضاً
۱۵	ایضاً	قصر مع الاسکان	ایضاً
۱۶	ایضاً	قصر مع الروم	ایضاً

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فائدہ (۶۳): جب مد بسکون عارض اور لین بسکون عارض جمع ہو جائیں مثلاً مِنْ جُوْعٍ اور وَّاٰمَنَهُمْ مِّنْ خَوْفٍ۔ تو اس وقت میں ضربی عقلی وجہیں سولہ نکلتی ہیں اب اگر مد عارض مقدم ہے لین عارض پر تو سات وجہیں جائز ہیں۔ مد عارض میں طول اور لین عارض میں مدود ثلاثہ یعنی (۱) طول مع الطّول بالاسکان (۲) طول مع التوسط بالاسکان (۳) طول مع القصر (۴) توسط مع التوسط (۵) اور توسط مع القصر اور (۶) قصر مع القصر بالاسکان اور (۷) روم مع الروم اور نو وجہیں غیر جائز ہیں وہ یہ ہیں (۱) توسط مع الطّول (۲) اور قصر مع التوسط اور (۳) قصر مع الطّول (۴) اور طول مع الاسکان مع الروم (۵) اور توسط مع الاسکان مع الروم (۶) قصر مع الاسکان مع الروم (۷) قصر مع الروم مع الطّول بالاسکان (۸) قصر مع الروم مع التوسط بالاسکان (۹) قصر مع الروم مع القصر بالاسکان۔

فائدہ (۶۴): اور جب مد لین مقدم ہو مد بسکون عارض پر مثل لَارَیْبَ فِیْهِ هُدًی لِّلْمُتَّقِیْنَ۔ تو اس وقت نو وجہیں نکلتی ہیں ان میں سے چھ جائز ہیں یعنی (۱) قصر مع الطّول (۲) قصر مع التوسط (۳) قصر مع القصر (۴) توسط مع الطّول (۵) توسط مع التوسط (۶) طول مع الطّول اور (۱) طول مع التوسط (۲) طول مع القصر اور (۳) توسط مع القصر یہ تین غیر جائز ہیں اس وجہ سے کہ مد بسکون عارض قوی ہے لین بسکون عارض سے اور ان صورتوں میں ترجیح ضعیف کی قوی پر ہوتی ہے یا موقوف علیہ میں مساوات نہیں رہتی اور یہ امور غیر جائز ہیں۔

فائدہ (۶۵): مد متصل اور منفصل کی مقدار میں جو کئی قول ہیں دو الف۔ ڈھائی الف۔ تین الف۔ چار الف وغیرہ ان اقوال میں سے جس پر جی چاہے عمل کرے مگر اس کا خیال رکھنا چاہیے کہ مد متصل جب کئی جگہ ہو تو جس قول کو پہلے لیا ہے وہ ہی دوسرے تیسری جگہ بھی رہے مثلاً وَاَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً ا میں اگر تین قول کو ضرب دیں تو نو وجہیں ہوتی ہیں ۲۳۰ ان میں سے تین وجہیں مساوات کی ہیں وہ صحیح ہیں باقی چھ وجہیں غیر صحیح ہوں گی علی ہذا القیاس ایسا ہی جب مد منفصل کئی جمع ہوں تو ان میں بھی اقوال کو خلط نہ کرے مثلاً لَا تُؤَاخِذْنَآ اِنْ نَّسِیْنَآ اَوْ اَخْطَاْنَا۔ اس میں بھی یہ نہیں چاہیے کہ پہلی جگہ ایک قول لے اور دوسری جگہ دوسرا قول لیا جائے بلکہ مساوات کا خیال رکھنا ضروری ہے۔

---

۲۳۰ حضرت مصنفؒ نے متصل اور منفصل کی مقدار میں چار قول بیان کیے ہیں جن کو ضرب دیں تو سولہ وجہیں بنتی ہیں مگر طلباء کو سمجھانے کی غرض سے تین قول لے کر انہی کی ضربی وجوہ نکالی ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فائدہ(٦٦): جب مد منفصل و متصل جمع ہوں اور مثلاً منفصل مقدم ہو مثل هٰؤُلَآءِ کے تو جائز ہے منفصل میں دو الفی مد اور متصل میں دو الف- ڈھائی الف- تین الف- چار الف مد جائز ہوگا اور دو الف غیر جائز ہے اس واسطے کے متصل منفصل سے قوی ہے اور اس صورت میں ترجیح ضعیف کی قوی پر ہوتی ہے اور یہ غیر جائز ہے اور جب مد متصل منفصل پر مقدم ہو مثل وَجَآءُوْٓ اَبَاهُمْ تو اگر متصل میں چار الف مد کیا ہے تو منفصل میں چار الف- تین الف- ڈھائی الف- دو الف جائز ہے اور اگر متصل میں ڈھائی الف مد کیا ہے تو منفصل میں ڈھائی الف- دو الف جائز ہے اور چار الف غیر جائز ہے ایسا ہی اگر متصل میں دو الفی مقدار کا مد کیا ہے تو منفصل میں صرف دو الفی مد ہوگا اور ڈھائی الف چار الف مد جائز نہ ہوگا-

فائدہ(٦٧): جب منفصل اور متصل کئی جمع ہوں مثل بِاَسْمَآءِ هٰٓؤُلَآءِ تو انہیں قواعد پر قیاس کر کے وجہ صحیح غیر صحیح نکال لی جائے- ۲۳۱؎

فائدہ(٦٨): جب مد متصل کا ہمزہ اخیر کلمہ میں واقع ہو اور اس پر وقف اسکان یا اشمام کے ساتھ کیا جائے مثل يَشَآءُ- قُرُوْٓءٍ- اَلنَّسِيْٓئُ تو اس وقت مد تین الفی چار الفی وغیرہ کیا جائے گا اور سکون عارضی کی وجہ سے قصر جائز نہ ہوگا- اس واسطے کہ اس صورت میں لازم آتا ہے الغاء سبب اصلی لازمی کا اور اعتبار سبب عارضی کا اور یہ ناجائز ہے-

فائدہ(٦٩): اس قسم کے خلاف سے جو وجہیں ضرب عقلی نکلتی ہیں مثل اوجہ استعاذہ و بسملہ وغیرہ کے ان کا سب جگہ ہر وجہ کو پڑھنا معیوب ہے ان وجھوں میں سے ایک وجہ کا پڑھ لینا کافی ہے البتہ افادہ اور استفادہ کی غرض سے سب وجھوں کا ایک جگہ جمع کرنا معیوب نہیں-۲۳۲؎

۲۳۱؎ ان تمام امور کی وضاحت اور تفصیلی نقشہ جات ''المرشد فی مسائل التجوید والوقف'' میں ملاحظہ فرمائیں مختصر کتاب ہونے کی وجہ سے یہاں انھیں بیان نہیں کیا گیا-

۲۳۲؎ چونکہ روایت حفصؒ بکثرت پڑھی پڑھائی جاتی ہے لہٰذا اس قدر ضرور یاد رکھنا چاہیے کہ مد منفصل میں حفصؒ کے لیے بطریق جزریؒ مد اور قصر دونوں صحیح ہیں اور بطریق شاطبیؒ صرف مد ہے قصر نہیں- لہٰذا بطریق شاطبی پڑھنے والے کو منفصل میں قصر کرنا جائز نہیں-

علامہ شاطبیؒ کے شاگرد علامہ سخاویؒ نے اپنی شرح شاطبیہ میں لکھا ہے کہ علامہ شاطبیؒ مد متصل میں طول اور توسط اختیار کرتے تھے (ارشاد المرید لعلی الضباع) اور یہی مذہب و میلان علامہ جزریؒ کا ہے- (بقیہ آئندہ صفحہ پر)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فائدہ (۷۰) : اس رسالہ میں اکثر قواعد متفق علیہ ہیں اور جو مختلف فیہ ہیں ان میں حفصؒ کی رعایت رکھی گئی ہے ان کے موافق لکھا گیا ہے اس لیے کہ ان ہی کی روایت بوجہ نقطہ اوراعراب دے دیے جانے کے تمام دنیا میں مروج ہے۔ اور اگر کہیں بمقتضاء بشریت وکم مائگی کسی طرح کی غلطی ہوگئی ہوتو کاملین ماہرین حضرات ضرور اصلاح فرما دیں۔ میں تو بوجہ نا اہلی ونا قابلی اس کے لیے کسی طرح مستعد نہ تھا مگر بعض احباب کے اصرار نے مجبور کیا۔ اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ۔ جو صاحب طالب صادق صحت کلام ربانی عزاسمہ ان اوراق سے نفع اٹھائیں تو مجھ ناکارہ کے لیے بھی یہ دعا کریں کہ حسن خاتمہ نصیب ہو اور حضرت رب کریم جل ذکرہ وعم نوالہ اپنی رضا وتقرب عطا فرمائیں امین ثم امین

چو با حبیب نشینی و بادہ پیمائی بیاد آر محبان بادہ پیمارا

خاتمہ

فصل اول

جاننا چاہیے کہ قاری اور مقری کو چار علموں کا جاننا نہایت ہی ضروری ہے ایک تو علم تجوید یعنی حروف کے مخارج اوران کی صفات کا جاننا اس علم میں اسی سے بحث کی جاتی ہے موضوع لہ اس کا حروف تہجی قرآن شریف اور غایت تصحیح حروف اور تحسین حروف ہے۔

دوسرے علم وقوف ہے یعنی اس بات کو جاننا کہ کس کلمہ پر کس طرح وقف کرنا چاہیے اور کس طرح نہ کرنا چاہیے اور کہاں معنی کے لحاظ سے وقف قبیح یا حسن ہے اور کہاں لازم وغیر لازم تام وغیرہ ہے تجوید کے اکثر مسائل بیان ہو گئے ہیں اور اوقاف جو قبیل ادا سے تھے وہ بھی بیان کر دیے گئے ہیں اور جو قبیل معنی سے تھے اگر چہ وہ علم عربیت پر موقوف ہیں لیکن کلیہ کے طور پر ان کو بھی مختصر طریق سے بیان کر دیا گیا اور بالتفصیل بیان کرنے سے یہ کتاب بڑی ہو جاتی اوراس وقت مقصود ہے اختصار۔

(گذشتہ سے پیوستہ) ۲۳۲ (نشرج اص ۳۴۴-تقریب ص ۱۹) ملاعلی قاریؒ فرماتے ہیں شیخین (شاطبیؒ وجزریؒ) نے ورش وامام حمزہ کے لیے طول اور باقی معزز قراء کے لیے توسط پڑھا ہے (شرح شاطبیہ لملاعلی القاری) بہر حال اختصار اور آسانی کے لیے شیخین کا یہ طریقہ ہی اب اکثر اساتذہ میں مقبول ورائج ہے ہم نے اپنے استاذ رحمہ اللہ کا عمل بھی اسی پر پایا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تیسرے علم رسم خط ہے۔ اس کا بھی جاننا قاری اور مقری کو نہایت ضروری ہے یعنی کس کلمہ کو کہاں پر کس طرح لکھنا چاہیے کیونکہ کہیں تو رسم مطابق تلفظ کے ہے اور کہیں غیر مطابق اب اگر ایسے مواقع پر جہاں رسم مطابق تلفظ کے نہیں ہے لفظ کا مطابق رسم خط کے تلفظ کیا تو بڑی سخت غلطی ہو جائے گی مثلاً اَلرَّحْمٰنُ بے الف کے لکھا جاتا ہے اور بِاَیْیدٍ دو یاء سے لکھا ہوا ہے سورۃ الذاریات کے تیسرے رکوع کے شروع میں۔

اور لِشَاْئٍ بالف زائد بعد شین کے لکھا ہوا ہے سورۃ الکھف کے چوتھے رکوع کے شروع میں۔ اور سورۃ الفجر میں وَجِاْئَ بالف زائد بعد جیم قبل یاء۔ سورۃ القریش میں اٖلٰفِهِمْ بغیر یاء کے لکھا ہے۔

(۱) لَاْاِلَی اللّٰهِ تُحْشَرُوْنَ سورۂ آل عمران میں (۲) وَلَاْاَوْضَعُوْا سورۂ توبہ میں۔ (۳) اَوْلَاْاَذْبَحَنَّهٗ سورۂ نمل میں (۴) لَاْاِلَی الْجَحِیْمِ سورۂ صافات میں (۵) لَاْاَنْتُمْ اَشَدُّ رَهْبَةً سورۂ حشر میں۔۲۴۳

---

۲۴۳ لام الف کے بعد الف کی زیادتی جن پانچ کلمات میں بیان کی گئی ہے ان کی صورت رسم میں علماء رسم کے یہاں پانچوں کا حکم یکساں نہیں، بلکہ نقشہ ذیل کو ذہن میں رکھیے' پانچوں کے رسم کا طریقہ مع تعین سورت لکھا جاتا ہے:

شمار	کلمات قرآنی	تعین سورت ورکوع	علماء رسم کا صحیح فیصلہ	حوالہ کتب
۱	لَاْاِلَی اللّٰهِ تُحْشَرُوْنَ	آل عمران ع ۱۷	الف کی زیادتی کے ساتھ لکھنا اور نہ لکھنا دونوں طرح صحیح ہے' عام طور پر الف لکھا ہوا ہے	عقیلہ
۲	لَاْاَوْضَعُوْا خِلٰلَکُمْ	توبہ رکوع ۷	اجلہ اہل رسم کے نزدیک بزیادتی الف ہے۔	عقیلہ و مقنع
۳	اَوْلَاْاَذْبَحَنَّهٗ	نحل رکوع ۲	باتفاق جمیع اہل رسم بزیادتی الف ہے	عقیلہ و مقنع
۴	لَاْاِلَی الْجَحِیْمِ	صافات رکوع ۲	الف کی زیادتی بالخُلف ہے یعنی بزیادتی الف لکھنا اور نہ لکھنا دونوں طرح صحیح ہے۔	عقیلہ
۵	لَاْاَنْتُمْ اَشَدُّ رَهْبَةً	حشر رکوع ۲	اس میں الف کی زیادتی کسی معتبر طریق سے ثابت نہیں صرف کتاب مورد الظمآن میں بالالف لکھا ہے۔	تعلیقات مالکیہ (بقیہ آئندہ صفحہ پر)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دراصل ان مقاموں میں لام تاکید کا ہے اور لکھا ہوا ہے لام الف۔ تو اسی لیے اس لام الف پر مد نہیں بنایا گیا ہے۔ یعنی اب اگر ان مقاموں میں کوئی قاری تلفظ مطابق رسم خط کے کرے تو لفظ مہمل اور مثبت موکد منفی ہو جاتا ہے اور یہ رسم توقیفی اور سماعی ہے اس کے خلاف لکھنا جائز نہیں ہے۔

اس واسطے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مبارک میں جس وقت قرآن شریف نازل ہوتا تھا اس وقت لکھا جاتا تھا صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین کے پاس متفرق طور سے لکھا ہوا تھا پھر بعد میں حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں اکٹھا ایک جگہ جمع کیا گیا۔ پھر حضرت سیدنا حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں نہایت اہتمام اور اجماع صحابہ سے متعدد قرآن شریف لکھوا کر جابجا بھیجے گئے۔ ۲۳۴

جمع اول اور جمع ثانی میں اتنا فرق ہے کہ پہلی دفعہ میں جمع غیر مرتب تھا اور جمع ثانی میں سورتوں کی ترتیب وغیرہ کا بھی لحاظ کیا گیا۔ اور حضرت امیر المؤمنین ابوبکر صدیق اور حضرت سیدنا عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے اس کا کام حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سپرد کیا تھا کیونکہ یہ کاتب الوحی تھے اور عرضہ اخیرہ کے مشاہد ۲۳۵ اور اسی عرضہ کے موافق حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سنایا تھا اور باوجود سارے کلام مجید مع سبعہ احرف اور عشرہ احرف کے حافظ ہونے کے پھر بھی یہ احتیاط اور اہتمام تھا کہ تمام صحابہ کرامؓ کو حکم تھا کہ جو کچھ جسکے پاس قرآن شریف لکھا ہو وہ لا کر پیش کرے اور دو دو گواہ بھی ساتھ رکھتا ہو کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے یہ لکھا تھا۔

(گذشتہ سے پیوستہ) نوٹ: بعض مصاحف میں کلمہ لَا نْفَضُّوا مِنْ حَوْلِكَ (آل عمران) کو بھی الف کی زیادتی کے ساتھ لکھا ہے جو بالکل بے اصل ہے کتب معتبرہ رسم خط میں اس کا کوئی تذکرہ نہیں (تعلیقات مالکیہ ونہایۃ القول المفید ص ۱۸۷)

۲۳۴ ان سے وہ آٹھ صحیفے مراد ہیں جو حضرت عثمان غنیؓ نے اپنے انتظام ونگرانی میں لکھوا کر بلاد اسلامی کے ان مرکزی شہروں میں روانہ کیے۔ (۱) بصرہ (۲) کوفہ (۳) دمشق (۴) مکہ (۵) یمن (۶) بحرین (۷) مدینہ اور آٹھواں مصحف الامام یعنی جو مصحف سیدنا عثمان غنیؓ نے اپنے لیے مخصوص فرمایا۔ (النشر ج ۱ص ۷)

۲۳۵ مدینہ منورہ میں تشریف لانے کے بعد ہر رمضان میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت جبریل امینؑ کے ساتھ پورے قرآن کا دور فرماتے تھے جس سال میں آپؐ کی وفات ہوئی اس سال آپ نے حضرت جبریل امینؑ سے دو مرتبہ پورے قرآن کا دور فرمایا یہ عرضہ اخیرہ کہلاتا ہے۔ حضرت زید بن ثابتؓ اس عرضہ اخیرہ میں بالمشافہ حاضر تھے اور آپ حضرت رسول اللہ ﷺ اور حضرت جبریل امینؑ کے اس دور کے مشاہد تھے۔ اور یہ آنحضرت ﷺ کے اذن سے تھا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پھر ویسا ہی حضرت صدیق اکبرؓ اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے لکھوایا- بعض ائمہ دین و اہل رسم اس کے قائل ہیں کہ یہ رسم خاص حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے امر سے اور آپ کے تعلیم املاء سے لکھی گئی غرض اس طرح پر یہ قرآن شریف باجماع تمام صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اس رسم خاص پر بغیر اعراب اور نقطہ کے لکھا گیا-

اور سبعہ احرف اور عشرہ احرف کا متحمل وحاوی رہا- اس کے بعد قرن ثانی میں آسانی کی غرض سے صرف حفص کی روایت پر اعراب ونقطے بھی حروف پر دے دیے گئے- ۲۳۶ اب معلوم ہوا کہ یہ رسم توقیفی اور سماعی ہے ورنہ جس طرح ائمہ دین نے اعراب اور نقطہ اعجام کی آسانی کیلئے دے دیے ایسا ہی رسم غیر مطابق کو بھی مطابق کر دیتے-

اور یہ بات بعید از قیاس ہے کہ حضرت امیر المؤمنین ابوبکر صدیقؓ یا حضرت امیر المؤمنین سیدنا عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور جمیع صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنھم اجمعین رسم غیر مطابق اور زوائد محذوفات کو دیکھتے اور اس کی اصلاح نہ فرماتے پھر خاص کر قرآن شریف میں-

اس واسطے جمیع خلفاء اور صحابہ اور تابعین وتبع تابعین اور آئمہ اربعہ اور اکابر امت نے اس رسم کو تسلیم کیا ہے اور اسکے خلاف کو اس خلاف کی جگہ جائز نہیں رکھا- اور بعض اہل کشف نے ان رسم خاص میں بڑے بڑے اَسْرار و حِکَمْ بیان فرمائے ہیں جن کا خلاصہ یہ ہے کہ رسم بمنزلہ حروف مقطعات اوائل سور اور آیات متشابہات کے ہیں- وَمَا یَعْلَمُ تَاْوِیْلَهٗۤ اِلَّا اللّٰهُ وَ الرّٰسِخُوْنَ فِی الْعِلْمِ یَقُوْلُوْنَ اٰمَنَّا بِهٖ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ رَبِّنَا-

طوالت کے خیال سے اس کے مسائل نہیں بیان کیے جاتے طالب کو چاہیے کہ اس فن کی کتابیں مثل قصیدہ رائیہ اور مقنع اور خزانۃ الرسوم دیکھے پڑھے-

چوتھے علم قرآءت ۲۳۷ ہے- اور یہ وہ علم ہے کہ جس سے اختلاف الفاظ وحی کے معلوم ہوتے ہیں اور

---

۲۳۶ اعراب ونقاط حضرت حفصؒ کی روایت پر لگانے کی توضیح کسی مستند کتاب میں نہیں ملی- اور استاذی واستاذ الاساتذہ قاری المقری الشیخ عبدالرحمٰن المکیؒ نے بھی فوائد مکیہ میں اس کا ذکر نہیں فرمایا نہ ہی رائیہ کی شرح میں-

۲۳۷ علم تجوید اور علم قرآءت موضوع تو دونوں کا الفاظ قرآن ہیں- فرق یہ ہے کہ تجوید میں حروف کے مخارج وصفات اور ان کے حالات متفق علیھا سے بحث ہوتی ہے اور قرآءت میں احوال مختلف فیھا سے مثلاً حذف واثبات- تحریک وتسکین- مد وقصر- فتح وامالہ- تحقیق وتخفیف وغیرہ (شرح سبعہ قراءات ج ا ص ۱۱۰)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قرآءت دو قسم پر ہے ایک تو وہ قرآءت ہے کہ جس کا پڑھنا صحیح ہے اور اس کی قرآنیت کا اعتقاد کرنا ضروری اور لازمی ہے اور اس کا استخفاف یا انکار اور استہزاء گناہ اور کفر ہے اور یہ وہ قرآءت ہے جو قراء عشرہ سے بطریق تواتر و شہرت مروی ہے اور جو قراءات ان سے بطریق تواتر اور شہرت ثابت نہیں ہوئیں یا ان کے ماسوا سے مروی ہیں وہ سب شاذہ ہیں۔ اور شاذہ کا حکم یہ ہے کہ ان کا پڑھنا قرآنیت کے اعتقاد سے یا کسی سامع کو شبہ ہو کہ قرآن شریف پڑھا جا رہا ہے اس طرح پڑھنا ناجائز اور حرام ہے۔

آج کل یہ بلا بہت ہو رہی ہے کہ قرآءت متواترہ پڑھتا ہے تو مسخرہ پن کرتے ہیں۔ ۲۳۸ اور ٹیڑھی بینگی قرآءت سے تعبیر کرتے ہیں اور بعض حفاظ قاری صاحب بننے کو تفسیر وغیرہ دیکھ کر اختلافات قرآءت پڑھنے لگتے ہیں اور یہ تمیز نہیں ہوتی کہ یہ کون سی قرآءت ہے اس کا پڑھنا صحیح ہے یا نہیں۔ شاذہ ہے یا کہ متواترہ۔ ان دونوں حضرات کا حکم ماسبق سے معلوم ہو چکا کہ کس درجہ کرتے ہیں۔

افسوس اس فرض کفایہ قرآنیہ سے کیسی غفلت کی جا رہی ہے اور دوسری اس سے بھی بڑھ کر غفلت فرض عینی سے کی جا رہی ہے کہ قرآن شریف کی صحت حروفی کو کوئی صاحب بھی اہل علم اور غیر اہل علم عملاً ضروری نہیں سمجھتے ہیں اِلَّا مَا شَاءَ اللّٰہ گو اعتقاداً یا علماً بوقت گرفت اقرار فرما لیتے ہیں سو یہ بات خوب اچھی طرح سمجھ لینا چاہیے کہ یہ محض اعتقادیات میں سے نہیں ہے اور صرف زبانی اقرار کر لینا بلا عمل کیے کافی و منجی نہیں ہے۔ کتب فقہیہ حنفیہ مثل کبیری اور شامی وغیرہ میں مسائل زلۃ القاری کو دیکھیے اور مثلاً توتلے اور الثغ کے احکام کو ذرا غور فرمایے کہ جن کو ہم بھی اپنے سے زیادہ معذور اور ان قواعد کے غیر مکلف سمجھ رہے ہیں۔

---

۲۳۸ بلکہ یہ خیال بہت سے پڑھے لکھے لوگوں میں بھی بڑی مضبوطی سے قائم ہے کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے جو مصاحف اپنے دور خلافت میں لکھوائے تھے وہ اسی اختلاف قرآءت کو ختم کرنے کے لیے تھے۔ یہ غلط تخیل بالعموم کالجوں کے پروفیسروں اور بعض علماء میں، میں نے پایا ہے سوچنا چاہیے کہ یہ اختلاف قرآءت جبکہ منزل من السماء ہے اور جس کے لیے بار بار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دعائیں مانگی ہیں، جیسا کہ احادیث میں ہے اور جس کے متعلق مشہور حدیث اُنْزِلَ الْقُرْاٰنُ عَلٰی سَبْعَۃِ اَحْرُفٍ شاہد ہے۔ اس کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کیسے ختم کر سکتے ہیں۔ ضرورت ہے کہ اس اہم مسئلہ کی حمایت میں اسلاف کی کتابوں سے اقتباسات کے ساتھ دلائل کی روشنی میں، ایک مستقل کتاب تصنیف کی جائے۔ تاکہ اس عام بے خبری کا ازالہ ہو سکے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فقہا کرام دین متین کے ان کے بھی بارہ میں ارشادات کا اندازہ کیجیے چہ جائیکہ وہ لوگ جن کو کوئی خلقی عذر بھی نہیں ہے۔ محض غفلت یا اعراض عمل میں لاتے ہیں۔ تصحیح حروف تک کو حاصل نہیں کرتے ہیں جس کے جی میں جو آتا ہے وہ پڑھتا ہے بس اس کو سادہ قرآن کہہ کر جو درحقیقت محرف ہوتا ہے فارغ و مطمئن ہو جاتا ہے۔ تو گویا یہ سادہ قرآن اور صحیح قرآن ایک ہی شے ہے۔ جناب من اس میں ذرا بذل سعی کیجیے تو پھر بہت ہی جلد کہنے لگیں گے۔ ببیں تفاوت رہ از کجا است تا بکجا۔ بلکہ یوں کہیں گیں چہ نسبت خاک را با عالم پاک۔

اے اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہم کو ان میں سے نہ کریئے کہ جن پر اَلَّذِيْنَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَهُمْ يَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ يُحْسِنُوْنَ صُنْعًا۔ صادق آئے اور اے رحمٰن اے رحیم ان میں سے کیجیے جو يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قُوْۤا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا پر عمل کرنے والے ہیں۔ مطلوب و غرض اس گزارش سے یہ ہے کہ خدمت کتاب اللہ کی طرف بھی مثل اور ضروریات دینیہ کے توجہ و سعی کیجیے۔

ہاں بعد بذل سعی کے اکثر تو کامیابی ہے یا خدانخواستہ معذوری متعین ہو سکتی ہے لیکن قبل کوشش و سعی کے کیسے معذوری متعین کر لی گئی۔ اگرچہ بعض فقہا و متاخرین کے قول پر نماز فاسد نہ ہو لیکن مختلف فیہ تو ضرور ہو گی اور عدم فساد صلوٰۃ مستلزم رفع اثم کو تو نہیں ہو گا جیسا کہ اگر کوئی غفلت سے یا سستی سے نماز جمعہ ترک کر دے تو ظہر پڑھ لینے سے کیا ترک جمعہ کا گناہ بھی جاتا رہے گا۔

خلاصہ یہ کہ فقہا کرام تو تمام عمر اس بذل و سعی و جہد کو انعقاد صلوٰۃ کے لیے مشروط فرماتے ہیں کہ جب تک بذل جہد کرتا رہے گا منفرداً اس کی نماز ہوتی رہے گی اور جب بذل سعی کو ترک کر دے گا تو تنہا بھی نماز اس کی نہیں ہو گی اور ایسے شخص کو صحیح خواں کا امام بننا جائز نہیں ہے۔

صغیری شرح منیۃ المصلی۔ فصل فی بیان احکام زلۃ القاری الواقعۃ فی الصلوٰۃ از صفحہ ۲۴۴ تا ۲۵۶ مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی و کبیری از صفحہ ۴۷۵ تا ۴۹۴ مطبوعہ مصر۔ شامی جلد اول صفحہ ۳۹۱ مطبوعہ مجتبائی دہلی بار دوم و صفحہ ۵۴۴ مطبوعہ مجتبائی دہلی بار اول اور شامی مطبوعہ مصر صفحہ ۴۳۰ کتاب الصلوٰۃ۔ وفتاویٰ عالمگیری صفحہ ۸۵ جلد اول مطبوعہ نول کشور لکھنو۔

رہا غفلت اور اعراض کی تو کوئی بھی اجازت نہیں دیتا ہے نہ متقدمین نہ کوئی متاخرین میں سے ہاں عجز بالفعل کو صرف انعقاد صلوٰۃ کے لیے بعض متاخرین نے عذر قرار دیا ہے جیسا کہ نومسلم بالفعل کے لیے اور یہ سب کیا قادر بالقوہ نہیں ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اے طالب حق ذرا خدرا کتب فقہیہ کو بھی کھول کر دیکھ اور اپنے نفس سے مشقت سے بچنے کے لیے اپنے لیے فتوے نہ تجویز کر- آخرت کی مشقت اس سے بہت زیادہ اشد اور نا قابل برداشت ہے

اند کے باتو بگفتیم و بدل می ترسیم
کہ دل آزردہ کنی ورنہ سخن بسیار است

اِنْ اُرِیْدُ اِلَّا الْاِصْلَاحَ مَا اسْتَطَعْتُ وَمَا تَوْفِیْقِیْ اِلَّا بِاللّٰہِ الخ

اسمائے مبارکہ حضرات آئمہ قراء عشرہ قرآءات متواترہ

نمبر شمار	اسماء مبارکہ آئمہ قراءات	اسماء رواۃ	قراء
۱	امام نافع مدنیؒ	قالونؒ	ورشؒ
۲	امام ابن کثیر مکیؒ	احمد بزیؒ	محمد قنبلؒ
۳	امام ابوعمرو بصریؒ	ابوعمرو دوریؒ	ابوشعیب سوسیؒ
۴	امام ابن عامر شامیؒ	ہشام بن عمارؒ	ابن ذکوانؒ
۵	امام عاصم کوفیؒ	ابوبکر شعبہؒ	حفص کوفیؒ
۶	امام حمزہ کوفیؒ	خلف بزارؒ	خلاد بن خالدؒ
۷	امام علی کسائی کوفیؒ	دوری المذکورؒ	ابوالحارثؒ
۸	امام ابوجعفر مدنیؒ	عیسٰی بن وردانؒ	سلیمان بن جمازؒ
۹	امام یعقوب الحضرمی بصریؒ	رویسؒ	روحؒ
۱۰	امام خلف بزارؒ	اسحاق الوراقؒ	ادریس الحدادؒ

اسماء ائمہ قراءات شاذہ

نمبر شمار	اسماء مبارکہ آئمہ قراءات	اسماء رواۃ	قراء
۱	امام ابن محیصن محمد مکیؒ	احمد بزی المذکورؒ	ابوالحسن بن شنبوذؒ
۲	امام یزیدی یحیٰی بن مبارکؒ	سلیمان بن حکمؒ	احمد بن فرحؒ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نمبر شمار	اسماء مبارکہ آئمہ قراءات	اسماء رواۃ	قراء
۳	امام حسن بصریؒ	شجاع البلخیؒ	دوری المذکورؒ
۴	امام اعمش سلیمان بن مہرانؒ	ابوالحسن بن سعید المطوعیؒ	ابوالفرج الشنبوذی الشطویؒ

رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔ اللھم احینا علی اتباعھم و احشر نافی زمرتھم آمین۔

فائدہ: یہ بھی معلوم ہونا چاہیے کہ ان الفاظ قرآن آئمہ قراء عشرہ کی طرف نسبت کریں تو قراءت سے تعبیر کیا جاتا ہے اوران کے راوی وشاگرد کی طرف نسبت ہوتو روایت کہا جاتا ہے اوران راویوں کے شاگردوں کو طریق کہتے ہیں جو اکثر ائمہ فنون صرف نحو فصاحت و بلاغت وغیرہ وغیرہ علوم کے ہیں۔

فصل دوم بیان تحسین صوت میں

تحقیق تحسین صوت

قرآن شریف کوخوش الحانی وخوش لہجگی کے ساتھ پڑھنا جائز ہے۔ ۲۳۹ لیکن کسی خوش آوازی کوتجوید کا جزیا لوازم تجوید سے سمجھنا سخت غلطی ہے جیسا کہ بعض ناواقف اور بے فہم سمجھتے ہیں یہ سخت مغالطہ اور نہایت گمراہی ہے اسی طرح حسن صوت اور تجوید میں تغائر وتضاد سمجھنا یہ بھی غلطی ہے جیسا کہ بعض لوگوں کے اقوال سنے جاتے ہیں تحسین صوت سے قرآن شریف کو پڑھنا ایک امر مباح ہے بلکہ مستحسن سمجھا گیا ہے شریعت مطہرہ میں اس کی طرف ترغیب

۲۳۹ خوش آوازی سے پڑھنا نہ بالکل منع ہے اور نہ مقصود اصلی، اس مسئلہ میں افراط وتفریط دونوں صحیح نہیں ہیں۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ تجوید کے مقاصد سے ایک زائد وخارج چیز ہے۔ خوش آوازی اللہ تعالیٰ کا عطیہ ہے جس کو حاصل ہوا سے چاہیے کہ اپنی خوش آوازی کو تجوید اور اہل عرب کی خوش آوازی کے تابع رکھتے ہوئے بے تکلف اور سادہ پڑھے۔ مگر عربی لہجوں کے اندر محو ومستغرق ہوجانا کہ مقصود وہی ہوکر رہ جائیں نہایت معیوب ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فرمائی گئی ہے۔۲۴۰؎ احادیث اس پر دلالت کرتی ہیں۔۲۴۱؎

یہ امر واضح ہو جانا چاہیے کہ انغام یعنی گانا اور لہجہ میں کیا فرق ہے۔ سو شعر کی خود نص صریح میں جا بجا نفی فرمائی گئی ہے وَمَا عَلَّمْنٰهُ الشِّعْرَ وَمَا يَنْبَغِي لَهٗ وغیرہ۔ اور باوجود اس کے بہت سی آیات کریمہ یقیناً اوزان شعر پر منطبق ہیں۔ آنحضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور بعض صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے بعض شعر احادیث و آثار میں مروی ہیں اہل علم و فہم پر مخفی نہیں کہ شاعری ممنوعہ کیا چیز ہے اور مَوْزُوْنِی طبیعت اور یہ منطبق ہو جانا کیسا ہے؟

اسی طرح نغم اور لہجہ میں بین فرق ہے لہجہ طرز طبعی کو کہتے ہیں جس سے جس طرح بن سکے بخلاف نغم کے انغام کہتے ہیں کہ تحسین صوت کے واسطے جو جو خاص قواعد مقرر کیے گئے ہیں ان کی بالقصد تطبیق کرنا اور اس میں وہی مقصود ہوتا ہے یعنی کہیں گھٹاؤ اور کہیں بڑھاؤ۔ کہیں جلدی کرنا اور کہیں دیر کرنا کہیں آواز کو پست کرنا کہیں بلند کرنا کسی کلمہ کو سختی سے گانا کسی کو نرمی سے کہیں رونے کی سی آواز نکالنا کہیں آواز کو نچانا کہیں گٹ کری پیدا کرنا کہیں کچھ کہیں کچھ جو

۲۴۰؎ حدیث ہے زَيِّنُوا الْقُرْاٰنَ بِاَصْوَاتِكُمْ یعنی اپنی آوازوں کے ساتھ قرآن کو زینت دو۔ (راوہ احمد وابوداؤد وابن ماجہ والدارمی)

۲۴۱؎ حَسِّنُوا الْقُرْاٰنَ بِاَصْوَاتِكُمْ فَاِنَّ الصَّوْتَ الْحَسَنَ يَزِيْدُ الْقُرْاٰنَ حُسْنًا یعنی قرآن کو اپنی آوازوں سے آراستہ کرو کیونکہ اچھی آواز سے قرآن کے حسن میں اضافہ ہوتا ہے۔ (الدارمی)۔ لَيْسَ مِنَّا مَنْ لَّمْ يَتَغَنَّ بِالْقُرْاٰنِ یعنی وہ شخص ہم میں سے نہیں جو قرآن پڑھنے میں عمدہ آواز نہ بنائے۔ (احیاء العلوم و منح الفکریہ)۔ صحیحین کی روایت میں ہے کہ ایک مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ کا قرآن سنا اور فرمایا لَقَدْ اُوْتِيَ هٰذَا مِنْ مَزَامِيْرِ اٰلِ دَاوٗدَ یعنی اللہ تعالیٰ نے ان کو آل داؤد کا مزمار یعنی ساز عطا فرمایا ہے۔ حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ نے آپ کا یہ قول مبارک سنا تو فرمایا اگر مجھے خبر ہوتی کہ آپ سن رہے ہیں تو اور بھی بنا سنوار کر پڑھتا (متفق علیہ)۔ اِقْرَؤُا الْقُرْاٰنَ بِلُحُوْنِ الْعَرَبِ وَ اَصْوَاتِهَا یعنی قرآن شریف کو اہل عرب کے لہجوں میں اور آوازوں کی طرح پڑھو۔ (راوہ النسائی و مالک فی المؤطا)۔ علامہ جزریؒ نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول نقل فرمایا ہے کہ جودو القران و زینوہ باحسن الاصوات و اعربوہ فانہ عربی واللہ یحب ان یعرب بہ یعنی قرآن کو تجوید سے پڑھو اور عمدہ آوازوں سے زینت دو اور اس کی عربیت کو اجاگر کرو کیونکہ وہ عربی میں ہے اور اللہ پسند کرتا ہے کہ اس کی عربیت کو برقرار رکھا جائے۔ (النشر ج ا ص ۲۱۰)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جانتا ہو وہ خوب بیان کر سکتا ہے-۲۴۲

اور ویسے تو وَاللّٰہُ اَعْلَمُ بِحَقِیْقَۃِ الْحَالِ اس فن کے استادوں کا یہ مقولہ سنا گیا ہے کہ اس سے کوئی آواز بھی خالی نہیں ہوتی خصوصاً جب انسان شوق و ذوق میں کوئی چیز پڑھے گا تو باوجودیکہ وہ کچھ بھی اس فن موسیقیہ سے واقف نہ ہو مگر ضرور کوئی نہ کوئی قاعدہ موسیقیہ پایا جائے گا- اسی واسطے بعض محتاط لوگوں نے اس طرح پڑھنا شروع کیا ہے کہ پڑھنے میں تحسین صوت کا ذرہ بھر بھی نام نہ آئے- کیونکہ تحسین صوت کو لازم ہے نغم اور اس سے اجتناب اور یہ ہی صاحب احتیاط اہل عرب کو کہا کرتے ہیں کہ وہ لوگ تو گا کے پڑھتے ہیں حالانکہ یہ تحسین ممنوع نہیں- محققین حضرات کا قول یہ ہے کہ باصحت الفاظ قرآن شریف اور قواعد موسیقیہ یہ دونوں جمع نہیں ہو سکتے-

خلاصۃ ان اقوال کا یہ ہے کہ اگر قواعد موسیقیہ کے لحاظ سے قواعد تجوید بگڑ جاتے ہیں تو بالاتفاق مکروہ یا حرام ہے ورنہ مباح اور جائز ہے-۲۴۳ اور یہی اکابر کے کلام میں مراد ہے جہاں کہیں کہ تحسین صوت کی ممانعت یا کراہت مذکور اور مطلقاً تحسین صوت سے بلا لحاظ قواعد موسیقیہ کے مع قواعد تجوید قرآن شریف کو پڑھنا یہ بے شک مرغوب و مستحسن ہے جیسا کہ اہل عرب عموماً خوش آوازی سے بلا تکلف بلا لحاظ قواعد موسیقیہ کے پڑھتے ہیں اور عموماً

---

۲۴۲ حضرت مصنفؒ نے جو انغام کے عناصر لکھے ہیں یہ فن تجوید میں عیوب تلاوت شمار ہوتے ہیں- علامہ دانیؒ اور علامہ سخاویؒ نے عیوب تلاوت پر بڑی تفصیلی بحث فرمائی ہے- (دیکھیے نشرج ا ص ۲۱۳) یہاں ہم مختصراً کچھ عیوب تلاوت ذکر کر رہے ہیں-

(۱) تَطْرِیب یعنی مد اصلی کو زیادہ لمبا کرنا (۲) ترعید یعنی بغیر لطافت کے گرجدار آواز میں پڑھنا (۳) تطنین یعنی ناک میں پڑھنا (۴) ترقیص یعنی حرف کو ساکن پڑھ کر حرکت پڑھنا مثلاً اَنْ ھَدٰنَا (۵) عنعنہ یعنی ہمزہ میں عین کی آواز ملانا (۶) رَکْزَہ یعنی اظہار کی جگہ ادغام کرنا مثلاً فَاصْفَحْ عَنْھُمْ میں (۷) وَثْبَہ یعنی پہلا لفظ مکمل کیے بغیر دوسرا شروع کر دینا (۸) تَمْطِیط یعنی حرکات لمبی کرنا (۹) ھِمْھِمَہ یعنی حرف مخفف کو مشدد یا مشدد کو مخفف پڑھنا-

۲۴۳ قرآن کو خوش آوازی سے پڑھنا مستحب و مستحسن و مسنون ہے لہٰذا جو لوگ تغنی بالقرآن اور لہجے سے پڑھنے کو منع کرتے ہیں وہ سنت کے خلاف پر ہیں- ہاں اگر ایسا لہجہ اور خوش آوازی میں محو اور مستغرق ہوا کہ مخارج و صفات حروف کا خیال نہ رکھا اور لحن جلی لازم آ گیا تو ایسا پڑھنا ناجائز اور حرام ہے- اور پڑھنے والا گناہ گار ہے- (بقیہ آئندہ صفحہ پر)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان میں کوئی بھی قواعد موسیقیہ سے ذرہ بھر بھی واقف نہیں ہوتا مگر نہایت ہی خوش آوازی سے پڑھتے ہیں اور یہ خوش آوازی ان کی طبعی اور جبلی ہوتی ہے اسی واسطے ہر ایک کا لہجہ الگ الگ ہوتا ہے اور ہر شخص اپنے اپنے لہجہ کو ہر وقت پڑھ سکتا ہے بخلاف انغام کے کہ سنا گیا ہے کہ ان کے اوقات مقرر ہیں دوسرے وقت وہ نہیں بنتے اور نہ اتنا ان میں اثر ہوتا ہے۔

اور میری اس تقریر سے کوئی صاحب یہ بھی نہ سمجھیں کہ بدآواز لوگ خوش آواز بن جائیں اور نہ یہ کسی طرح ہو سکتا ہے اور نہ یہ مطلوب ہے۔ مطلوب یہ ہے کہ ہر شخص قرآن شریف کو تجوید سے صحیح پڑھے اور بے تکلف اپنی طبعی آواز کو بہر حال جس سے جس طرح بن سکے عمدہ کر کے پڑھے۔ ۲۴۴

اور قواعد موسیقیہ کا بالکل خیال نہ کرے کہ موافق ہے یا مخالف۔ صحت حروف اور معانی کا خیال کرے جو مقصود

---

۲۴۳ (گذشتہ سے پیوستہ) اور اگر لحن خفی لازم آیا تو مکروہ ہے۔ غرض اگر قرآن شریف کو حروف کے مخارج اور ان کی صفات کا لحاظ رکھتے ہوئے تجوید کے قواعد کے ہمراہ لہجوں سے پڑھا تو مستحب اور مسنون ہے بصورت دیگر ناجائز اور حرام ہے۔

۲۴۴ یہاں مناسب معلوم ہوتا ہے کہ آداب تلاوت بھی بیان کر دیے جائیں۔ تصحیح مخارج وصفات حروف۔ خوش آوازی۔ فہم معانی۔ عمل۔ اخلاص۔ وضو۔ مسواک۔ خوشبو لگانا۔ جمائی کے وقت ٹھہر جانا۔ طہارت و صفائی مکان بازار اور مجمع سفہا میں نہ پڑھنا۔ ہنسنے سے اور درمیان قراءت کے اجنبی بات سے اجتناب کرنا۔ عمدہ کپڑے پہننا۔ قبلہ رخ بیٹھنا۔ سکون و وقار سے سرنگوں ہو کر بیٹھنا۔ قبل قراءت تعوذ اور بسملہ پڑھنا۔ آہستہ اور بلند دونوں کے مابین پڑھنا۔ اوامر ونواہی میں غور و فکر کرنا۔ اور دل سے قبول کرنا۔ اپنے گناہوں پر استغفار کرنا۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نام مبارک آئے تو درود پڑھنا۔ آیت رحمت پر خوش ہونا اور دعا مانگنا۔ آیت عذاب پر ڈرنا اور پناہ مانگنا۔ آیت تنزیہ پر تنزیہ کرنا۔ آیت دعا پر تضرع کرنا۔ والتین کے آخر میں کہنا بَلٰی وَاَنَا عَلٰی ذٰلِکَ مِنَ الشّٰھِدِیْنَ۔ سورۂ قیامہ کے آخر میں بَلٰی کہنا۔ سورۂ مرسلت کے آخر میں اٰمَنَّا بِاللّٰہِ کہنا فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ پر وَلَا بِشَیْءٍ مِّنْ نِّعَمِکَ رَبَّنَا نُکَذِّبُ فَلَکَ الْحَمْدُ کہنا۔ سورۂ ملک کے آخر میں اَللّٰہُ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ پڑھنا۔ والضحٰی سے آخر تک ہر سورۃ کے ختم پر تکبیر کہنا۔ جب کفار کا بیان آئے پست آواز سے پڑھنا رونا یا غم وعید یاد کر کے رونا۔ آیت سجدہ پر سجدہ کرنا۔ سننے والوں کو بات قطع کر دینا۔ جب پڑھ چکے تو صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ کہنا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے اور اگر معانی نہ جانتا ہو تو اتنا ہی خیال کافی ہے کہ مالک الملک ذو الجلال والاکرام کے کلام مبارک پڑھ رہا ہوں اور وہ سن رہے ہیں متوجہ ہیں۔ ۲۴۵

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَ الصَّلٰوةُ وَ السَّلَامُ عَلٰى شَفِيْعِ الْمُذْنِبِيْنَ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَ اَصْحَابِهٖ وَ اِتِّبَاعِهٖ اَجْمَعِيْنَ بِفَضْلِكَ وَبِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِيْنَ اٰمِيْن۔

الشيخ القاری المقری محمد عبد الوحيد غفرله المجيد اله آبادیؒ

غُرّہ ذی القعدۃ المتبرکہ ۱۳۵۵ھ

---

۲۴۵ نہایت اہم امور ہیں جن کی جانب حضرت مؤلفؒ نے توجہ دلائی ہے آج کل زمانہ ریا کاری کا ہے۔ خوش آواز طلبہ محافل اور جلسوں میں یا ریڈیو ٹی وی پر پڑھ کر عوام سے تحسین حاصل کرنے کو ہی اپنی کامیابی سمجھتے ہیں۔ یہ کوئی قابل قدر جذبہ نہیں ہے۔ حدیث میں ہے اَكْثَرُ مُنَافِقِيْ هٰذِهِ الْاُمَّةِ الْقُرَّآءُ یعنی اس امت کے اکثر منافق قراء ہوں گے (رواہ امام احمد بن حنبلؒ من حدیث عقبہ بن عامرؓ) ضرورت ہے کہ تلاوت کلام الٰہی میں خلوص دل اور حصول ثواب کو اولین ترجیح دی جائے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو حسن نیت اور اخلاص نصیب کرے۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى نَبِيِّهِ الْكَرِيْمِ۔

الشیخ القاری اظہار احمد التھانویؒ

سابق استاذ کلیہ اصول الدین والدعوہ

الجامعۃ الاسلامیۃ العالمیہ اسلام آباد

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مسائل کا شافی حل، اشکالات کے جامع جواب-علوم کا بیش بہا خزانہ

المرشد

في

مسائل التجوید و الوقف:

مؤلفہ: استاذ القراء والمجودین القاری المقری اظہار احمد التھانویؒ

علم تجوید اور علم الوقف کے تمام مشکل مقامات کا آسان انداز میں حل- تاریخ جمع و تدوین قرآن- وجوب تجوید-
اہمیت تجوید و علم وقف- سوالاً جواباً مرتب کردہ یہ کتاب جو تجوید و علم الوقف کے تمام ضروری مسائل کا احاطہ کرے گی-
جا بجا اہم مواقع پر جدولیں جو مسائل کی آسان تفہیم میں معاون و مددگار رہوں گی- انداز بیان نہایت آسان سہل اور
شگفتانہ- کتاب نہیں بلکہ زندگی بھر کی مددگار اور دوست-

(عنقریب طبع ہو کر منظر عام پر آئے گی- انشاء اللہ)

قرآءت اکیڈمی

28-الفضل مارکیٹ 17-اُردو بازار لاہور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قرآءت اکیڈمی کی مطبوعات درج ذیل مقامات پر بھی دستیاب ہیں

کراچی	علمی کتاب گھر اردو بازار کراچی
لاہور	ادارہ اسلامیات انارکلی لاہور
	نعمانی کتب خانہ اردو بازار لاہور
	مکتبہ سید احمد شہید اردو بازار لاہور
بہاولپور	پاکستان بک کمپنی شاہی بازار بہاولپور
	مکتبہ صدیقیہ نور محل روڈ بہاولپور
کوئٹہ	مکتبہ رشیدیہ سرکی روڈ کوئٹہ
	مکتبہ ماجدیہ عیدگاہ طوغی روڈ کوئٹہ
پشاور	کتب خانہ اکرمیہ محلہ جنگی قصہ خوانی پشاور
	مکتبہ رحمانیہ محلہ جنگی قصہ خوانی پشاور
صوابی	المکتبۃ الاظہاریہ اندرون جامعہ رحیمیہ ترکئی ضلع صوابی
راولپنڈی	کتب خانہ رشیدیہ راجہ بازار راولپنڈی
گوجرانوالہ	مدینہ کتاب گھر اردو بازار گوجرانوالہ
منگورہ	مکتبہ رشیدیہ حسن مارکیٹ نیو روڈ منگورہ
	مکتبہ القرآن والحدیث نیو روڈ منگورہ
باغ آزاد کشمیر	مکتبہ خلفاء راشدین کچہری روڈ باغ آزاد کشمیر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ